کلیاتِ اعظم

محمد اعظم چشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلیاتِ اعظم

ملنے کے پتے

مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر، اُردو بازار لاہور 7355743
مکتبہ العلم 17/ا، اُردو بازار لاہور 7211788
اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ لاہور 7223506
مشتاق بک کارنر لاہور 7230350
علم و عرفان پبلی کیشنز لاہور 7232336
منیر برادرز، مین بازار جہلم، سعید بک بنک اسلام آباد
احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی
بنگش بک ڈپو، اُردو بازار، سیالکوٹ
چوہدری بک ڈپو، مین بازار، دینہ
ضیاء القرآن پبلشرز، گنج بخش روڈ، لاہور
کتاب گھر، علامہ اقبال روڈ، راولپنڈی
نیو الیاس کتب محل کچہری بازار، جڑانوالہ
ادریس کتاب محل، مین بازار، منڈی سمبڑیال
عمر بک سنٹر جی ٹی روڈ سرائے عالمگیر 653057
چغتائی بک ڈپو ڈڈیال آزاد کشمیر اتفاق بک ڈپو بھلوال
کوالٹی ڈیپارٹمنٹل سٹور کالج روڈ بوریوالا 3355889
شاہین بک ہاؤس منڈی بہاؤالدین
بختار سنز قصہ خوانی بازار، پشاور، بلال بک ڈپو، گجرات
الفضل کتاب گھر میرپور آزاد کشمیر
مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد 2278843-5
جہانگیر بک ڈپو لاہور 042-7220897
سعد پبلی کیشنز فسٹ فلور میاں مارکیٹ لاہور 7122943
مسلم بک لینڈ، بینک روڈ، مظفرآباد 058810-44021
یونائیٹڈ بک ہاؤس کچہری روڈ منڈی بہاؤالدین
نیو وہاڑی کتاب گھر جناح روڈ، وہاڑی 62310
الکریم نیوز ایجنسی گول چوک، اوکاڑہ
شائلہ بک ایجنسی، محلہ چوہدری پارک ٹوبہ ٹیک سنگھ
ڈار برادرز تحصیل بازار، جہلم فضلی سنز اُردو بازار کراچی
کھوکھر بک سٹال مسلم بازار، گجرات
مکتبہ رشیدیہ چکوال — شیر ربانی کتب خانہ وہاڑی
مشتاق بک ڈپو گوجرخان — شاہین بک ڈپو وہاڑی
ہلال کاپی ہاؤس، لیاقت روڈ میاں چنوں 662650
میاں ندیم، مین بازار، جہلم 0544-621126

اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک، راولپنڈی
شمع بک ایجنسی فیصل آباد — رضا لائبریری شاہ کوٹ
ہاشمی برادرز کتب و رسائل گوردت سنگھ روڈ، کوئٹہ
الیاس بک ڈپو جلال پور جٹاں، کاروان بک سنٹر بہاولپور
الاخوان القادری، منڈی کارنر اندرون بوہڑ گیٹ ملتان
اسلامی کتب خانہ حافظ آباد، خان بک ڈپو حافظ آباد
نظامی کتب خانہ پاکپتن شریف، شکیل بک ڈپو سمندری
خالد کتاب محل اگوکی، سیالکوٹ روڈ
لاثانی لائبریری ربوہ، زمان لائبریری ربوہ
سلیمی بک ڈپو، احمد پور شرقیہ، جالندھر بک ڈپو ڈسکہ
بک ٹاؤن F-10 مرکز اسلام آباد 2299604
پاکستان بک ڈپو مین بازار جلال پور جٹاں
کارز سٹیشنری مارٹ مین بازار کھاریاں 510274
کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان کینٹ 061-510444
صابر بک سٹال نسبت روڈ لاہور 7230780
کارواں بک سنٹر، ملتان کینٹ، مرزا بک ایجنسی شیخوپورہ
گل قریش پبلی کیشنز، لاہور 7320318
علمی بک ہاؤس لاہور، عثمان بک ڈپو لالہ موسیٰ
عزیز سٹیشنری مارٹ مین بازار کھاریاں
کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ اُردو بازار لاہور
سلطان بک پیلس گجرات پنجاب بک ڈپو سرکلر روڈ گجرات
حافظ بک ایجنسی اقبال روڈ سیالکوٹ، کوثر بک ڈپو لالہ موسیٰ
وارث سنز بک ڈپو صرافہ بازار پنڈ دادن خان
مکتبہ الحسن لالہ موسیٰ، مکتبہ دارالحسان لالہ موسیٰ
کارواں بک سنٹر بہاولپور
مکتبہ کشمیر لالہ موسیٰ
رائل بک سنٹر چوک نواب گجرات، سپر سٹیشنرز لالہ موسیٰ
علی سٹیشنرز بک سیلرز لالہ موسیٰ، جہانگیر بک ڈپو کراچی
الاشہاب بک سٹال مانانوالہ، المکہ جلال پور جٹاں
خالد بک سٹال گجرات — شانی برادرز جہلم
فرینڈز بک ڈپو گجرات — حمد بک سٹال گجرات
باورا بک سنٹر مال روڈ — احسن لائبریری ژہرانوالہ
کشمیر بک ڈپو چکوال — دعا پبلی کیشنز الحمد مارکیٹ

کلیاتِ اعظم

محمد اعظم چشتی

خزینۂ علم و ادب
الکریم مارکیٹ اردو بازار - لاہور ۷۳۱۴۱۶۹

دیدہ زیب اور
خوبصورت کتب کا
واحد مرکز

تزئین و اہتمام
نذیر محمد طاہر نذیر

نام کتاب:	کلیات اعظم
اشاعت خاص:	2005
سرورق:	عبیداللہ
اہتمام:	محمد نذیر طاہر نذیر
کمپوزنگ:	الاشراق کمپوزنگ سنٹر لاہور
مطبع:	حافظ جمیل پرنٹنگ پریس لاہور
قیمت:	280 /روپے

انتساب

ان تمام بزرگوں

کے

نام

جنہوں نے "کلیاتِ اعظم"

جیسی کتاب تیار کرنے

میں مدد کی۔

ترتیب

پیارے

ملت چشتی

تے

اسرار چشتی

دے

ناں

محمد اعظم چشتی

۱۲ صفر ۱۳۹۴ھ

فہرست مضامین

اپنا دیس

رنگ و بو

اپنا دیس

نیر اعظم

حمد باری

نعت رسولؐ

فارسی نعتوں کا منظوم پنجابی ترجمہ

غذائے روح

انتساب

اپنے والدِ مکرم مولوی محمد دین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام جن کے فیضانِ نگاہ نے مجھے یہ ذوقِ سخن بخشا اور مجھے عشق دستی کی دولتِ سرمدی سے مالا مال کیا

محمد اعظم چشتی

انتساب

(بقولِ اعظمؔ)

عہدِ حاضر کے سب سے بڑے
نعت گو شاعر

حضرت احمد ندیم قاسمی"

کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہزار روزہ ہزار اتقا نماز ہزار
ہزار زُہد و عبادت ہزار استغفار
ہزار طاعتِ شب ہا ہزار بیداری
قبُول نیست اگر خاطرے بیازاری

حمد

ثنا گو پتّہ پتّہ ہے خدایا دم بہ دم تیرا
زمین و آسماں تیرے، ہے موجود و عدم تیرا
جو دنیا میں ترا کھا کر ترے شکوے کریں یارب
تعجّب ہے کہ اُن پر بھی رہے لطف و کرم تیرا

کیوں نہ ہو صاحبِ ایمان محمدؐ اعظم
ہے گدائے درِ حسّانؓ محمدؐ اعظم
میری تربت کے سرہانے یہ لگانا لکھ کر
تھا محمدؐ کا ثنا خوان محمدؐ اعظم

منم ادنیٰ ثنا خوانِ محمدؐ　　غلامے از غلامانِ محمدؐ
محمدؐ ہست مہمانِ خداوند　　دو عالم ہست مہمانِ محمدؐ
دو عالم روز و شب در گفتگویش　　ہمہ قرآن در شانِ محمدؐ
ہمہ عالم گدائے کوچۂ او　　سکندر راز گدایانِ محمدؐ
تمامی انبیا و اولیا ہم　　نمک خورند از خوانِ محمدؐ
گنہگارم سیہ کارم ولیکن،　　بدستم ہست دامانِ محمدؐ

نہ تنہا ہست اعظمؔ نعت خوانش
خدائے ما ثنا خوانِ محمدؐ

جس دل میں غمِ احمدِ مختار نہ ہوگا
وہ دل کبھی رحمت کا سزاوار نہ ہوگا
سچ یہ ہے کہ وہ واقفِ اسرار نہ ہوگا
سرکارِ دو عالم سے جسے پیار نہ ہوگا
اللہ کبھی اس کا طرفدار نہ ہوگا

دیکھا نہیں کونین میں کوئی ترا ہمسر
چرچے ہیں مری جان ترے حسن کے گھر گھر
لاکھوں نے ترے قدموں پہ قربان کیے سر
یہ مانا ترے چاہنے والے ہیں بہت پر
مجھ سا بھی کوئی تیرا طلبگار نہ ہوگا

چھائی تھی مرے دل پہ گنہگاری کی ہیبت
مایوس مجھے دیکھا تو بولی تری رحمت،
مژدہ ہو گنہگار کہ یوں ہو گی شفاعت
محشر میں خریدیں گے اسی جنس کو حضرت
جس جنس کا کوئی بھی خریدار نہ ہو گا

اے فخرِ رسل باعثِ ایجادِ دو عالم
اے جانِ جہاں روحِ وجودِ بنی آدم
در چھوڑ کے تیرا کہاں جائے ترا اعظم
میدانِ قیامت میں اگر پکڑے گئے ہم
جز آپ کے واں کوئی مددگار نہ ہو گا

12.

❀

کس قدر ساماں ہیں میرا دل دکھانے کے لیے
مضطرب دورِ زماں میرے مٹانے کے لیے
گردشِ افلاک بھی ہے خود ستانے کے لیے
بجلیاں بے تاب میرا گھر جلانے کے لیے
اور میں تنکے چن رہا ہوں آشیانے کے لیے

سخت گھبرائے گا دل محشر کا میدان دیکھ کر
رحم کھائے گا نہ کوئی ہم کو گریاں دیکھ کر
انبیا چپ ہوں گے دنیا کو پشیماں دیکھ کر
امتِ عاصی کو محشر میں پریشاں دیکھ کر
آئیں گے سرکارِ عالم بخشوانے کے لیے

کی جفا آلِ نبیؐ پر اک بُتِ بے پیر نے
جو بھی آیا سامنے ٹکڑے کیے شمشیر نے
کوئی کیا جانے کہ کیوں ایسا کیا تقدیر نے
گھر لُٹا کر کربلا میں یوں کہا شبیرؓ نے
ہم تو آئے تھے جہاں میں گھر لُٹانے کے لیے

یا رسول اللہ تیری شانِ رحمت کی قسم
تیری شفقت کی قسم تیری عنایت کی قسم
تیری الفت کی قسم تیری محبّت کی قسم
اے مدینے والے آقا تیری فرقت کی قسم
دل تڑپتا ہے تمہارے پاس آنے کے لیے

ناصحا اس میری کم فہمی سے گھبراتا ہے کیوں
جو سمجھ سکتے نہیں پھر ان کو سمجھاتا ہے کیوں
خرمنِ دل پہ مرے تو آگ برساتا ہے کیوں
زاہدا اعظم کو جنّت میں لیے جاتا ہے کیوں
یار کا کوچہ ہے کافی دل لگانے کے لیے

❁

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کے ایک طویل واقعہ کا اختصار

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

مجھ کو پکڑیں جو قیامت میں فرشتے تو کہیں
تو نے دنیا میں عمل نیک کیا کیا کیا ہے

میں یہ رو رو کے پکاروں مرے آقا آنا
ورنہ اِس درد بھرے دل کا ٹھکانا کیا ہے

میں سیہ کار جو چلاؤں تو غوغا سن کر
لوگ آجائیں کہ دیکھیں یہ تماشا کیا ہے

جمگھٹا دیکھ کے مخلوق کا آجائیں حضورؐ
آکے فرمائیں فرشتوں کو یہ جھگڑا کیا ہے

یوں کریں عرض فرشتے کہ گنہگار ہے ایک
ہم یہ کہتے ہیں اسے اب ترا منشا کیا ہے
میں جو سرکار کو دیکھوں تو پکاروں واللہ
ایسی سرکار کے ہوتے مجھے خطرا کیا ہے
سُن کے فرمائیں محمّد مرے دیوانے کو
چھوڑ دو چھوڑ دو اب اس پہ تقاضا کیا ہے
اعظمؔ اُس رحمتِ عالم کی محبت دیکھو!
جس کی اُلفت ہو اگر دل میں تو کھٹکا کیا ہے

دی زباں حق نے ثنائے مصطفٰےؐ کے واسطے
دل دیا حُبِّ حبیبِ کبریا کے واسطے
خلد تو گھر ہے غلامانِ رسول اللہؐ کا
اور جہنّم دشمنانِ مصطفٰےؐ کے واسطے
اُن کے در سے کوئی خالی جائے ہو سکتا نہیں
جن کے دروازے کھلے ہوں ہر گدا کے واسطے
دل میں دردِ مصطفٰےؐ سینے پہ داغِ مصطفٰےؐ
کیا عجب ساماں ملا روزِ جزا کے واسطے
میرے آقا کا مدینہ بھی ہے کیا دارالشفا
جس جگہ عیسٰیؑ بھی آتے ہیں دوا کے واسطے
کب تلک تڑپے گا فرقت میں تمہاری یا نبیؐ
اب تو اعظمؔ کو بُلا لیجے خدا کے واسطے

ہم آج آئے ہیں زخمِ جگر دکھانے کو
فسانۂ دلِ فرقت زدہ سُنانے کو
حضورؐ کے درِ اقدس کی رفعتیں دیکھو
کہ عرش والے بھی آتے ہیں سر جھکانے کو
گناہگارو چلے جاؤ تھام لو دامن!
وہ دیکھو آئے ہیں سرکار بخشوانے کو
تمہارے نورؐ سے معمور ہو گئی دُنیا
تمہارے جلوے نے چمکا دیا زمانے کو
حلیمہؓ گود میں لے کر حضورؐ سے بولیں
شرف تمھیں سے ملا ہے مرے گھرانے کو
بلا لو اب تو مدینے کہ ایک مدّت سے!
ترس رہی ہے جبیں تیرے آستانے کو
گناہ گاروں کی عزّت ہے جن کے ہاتھ اعظمؔ
وہ کیوں نہ آئیں گے بگڑی مری بنانے کو

یہ آرزو نہیں ہے کہ قائم یہ سر رہے
میری دعا تو ہے کہ ترا سنگِ در رہے

اے ساقی تیری خیر، ترے میکدے کی خیر
ایسی پلا کہ جس کا نشہ عمر بھر رہے

فرقت کی سختیاں مجھے منظور ہیں مگر
اتنا ضرور ہو کہ تجھے بھی خبر رہے!

اے جانِ جاں تو ہی تو ہے مقصودِ کائنات
میرا نشاں رہے نہ رہے تو مگر رہے

اعظمؔ یہ آرزو ہے کہ مرنے کے وقت بھی
صورت حضورؐ کی مرے پیشِ نظر رہے

ہم ہیں بے یار و مددگار رسولِ عربیؐ
جُز ترے کون ہو غم خوار رسولِ عربیؐ
تیرے دیدار کے مشتاق کھڑے ہیں ہر سُو
برقعہ بردار زرخسار رسولِ عربیؐ
تلملاتے ہیں تڑپتے ہیں شب و روز غریب
جن کو ہے تجھ سے ذرا پیار رسولِ عربیؐ
حشر میں دیکھیں گے حسرت بھری آنکھوں سے تجھے
تیری اُمّت کے گنہگار رسولِ عربیؐ
ہیں کہ در عشق تو چوں گریم و چوں می رقصم
من بایں جبّہ و دستار رسولِ عربیؐ
تیرا بھاگا ہُوا اک مجرمِ اعظم آخر
ہو گیا حاضرِ دربار رسولِ عربیؐ

اللہ کرے نصیب ترے خرقہ و کلاہ
زاہد ہمیں تو شیشہ و پیمانہ چاہیئے
عاشق کا کام کیا جو ہو مشغول خلق میں
عشاق کا تو گھر درِ جانانہ چاہیئے
پوچھے گا گر خدا مجھے کیا چاہیئے تجھے
کہہ دوں گا مجھ کو یار کا کاشانہ چاہیئے
وصلِ حبیب بیٹھے بٹھائے کہاں نصیب
اس کے لیے تو ہمتِ مردانہ چاہیئے
جبریلؑ اس لیے ہیں محمدؐ پہ شیفتہ
ایسی شمع پہ ایسا ہی پروانہ چاہیئے
اعظم کو رد کرتا ہے تو کیوں بزم یار سے
اے نفس باز آ تجھے ایسا نہ چاہیئے

مرے آقا مرے مولا کدھر ہو
غریبوں پر عنایت کی نظر ہو
جسے مل جائے تیرا آستانہ
وہ دنیا میں بھلا کیوں دربدر ہو
اگر بندوں پہ آجائے مصیبت
نہیں ممکن کہ آقا بے خبر ہو
یہ حسرت قبر میں لے کر نہ جاؤں
خداوندا مدینہ میرا گھر ہو
حقیقت کیا کوئی سمجھے تمھاری
کہ تم نورِ خدا ہو یا بشر ہو
تمنا ہے دمِ آخر بھی آقا
تمھارا در ہو اور اعظم کا سر ہو

اُس خالقِ کونین کی مرضی بھی اُدھر ہے
اے سیّدِ ابرارؐ رضا تیری جدھر ہے

جنت کی ضرورت ہے نہ حوروں کی طلب ہے
کونین کے دُولہا کی طرف میری نظر ہے

جس گھر میں قدم رکھتے تھے جبریل بھی ڈر کر
اے جانِ دو عالم وہ تمھارا ہی تو گھر ہے

وہ ربِ دو عالم ہے تو تو رحمتِ عالم
محشر کا خطر ہے نہ جہنم ہی کا ڈر ہے

جس در سے کوئی شاہ و گدا خالی نہ لوٹا
اے صاحبِ لولاکؐ تمھارا ہی وہ در ہے

آیا نہ جہاں میں کوئی ہمسر ترا بن کر!
پہنچا نہ وہاں کوئی جہاں تیرا گذر ہے

اعظمؔ کو بھی بلوایئے اے ساقیِ کوثر
سجدے کو تڑپتا ترے دیوانے کا سر ہے

✲

دیکھ اے دل دوستوں سے دشمنی اچھی نہیں
دشمنوں سے بھول کر بھی دوستی اچھی نہیں
طالبانِ درد جیتے ہیں سہارے درد کے
یاالٰہی کم نہ ہو اس میں کمی اچھی نہیں،
دل وہ مردہ ہے جو تیری یاد سے خالی رہا
سنتے ہیں مردہ دلوں کی زندگی اچھی نہیں،
ہے تمنا یہ کہ ان آنکھوں سے روضہ دیکھ لوں
بے قراری دل کی آنکھوں کی نمی اچھی نہیں
میں پہنچ جاؤں مدینے میں تو آجائے اجل
ہند میں جب تک ہوں آمد موت کی اچھی نہیں
اے عرب کے چاند تیری چاندنی کے سامنے
چاند کیا خورشید کی بھی روشنی اچھی نہیں

✲

روشن ہے جس سے عالمِ امکاں تمھیں تو ہو
ظاہر ہے جس سے صورتِ یزداں تمھیں تو ہو
تم ہی ہو رازہائے حقیقت کے رازدار
توحید کی کتاب کے عنواں تمھیں تو ہو
تیرے ہی دم سے گلشنِ ہستی میں ہے بہار
ہر چیز کی حیات کے ساماں تمھیں تو ہو
دونوں جہاں میں تیری حکومت ہے بالیقیں
ہر شے ہے جس کی تابعِ فرماں تمھیں تو ہو
خالق نے جس کو ساری خدائی میں چُن لیا
اے جانِ کائنات وہ انساں تمھیں تو ہو
یہ مرتبہ کسی کو میسّر نہ آسکا!
خالق ہے آپ جس کا ثنا خواں تمھیں تو ہو
اعظمؔ کا بھی فسانۂ دردِ والم سنو!
ہر دردِ کائنات کے درماں تمھیں تو ہو

کیا عجب شانِ مصطفائی ہے
شیفتہ جس پہ کبریائی ہے
اُس کا سایہ چھپا لیا حق نے
جس کے سائے میں سب خدائی ہے
کوئی پہنچا وہاں نہ پہنچے گا !
جس جگہ تک تری رسائی ہے
فکرِ عقبیٰ نے کر دیا بیدل
میرے آقا تری دہائی ہے
تیری رحمت نے یا رسُول اللہ
کِس کی بگڑی نہیں بنائی ہے
مِل گئی اُس کو دولت کونین
جس کو حاصل تری گدائی ہے
ناز دل پر کرو نہ اے اعظم
جانتے ہو یہ شے پرائی ہے

یہی نہیں کہ فقط دل لگانا آتا ہے — تری تلاش میں خود کو مٹانا آتا ہے
ترے فقیروں کو گھر بار لٹانا آتا ہے — ترے اشارے پہ سر بھی کٹانا آتا ہے
غرض جو کہہ دیں زباں سے نبھانا آتا ہے

تمہاری راہ پہ قرباں دل و جگر ساقی — ادھر بھی ایک محبت بھری نظر ساقی
گر اور کچھ نہیں اتنا کرم تو کر ساقی — ہماری بستی کی جانب سے بھی گزر ساقی
تمہیں تو اجڑے ہوؤں کو بسانا آتا ہے

یہ آرزو ہے کہ اب کوئی آرزو نہ رہے — ترے بغیر کسی شے کی جستجو نہ رہے
سکونِ قلب میسر ہو ہاؤ ہو نہ رہے — وہ مے پلا کہ مجھے حاجتِ سبو نہ رہے
سنا ہے تم کو نظر سے پلانا آتا ہے

چمن کو ناز ہو جس پر وہ ایک خار ہوں میں — نہیں نہیں چمنِ عشق کی بہار ہوں میں
جو میکدے کی ہو زینت وہ بادہ خوار ہوں میں — یہ صرف تیرا کرم ہے کہ تاجدار ہوں میں
تمہیں گداؤں کو اعظم بنانا آتا ہے

ابنِ یعقوبؑ کو اللہ نے صورت بخشی — یدِ بیضا کی کلیم اللہ کو نعمت بخشی
اور عیسیٰؑ کو مسیحائی کی دولت بخشی — ہر نبی کو کوئی عزت کوئی عظمت بخشی
میری سرکار کو بے پردہ زیارت بخشی

اہلِ دنیا کو زر و مالِ سکندر بخشا — اہلِ دیں کو درِ جنت سرِ کوثر بخشا
دردوالوں کو خدا نے دلِ مضطر بخشا — ہر طلب گار کو ہر قسم کا گوہر بخشا
میرے آقا کو دو عالم کی حکومت بخشی

رونق اس باغ میں آئی تو انھیں کے دم سے — بات آدم کی بن آئی تو انھیں کے دم سے
ہوئی یونس کی رہائی تو انھیں کے دم سے — اور اماں نوح نے پائی تو انھیں کے دم سے
حق نے سرکارِ دو عالم کو وہ قدرت بخشی

کوئی آجائے طلب سے بھی سوا دیتے ہیں — آئے بیمار تو ہر دکھ کی دوا دیتے ہیں
گالیاں دیتا ہو کوئی تو دعا دیتے ہیں — دشمن آجائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں
اعظمؔ اللہ نے حضرت کو وہ سیرت بخشی

طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینے میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مے ساغر سے نہیں آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

مسجد میں نہیں، مندر میں نہیں، مکتب میں نہیں معبد میں نہیں
سنتے ہیں کتابِ عشق ترے کوچے میں پڑھائی جاتی ہے

ہم دل میں بٹھا کر اُس بُت کی ہر روز پرستش کرتے ہیں
اللہ رے تصویرِ جاناں کعبے میں سجائی جاتی ہے

اللہ کرے اُس چوکھٹ تک اپنی بھی رسائی ہو جائے
جس چوکھٹ پر دیوانوں کی تقدیر بنائی جاتی ہے

اس ہجر کے جینے سے اعظم مرنا ہی گوارا ہے مجھ کو
سنتے ہیں لحد میں حضرتؐ کی تصویر دکھائی جاتی ہے

غازی کا سلام

بحضورِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

میں مجاہدِ وطن ہوں اے شہنشہِ زمانہ — ہے ترے کرم سے زندہ مرا عزمِ غازیانہ — یا نبی سلام علیک
تری رحمتوں کا حامل، مرا جذبۂ شہادت — تری اک نظر کا پیاسا، مری رزم کا فسانہ — یا نبی سلام علیک
یہ وطن تری امانت، ہے مری نظر کی راحت — میں وہ آنکھ پھوڑ دوں گا جو اٹھے گی غاصبانہ — یا نبی سلام علیک
میں گروں گا برق بن کر ترے دیں کے دشمنوں پر — نہ بچے گا زد سے میری کوئی کفر کا ٹھکانا — یا نبی سلام علیک
کبھی سرنگوں نہ ہوگا، مرا پرچمِ ہلالی — ہے یہی رضائے قدرت ہے یہی مرا ترانہ — یا نبی سلام علیک
میں نثار یا محمدؐ، تری دستگیریوں کے — مجھے کیا عدو کی پروا، مجھے کیا غمِ زمانہ — یا نبی سلام علیک
ترے در پہ جانِ اعظم ہیں کھڑے بچشمِ پرنم — ہو قبول غازیوں کا یہ سلام عاشقانہ — یا نبی سلام علیک

بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

سلام گلشنِ توحید کی بہار سلام
سلام ملکِ رسالت کے تاجدار سلام

سلام رازِ حقیقت کے پردہ دار سلام
سلام خالقِ اکبر کے رازدار سلام

سلام شاہدِ خوبانِ باوقار سلام
سلام سرورِ محبوب کردگار سلام

سلام صاحبِ لولاک رحمتِ عالم
سلام اُمتِ عاصی کے غمگسار سلام

تمہارے در سے ملا جس کو بھی ملا جو ملا
تمہاری بخششِ بیحد پہ صد ہزار سلام

تمہارا ابرِ کرم کس جگہ نہیں برسا
تمہارے لطف و کرم پر ہزار بار سلام

جس آستانۂ اقدس کی خاک ہے اعظمؔ
اُس آستانِ معلیٰ پہ بار بار سلام

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کونین کا جواب رُخِ بوتراب ہے
منہ بولتی کتاب رُخِ بوتراب ہے

ذوقِ نظر جواں ہو تو اُس ذوق کی قسم
ہر سمت بے نقاب رُخِ بوتراب ہے

گر ہو سکے تو ولیوں کی محفل میں دیکھیے
ذرّوں میں آفتاب رُخِ بوتراب ہے

صحنِ چمن میں پھول فلک پر مہ و نجوم
اور سب میں لاجواب رُخِ بوتراب ہے

خالق کا انتخاب ہیں سرکارِ دوجہاں
اور اُن کا انتخاب رُخِ بوتراب ہے

گردوں کا آفتاب جہاں سجدہ ریز ہے
وہ جانِ آفتاب رُخِ بوتراب ہے

اعظمؔ جسے نبیؐ نے کہا بابِ شہرِ علم
ہاں ہاں وہی تو باب رُخِ بوتراب ہے

منقبت

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علی کا وصف اور میری زباں توبہ ارے توبہ
یہ مشتِ خاک اور اُن کا بیاں توبہ ارے توبہ

وہ پیشانی کہ جس سے بھیک لے کر چاند روشن ہو
میں اُس کے وصف میں کھولوں زباں توبہ ارے توبہ

وہ لب جن کے تبسم سے دو عالم جگمگا اُٹھیں
کہاں وہ مہ جبیں اور میں کہاں توبہ ارے توبہ

وہ جن کے واسطے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آئے
پہنچ سکتی ہے میری عقل واں توبہ ارے توبہ

وہ جن کی مدح خوانی سے لبِ جبریل قاصر ہو
یہ اعظم اور اُن کا مدح خواں توبہ ارے توبہ

منقبت

اھلِ بیتؓ

علیؓ کے عشق کا بیمار بیمارِ محمدؐ ہے
علیؓ کا چاہنے والا طلبگارِ محمدؐ ہے

علیؓ کی گفتگو واللہ گفتارِ محمدؐ ہے
علیؓ المرتضیٰ کی دید دیدارِ محمدؐ ہے

زمانہ جانتا ہے آپ نے کیا کیا نہیں پایا
کسی نے بھی نہیں پایا جو پایا آپ نے پایا

حسینؓ ابن علیؓ کے سر پہ ہے اللہ کا سایا
گدائے کوچۂ شبیرؓ دلدارِ محمدؐ ہے

سخی ایسے کہ جن پر خود سخاوت ناز کرتی ہے
امام ایسے کہ جن پر خود امامت ناز کرتی ہے

شہید ایسے کہ جن پر خود شہادت ناز کرتی ہے
جو سچ پوچھو تو یہ دربار دربارِ محمدؐ ہے

مٹے ایسے کہ مٹ کر پھر شجاعت زندہ کر ڈالی
حمیت زندہ کر ڈالی صداقت زندہ کر ڈالی

رسولِ پاکؐ کی اعظم شریعت زندہ کر ڈالی
اسے کہتے ہیں عاشق یہ وفادارِ محمدؐ ہے

منقبت

علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

مرے حاجت روا مولا علیؓ ہیں
مرے مشکل کشا مولا علیؓ ہیں

خدا نے جن کو تیغِ لافتا دی
وہی شیرِ خدا مولا علیؓ ہیں

علی کی دید، دیدِ مصطفیٰ ہے
کہ نورِ مصطفیٰ مولا علیؓ ہیں

تلاطم کا مری کشتی کو کیا ڈر
کہ اس کے ناخدا مولا علیؓ ہیں

نہ کیوں سجدے کروں میں اُن کے دَر پر
کہ جانِ اولیا مولا علیؓ ہیں

ولی ہو غوث ہو قطبِ جہاں ہو
ہر اک کے پیشوا مولا علیؓ ہیں

زمانہ کیوں نہ اُن کے گیت گائے
کہ سب کا مدّعا مولا علیؓ ہیں

میں کیوں غیروں کے در پر جاؤں اعظمؔ
مرے دُکھ کی دوا مولا علیؓ ہیں

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

اے امام جعفر صادق امام اولیاء — نورِ چشم سیدِ باقر امامِ بے ریا!
تیرے چہرے سے عیاں ہے خوئے زین العابدیں — تیری پیشانی پہ ہے شبیر کا نورِ جبیں
واقف و دانائے علمِ ظاہری و باطنی — زینتِ بزمِ شہِ مشکل کشا مولا علی
السلام اے ہادیٔ راہِ طریقت السلام — السلام اے حاملِ بارِ امامت السلام
السلام اے نورِ چشمِ رحمۃ للعالمیں — السلام اے ناخدائے کشتیٔ دینِ مبیں
اے مرے ٹوٹے ہوئے دل کے سہارے السلام — اے مری روتی ہوئی آنکھوں کے تارے السلام

اپنے اعظم کی طرف بھی اک نگاہِ التفات
مانتا ہے خالقِ اکبر تری ہر ایک بات

مدحت

محبوبِ سبحانی غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ

تری ذات ہے بیشک لاثانی
یا غوث الاعظم جیلانیؒ

کر دُور یہ میری حیرانی
یا غوث الاعظم جیلانیؒ

مجھے رنج و الم نے گھیرا ہے
اک آسرا ہے تو تیرا ہے

تجھے ہوتے ہو کیوں یہ پریشانی
یا غوث الاعظم جیلانیؒ

بیتاب ہے دل ناشاد ہے دل
ناکام ہے دل برباد ہے دل

کب تک یہ رہے گی ویرانی
یا غوث الاعظم جیلانیؒ

گر قابل ہوں تو تیرا ہوں
ناقابل ہوں تو تیرا ہوں

کر لینا قبول ثنا خوانی
یا غوث اعظم جیلانیؒ

اعظم کو نہیں دولت کی ہوس
عظمت کی ہوس شوکت کی ہوس

ملے آپ کے در کی دربانی
یا غوث الاعظم جیلانیؒ

مدحت

سلطان الہند غریب نواز اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

مظہر کبریا غریب نواز
بحر جود و سخا غریب نوازؒ

واقفِ سرِ ظاہر و باطن
گنج حلم و حیا غریب نوازؒ

عالم رازِ ہر خفی و جلی!
کانِ مہر و وفا غریب نوازؒ

در دو عالم مزین از ذاتت
مسندِ چشتیا غریب نوازؒ

رُو سیاہے کہ بر درت آمد
پاک شد از خطا غریب نوازؒ

خاکِ پائے سگانِ کوئے تو!
سرمۂ چشم ما غریب نوازؒ

نیست آساں کہ وصف تو گوید
اعظمِ بے نوا غریب نوازؒ

محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدّین اولیا رحمتہ اللہ علیہ

ہے دل میں مرے الفتِ محبوبِ الٰہی
بھاتی ہے کہاں فرقتِ محبوبِ الٰہیؒ

محبوبِ محمدؐ بھی ہیں محبوبِ خدا بھی
کیا پوچھتے ہو عظمتِ محبوبِ الٰہیؒ

توفیق خدا دے تو ذرا دیکھیے جا کر
ہے نور کا گھر تربتِ محبوبِ الٰہیؒ

جاتا ہے جو اُس در پہ وہ خالی نہیں آتا
سنتے ہیں یہ ہے عادتِ محبوبِ الٰہیؒ

فردوس سے کچھ کم نہیں وہ ارضِ مقدس
جس جا ہیں مکیں حضرتِ محبوبِ الٰہیؒ

بابائے شکر گنج کے فیضانِ نظر سے
ہر دل میں بسی عزتِ محبوبِ الٰہیؒ

اعظمؔ کو کسی غیر کا بننے نہیں دے گی
کس جوش میں ہے غیرتِ محبوبِ الٰہی

مدحت

محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

حاصلِ دو جہاں نظام الدینؒ — راحتِ عاشقاں نظام الدینؒ
خواجۂ خواجگاں نظام الدینؒ — جانِ دیوانگاں نظام الدینؒ
ملجائے بیکساں نظام الدینؒ — ہادیِ گمرہاں نظام الدینؒ
مفخرِ کاملاں نظام الدینؒ — رونقِ چشتیاں نظام الدینؒ
یادِ تو ہست حرزِ ایمانم — نامِ تو وردِ جاں نظام الدینؒ

اعظم از فکرِ دو جہاں بگذر
بر تو شد مہرباں نظام الدینؒ

مدحت

غوث گولڑہ رحمتہ اللہ علیہ

منظہرِ نورِ خدا مہرِ علیؒ — نورِ چشمِ مصطفےٰ مہرِ علیؒ
سایۂ مشکل کشا مہرِ علی — مایۂ غوث الوریٰ مہرِ علیؒ
رہنمائے اصفیا مہرِ علی — پیشوائے اولیا مہرِ علیؒ
روشنی بخشِ جہانِ حسن و عشق — مہرِ عالم تاب ما مہرِ علیؒ
باعثِ تسکینِ آزردہ دلاں — دردِ الفت را دوا مہرِ علیؒ
فخرِ ما ملجائے ما ماوائے ما — عزِّ ما ناموسِ ما مہرِ علیؒ

پرورش شاہانِ عالم سجدہ ریز
خلق را حاجت روا مہرِ علیؒ

مدحت

غوث گولڑہ رحمتہ اللہ علیہ

رونقِ بزمِ چشتیاں درج روانِ گولڑہ
فخرِ شہانِ دوجہاں باعثِ آنِ گولڑہ

تیری ہی نعلین بن گئی یہ سرزمین رشکِ طور
تیرے قدم سے بڑھ گئی عظمت وشانِ گولڑہ

ملکِ عرب میں تیری دھوم اہلِ عجم میں تیرا شور
کون نہیں ترا اسیر اے دل وجانِ گولڑہ

ہر روز روزِ عید ہے، ہر شب شبِ برات ہے
کتنے ہو خوش نصیب تم اے ساکنانِ گولڑہ

آب وہوائے گولڑہ راحتِ جانِ عاشقاں
سرمۂ چشمِ عارفاں خاکِ جہانِ گولڑہ

اعظم بھی تو انہیں ترے پردرد گان در سے ہر
جن کو نہ مل سکی اماں بجز آستانِ گولڑہ

مدحت

فخر المشائخ سیدی قبلۂ عالم چکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مظہر سیّد ابرار چکوڑی والے — صاحب گنج پُر انوار چکوڑی والے

بلبلِ باغِ نبیؐ نخلِ گلستانِ علیؓ — فاطمہؓ زہرا کے شہ کار چکوڑی والے

جگرِ مہر علی دلبرِ غوث الثقلین — شاہِ اجمیر کے دلدار چکوڑی والے

آپ کی ذات ہے اک منبعِ برکات و فیوض — ہے انوکھی تری سرکار چکوڑی والے

تیرے دیدار کے مشتاق کھڑے ہیں ہر سُو — برقعہ بردار ز رخسار چکوڑی والے

ہے دعا فضلِ الٰہی کی الٰہی مجھ کو — روز ملتے رہیں سرکار چکوڑی والے

اپنے اعظم کا بھی کچھ دھیان مری جان رہے
ہے یہ تیرا ہی نمک خوار چکوڑی والے

شامِ غم

بر وفات حضرت آیات قبلہ پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

آہ علمِ دین کا اک رازداں جاتا رہا
ملتِ اسلامیہ کا پاسباں جاتا رہا

اہلِ دل کا پیشوا اہلِ وفا کا رہنما
باعثِ تسکینِ آزردہ دلاں جاتا رہا

جس کی خوشبو سے معطر تھا دماغِ زندگی
وہ وجودِ حق نما معجز بیاں جاتا رہا

جس کی تابانی سے روشن تھا محبت کا چراغ
کاش وہ مہرِ منیر ناگہاں جاتا رہا

گلشنِ معنی کے گل خاموش کلیاں سوگوار
وائے محرومی چمن کا نگہباں جاتا رہا

میکدے پر چھا گئیں تاریکیاں مایوسیاں
بادہ کش حیران ہیں پیرِ مغاں جاتا رہا

آنکھ روتی ہے نظر وہ غمگسار آتا نہیں
دل تڑپتا ہے کہ کیسا مہرباں جاتا رہا

غیر ممکن ہے کہ یہ خالی جگہ پر ہو سکے
واقعہ یہ ہے کہ یکتائے زماں جاتا رہا

راستہ دشوار منزل دور دنیا راہزن
کارواں کی خیر میرِ کارواں جاتا رہا

اعظمؔ اب کیسے دلِ بے چین کو آئے قرار
دل کا محرم جان کا آرامِ جاں جاتا رہا

نوحۂ غم

بہ وفات حسرت آیات سیدی قبلۂ عالم جیکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اکھاں اگوں آج اوہ اکھیاں دا تارا ٹُر گیا ۔۔۔ دل نوں چین آوے کویں دل دا سہارا ٹُر گیا
پوترا سرکارؒ دا محبوب غوثِ پاک دا ۔۔۔ خواجۂ ہندالولی دے دل دا پیارا ٹُر گیا
لاڈلا خواجہ فریدالدینؒ نظام الدینؒ دا ۔۔۔ گولڑے والے دی محفل دا ستارہ ٹُر گیا
کون دیوے گا تسلی ہُن دل بے چین نوں ۔۔۔ ہُندا سی جس در توں ہر اک دا گزارا ٹُر گیا
جس دی خاطر اکھاں ترس اوہ نظر اوندا نہیں ۔۔۔ خبرے ساتھوں رُس کے دلدار پیارا ٹُر گیا
ساقیا آ جا شرابی سہکدے نیں دید نوں ۔۔۔ پھر آویں گا جدوں مےخوار سارا ٹُر گیا

اعظمؔ اُس دن نوں نہ چنگی لگے چین دی روشنی
جنہڑے دن تو یار دے رُخ دا نظارا ٹُر گیا

غوثِ زماں

اعلیٰ حضرت قبلۂ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دیکھ کر

کس کا ہے یہ مزارِ لاثانی — کیوں جھکی جا رہی ہے پیشانی
اُس کو بھاتی نہیں شہنشاہی — جو کرے تیرے در کی دربانی
تیرے ابرو کی خیر ہو ساقی — یونہی کرتے رہو ستم رانی
مجھ کو بھی کر سگوں میں اپنے شمار — تیری مشہور ہے جہاں بانی
دونوں اپنی جگہ پہ اچھی ہیں — اُن کی دانائی میری نادانی
ہاتھ میں جام اب پہ بسم اللہ — واہ کیا خوب ہے مسلمانی

اعظم آس بت سے ہے اگر ملنا
چھوڑ دے خواہشاتِ نفسانی

فرقت رمضان المبارک

ماہِ رمضاں کی فرقت نے مارا
دل ہوا جاتا ہے پارا پارا
تیری الفت تھی ہر اک کے دل میں
تیری عظمت تھی ہر اک کے دل میں
تو نے ہم سے کیا کیوں کنارا
دل ہوا جاتا ہے پارا پارا
تو نے اُجڑے ہوئے گھر بسائے
تو نے روتے ہوئے دل ہنسائے
تیرے بن ہوگا کیسے گذارا ؟
دل ہوا جاتا ہے پارا پارا

گھر میں لائیں گے اب کس کی برکت
ہم پہ برسے گی اب کس کی رحمت
پھر بھی دیدار دینا خدارا

دل ہُوا جاتا ہے پارا پارا

تیرے شیدائی اب کیا کریں گے
تیری فرقت میں جل جل مریں گے
تیرا جانا ہے کس کو گوارا!

دل ہُوا جاتا ہے پارا پارا

اعظمِ خستہ رو رو پکارے
پھر بھی آئیں گے یہ دن ہمارے
جاؤ حافظ خدا ہو تمہارا!

دل ہُوا جاتا ہے پارا پارا

الوداع

الوداع اے ماہِ رمضاں الوداع — الوداع اے جانِ ایماں الوداع
تیری راتوں کی عبادت بھی ملی — تیری صبحوں کی مسرت بھی ملی
بھوک میں رہ رہ کے لذت بھی ملی — اور پھر قرآں کی دولت بھی ملی
تیری آمد سے ہمیں عزت ملی — دین و دنیا کی ہمیں عظمت ملی
میری عزت تیری عظمت پر نثار — میرا ایماں تیری شوکت پر نثار
تیری گردِ راہ تاجِ اولیا — تیرا ذکرِ خیر جانِ اصفیا
سال بھر تیرا رہے گا انتظار — ہم کو تڑپاتا رہے گا تیرا پیار

الوداع اے ماہ رمضاں الوداع
الوداع اے جانِ ایماں الوداع

غزلیات

اہلِ چمن اُٹھو کہ پھر آئی بہار آج
لائی ہے ساتھ رحمتِ پروردگار آج

ہر ذرّہ رشکِ طور بنا کائنات کا
ہر پتّہ گلستاں کا ہوا مشکبار آج

کہتے ہیں جس کو سارے مسلماں شب برات
ہوگا ہر ایک چیز کا اس میں شمار آج

آؤ گناہ گارو بڑھاؤ ذرا سا ہاتھ
دیکھو تو ہے خدا کا کرم بے قرار آج

شاید اسی طرح سے یہ دُھل جائیں دل کے داغ
روئے گا رات بھر دلِ امیدوار آج

❁

ربودہ فراقِ تو از من قرارم
بیا جانِ جاناں کہ در انتظارم

مرا نیست جُز یادِ تو ہیچ کارے
بجُز دردِ تو یار یارے ندارم

چہ خونخوار دردِ جگرسوز دادی
کہ اُو برقرار است و من بے قرارم

چہ نسبت کہ در حلقۂ تو نشینم
تو شاہِ جہانی و من خاکسارم

شب و روز مے نوشم از چشمِ ساقی
عجب خوش نصیبم عجب بادہ خوارم

گدائے توام بے نیازم زہر کس
غلامِ توام زیں سبب تاجدارم

نمی ترسم اعظم نہ اشرارِ عالم
کہ مداحِ سرکارِ عالی وقارم

کیا حسیں رات ہے، ساون کی جھڑی ہے ساقی
چاندنی آج صراحی میں ڈھلی ہے ساقی

ایک دو گھونٹ ہی دے دے ترے میخانے کی خیر
اور بھڑکا دے جو سینے میں دبی ہے ساقی

غیر سے آنکھ ملاتے مجھے شرم آتی ہے
تیرے ہوتے ہوئے کس شے کی کمی ہے ساقی

تو نہ ہوتا تو دو عالم میں اندھیرا ہوتا
روشنی تجھ سے دو عالم کو ملی ہے ساقی

کیوں ملائک نہ مجھے دیکھ کے سجدہ کرتے
میری صورت تری صورت پہ بنی ہے ساقی

ایک اعظم تھا جو اس بزم میں باہوش رہا
ورنہ محفل میں کسے ہوش رہی ہے ساقی

یارب دلِ آوارہ کو جاؤں میں بہلانے کہاں
صحن چمن چھوٹا اگر ڈھونڈوں گا ویرانے کہاں

میخانے سے رغبت نہ تھی جنت میں وہ وسعت نہ تھی
اُٹھ کر ترے در سے بھلا جاتے بھی دیوانے کہاں

اب ہم سے یوں ملتے ہیں وہ جیسے شناسائی نہ تھی
پہلی سی وہ باتیں کہاں پہلے سے یارانے کہاں

مانا کہ مرنے میں بھی کچھ جینے کی لذت ہے مگر
جینا اگر مشکل نہ ہو جلتے ہیں پروانے کہاں

یہ بھی غنیمت ہے بھری محفل میں فرماتے ہیں وہ
اس دور میں اعظمؔ ترے سے بھی ملتے ہیں دیوانے کہاں

آج پھر درد کی شدت ہے خدا خیر کرے
جوش پر پھر مری وحشت ہے خدا خیر کرے

پھر تری یاد نے چھیڑا مرے ارمانوں کو
پھر ترے ملنے کی حسرت ہے خدا خیر کرے

میری فریاد بھی سننے کی نہیں تاب جسے
ایسے بے درد سے الفت ہے خدا خیر کرے

خط مرا دیکھتے ہی کر دیا ٹکڑے ٹکڑے
یہ بگڑنے کی علامت ہے خدا خیر کرے

آخری وقت میں آئے تو لگے یوں کہنے
میرے اعظم کی یہ حالت ہے خدا خیر کرے

الٰہی کیوں نہیں سنتے وہ مجھ سے داستاں میری
پسند آئی نہیں شاید انھیں طرزِ فغاں میری

کچھ ایسی درد میں ڈوبی ہوئی ہے داستاں میری
جو سنتا ہے سمجھتا ہے کہ ہے یہ داستاں میری

نہ جانے کس کی چشمِ نرگسیں کا یہ تصوّر ہے
کہ بڑھتی جا رہی ہے سوزشِ دردِ نہاں میری

یہ کیا اُلجھن سی ہے یارب یہ کیسا وقت آیا ہے
کہ اُن کا ذکر کرتے کرتے رُکتی ہے زباں میری

نہیں معلوم اعظمؔ کیا مصیبت آنے والی ہے
کہ دل کے ساتھ ہی جاتی رہی تاب و تواں میری

دل چرا کر مرا اب آنکھ چراتے کیوں ہو
اپنے ناکام محبت کو ستاتے کیوں ہو
جانا ہوتا ہے تو پھر بزم میں آتے کیوں ہو
میرے ارمانوں کا یوں خون بہاتے کیوں ہو
بے سبب دل پہ مرے برق گراتے کیوں ہو
جس میں رہتے ہو اُسی گھر کو جلاتے کیوں ہو
مجھ کو ہے یاد ہر اک جورِ تمہارا اب تک
تم مگر میری وفاؤں کو بھلاتے کیوں ہو
میں وہ میکش ہوں جو آنکھوں سے پیا کرتا ہوں
جام دکھلا کے گنہگار بناتے کیوں ہو
میرے دم ہی سے تو ہے حسن کی دنیا روشن
رہنے دو رہنے دو یہ شمع بجھاتے کیوں ہو
داستاں عشق کی ہر ایک سے کہہ کر اعظم
نرخ اس جنسِ محبت کا گراتے کیوں ہو

نگاہ ہی سے مجھے کچھ پلا کے چھوڑ دیا
خودی کے پُتلے کو بے خود بنا کے چھوڑ دیا
نہ اٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم
کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا
ہماری آنکھوں نے ذرّے بھی چُن لیے اس کے
تمہارے جلوے نے جس کو جلا کے چھوڑ دیا
تری نگاہ کی سرمستیوں کا کیا کہنا
کہ مجھ غریب کو وحشی بنا کے چھوڑ دیا
فرشتے لے کے جہنم کو جا رہے تھے مگر
حضورؐ نے مجھے اُن سے چھڑا کے چھوڑ دیا
خدا کے واسطے اعظمؔ کو دَر سے دور نہ کر
کہے گی خلق کہ اپنا بنا کے چھوڑ دیا

کیوں ہم سے کنارا کر بیٹھے کیوں آنا جانا چھوڑ دیا
بیمارِ محبت کے دل پر کیوں برق گرانا چھوڑ دیا

جب تک کہ بگڑتے آپ رہے ہم آپ کو روز مناتے رہے
جب آپ نے رُوٹھنا چھوڑ دیا ہم نے بھی منانا چھوڑ دیا

جب غور سے سنتے آپ رہے ہم کہتے رہے افسانۂ دل
جب آپ نے سُننا چھوڑ دیا ہم نے بھی سنانا چھوڑ دیا

عادی تھے بہت ہم پینے کے عادت سی پڑی تھی پینے کی
ساقی نے جب آنکھیں دکھلا دیں سب پینا پلانا چھوڑ دیا

دل درد سے جلتا رہتا ہے اب مارے مارے پھرتے ہیں
جس روز سے اُس بُت نے ہم کو سینے سے لگانا چھوڑ دیا

نہ وہ لذّتِ راز و نیاز رہی نہ وہ رونقِ سوز و ساز رہی
جس دن سے ہماری محفل میں اُس شوخ نے آنا چھوڑ دیا

ترے جَور و جفا سے تنگ آکر اب ہم نے بھی آخر اے اعظم
ہنس ہنس کے رُلانا سیکھ لیا رو رو کے منانا چھوڑ دیا

✻

شکوہ کسی سے کیا کریں بیدادِ یار کا
افسانہ کیا سنائیں دِل بے قرار کا

اے ہم نشیں نہ پوچھ کہ مدّت کے بعد آج
منہ دیکھنا نصیب ہُوا ہے بہار کا

بن بن کے اشک بہہ گئے ارمان ہائے دل
کام آگیا ہے رونا شبِ انتظار کا

بیگانۂ فراق سے یہ تذکرہ نہ چھیڑ
ہم دل جلوں سے پوچھ مزا انتظار کا

اعظم جنوں نے چھین لیے ہوش بھی مرے
ہر اک سے پوچھتا ہوں پتہ کوئے یار کا

✻

بُلا کے پاس کسی فتنہ گر نے لوٹ لیا
مریضِ درد کو خود چارہ گر نے لوٹ لیا

نہ پوچھ قصۂ شب ہائے انتظار نہ پوچھ
کسی حسین کی شام و سحر نے لوٹ لیا

کہاں مجال کہ پھر آرزوئے دید کریں
ہمیں تو آپ کی پہلی نظر نے لوٹ لیا

ہے پھر تلاش اسی سنگِ در کی اے اعظمؔ
ہمارے سجدوں کو جس سنگِ در نے لوٹ لیا

ہزار ضبط پہ بھی رازِ دل چھپا نہ سکا
مٹایا لاکھ مگر داغِ دل مٹا نہ سکا
تمام رات تڑپتے گزار دی میں نے
مگر یہ ضبط کہ آنسو تلک بہا نہ سکا
جو تم بھی میری طرح بے قرار اگر ہوتے
تو یہ نہ کہتے کہ مجبور تھا میں "آ نہ سکا"
خیال تھا کہ تجھے دل کا راز داں کر لوں
مگر یہ اُجڑا ہُوا گلستاں بسا نہ سکا
میں جانتا تھا کہ تم میرے بن نہیں سکتے
مگر یہ دل تری اُلفت سے باز آ نہ سکا
سنا چکا ہوں تجھے دل کی واردات بہت
مگر ابھی تجھے پوری طرح سنا نہ سکا
ہے میرے پہلو میں وہ غم نصیب دلِ اعظم
جو تجھ سے تیری محبت کی داد پا نہ سکا

کس طرح کہوں کیا کہوں کیا دیکھ رہا ہوں
ہر حسن کے پردے میں خدا دیکھ رہا ہوں
ہر شے میں اُسے جلوہ نما دیکھ رہا ہوں
ہر ذرّے میں اُس رُخ کی ضیا دیکھ رہا ہوں
حیران ہوں کس قسم کی یہ جلوہ گری ہے
ہے سب میں مگر سب سے جُدا دیکھ رہا ہوں
ناصح کی نظر میں گنا ہوں یہ ہے لیکن
میں رحمتِ باری کی ادا دیکھ رہا ہوں
کس شوخ نے اُلٹا ہے نقابِ رخِ زیبا
کیوں وجد میں آج ارض و سما دیکھ رہا ہوں
دیکھ اے دلِ ناداں کسی دھوکے میں نہ آنا
بدلی ہوئی دُنیا کی ہوا دیکھ رہا ہوں
اعظم یہی تخلیقِ تمنا کا سبب ہے
اُس حسن میں مَیں نورِ خدا دیکھ رہا ہوں

جس میں نہ تیری یاد ہو دل ایسا گھر نہیں
ایسا وہ کون ہے جسے تیری خبر نہیں

معشوق باوفا ہے تو معشوق ہی نہیں
وہ عشق کیا جو حاصلِ دردِ جگر نہیں

وہ سنگِ آستاں تو کجا راہِ شوق میں
سجدوں سے بے نیاز تری رہگذر نہیں

کیسی وفا کہاں کی جفا کیا ہے سوزِ عشق
اعظم کو کیا خبر جسے اپنی خبر نہیں!

دل وہی دل ہے جس میں تو یا تری آرزو رہے
قابلِ دید ہے وہ آنکھ جو محوِ جستجو رہے

اے جانِ کائنات دل ہے یہی مدّعائے دل
تیری نظر میں میں رہوں میری نظر میں تو رہے

تجھ کو یہ شوق ہے مرا جلوۂ حسن عام ہو
مجھ کو یہ فکر ہے ترے حسن کی آبرو رہے

اصلِ نماز ہے یہی رُوحِ نماز ہے یہی
میں ترے رُو برو رہوں تو میرے رُو برو رہے

اعظمؔ اسے نہ کیوں بھلا ہو اپنی زندگی پہ ناز
جس کی زباں پہ رات دن یار کی گفتگو رہے

سر دے دے جو کسی کو وہی سرفراز ہے
ہو جائے جو کسی کا وہی بے نیاز ہے

دل میں خدا کی یاد ہے لب پر صنم کا نام
میری حقیقتوں میں بھی رنگِ مجاز ہے

زاہد نہ اپنے زہد و عبادت پہ فخر کر
ڈر اُس سے اُس کی ذات بڑی بے نیاز ہے

مسجد میں جا تو ہم تو چلے سوئے مے کدہ
وہ ہے تری نماز یہ میری نماز ہے

میں اپنی بے کسی پہ نہیں روتا اس لیے
بے کس ہوں میں اگر تو وہ بے کس نواز ہے

زاہد کو شوقِ جنتِ فردوس ہے مگر
اعظمؔ کو تیرے کوچے میں رہنے پہ ناز ہے

اب آبھی جا کہ کئی دن سے بے قرار ہوں میں
اے جانِ جاں تری فرقت میں اشکبار ہوں میں
یقیں نہ آئے تو اک بار دیکھ لے آکر!
ترے بغیر پریشان و سوگوار ہوں میں!
یہاں تک آ نہیں سکتا تو واں ہی بلوا لے
خراب حال سہی پھر بھی تیرا یار ہوں میں
تجھے اگر مری پروا نہیں تو غم کیا ہے
مگر یہ بھول نہ جانا کہ جاں نثار ہوں میں

میں تجھ کو دل سے بھلا دوں یہ غیر ممکن ہے
ستم نصیب ہوں لیکن وفا شعار ہوں میں
تھا ایک دل وہ تجھے دے دیا مگر پھر بھی
نہ جانے کس طرح تری نظروں میں بے وقار ہوں میں
مٹا نہ مجھ کو جہاں سے کہ اے بُتِ کم سِن
تری حسین جفاؤں کی یادگار ہوں میں
خزاں کی نذر ہوئی جس کی ہر کلی اعظمؔ
اسی چمن کی خزاں سوختہ بہار ہوں میں

غم ہائے دردِ عشق سنانے چلا ہوں میں
روٹھا ہے یار مجھ سے منانے چلا ہوں میں

یہ بھی کرم ہے اُن کا جو بزبادہ دیکھ کر
کہنے لگے کسی کو بسانے چلا ہوں میں

اب پھر جبینِ شوق کے سجدے ہیں بیقرار
در پر کسی کے سجدے لٹانے چلا ہوں میں

ساقی کے در پہ کی ہے جبیں سائی عمر بھر
اپنی جبیں خدا کو دکھانے چلا ہوں میں

اعظم نہ پوچھ کس کی تمنا لیے ہوئے
کس آستاں پہ سر کو جھکانے چلا ہوں میں

محبّت بڑھتی جاتی ہے وہ جتنا دل دُکھاتے ہیں
بُھلا کر بھی یہ دیکھا ہے کہ اکثر یاد آتے ہیں

یہ کیا دستورِ اُلفت ہے یہ کیا رسم محبّت ہے
میں جتنا پاس آتا ہوں وہ اتنے دور جاتے ہیں

محبّت میں اک ایسا وقت بھی انساں پہ آتا ہے
کہ آہیں ہی نکلتی ہیں نہ نالے لب پہ آتے ہیں

یہ کس کوچے میں لے آیا ہے اے دل کھینچ کر مجھ کو
کہ دم گھٹنے لگا ہے اور پاؤں ڈگمگاتے ہیں

چھپا ہے جب سے میرا چاند اعظمؔ میری نظروں سے
مری ناکام اُمیدوں پہ تارے مسکراتے ہیں

اُن کی بے اعتنائیاں توبہ
اور اِدھر یہ دہائیاں توبہ
اُن کا ہر ہر قدم قیامت ہے
ہائے یہ فتنہ زائیاں توبہ
اس قدر بے رخی غریبوں سے
اس قدر خودستائیاں توبہ
روز ملنا رقیب سے جا کر!
ہم سے اتنی صفائیاں توبہ
کسی دشمن نے دل لگی کی ہے
ورنہ تیری برائیاں توبہ
زندگی تلخ ہو گئی اعظمؔ
اتنی لمبی جدائیاں توبہ

دوسرا کوئی تجھ کو کیا جانے
تجھ کو جانے تو بس خدا جانے

ہم ترے بندے ہیں خدا جانے
تو خدا جانے ہم کو کیا جانے

شاہ بن جاؤں میں اگر مجھکو
اپنے کوچے کا تو گدا جانے

میں اُسے اپنا مہرباں سمجھوں
جو مجھے اپنا آشنا جانے

جس نے ہے دردِ دل دیا مجھ کو
وہ مرے درد کی دوا جانے

منزلیں دیکھتا ہے جو سالک
مست کو کیا خبر وہ کیا جانے

جو مزے لوٹتا ہے یہ اعظم
زاہدا وہ نزی بلا جانے

اس انداز سے اپنا جلوہ دکھا دے
کہ گویا قیامت کا منظر دکھا دے
بنا کر مٹا یا مٹا کر بنا دے
ترے ہاتھ میں ہوں جو چاہے بنا دے
نہ لوٹیں گے ہم بے پیئے میکدے سے
تری خیر ساقی ہمیں بھی پلا دے
مرا ایک دو جام سے کیا بنے گا
کوئی خُمِ اعظم مرے منہ لگا دے
قدم کوچۂ عشق میں ہے جو رکھنا
تو پہلے متاعِ دل و جاں لٹا دے
صنم تیری شانِ تغافل کے صدقے
بڑے شوق سے میری ہستی مٹا دے
میں اس شیخ کامل کا بندہ ہوں اعظمؔ
جو آنکھیں ملا کر خدا سے ملا دے

آئے تو دل میں آگ لگا کر چلے گئے
آنکھوں کی پیاس اور بڑھا کر چلے گئے
مدت کی آرزوئیں مٹا کر چلے گئے
دل کو رہینِ درد بنا کر چلے گئے
مستی بھری نگاہ ملا کر چلے گئے
دو چار خُم شراب لٹا کر چلے گئے
اُن کو تو میری گریہ و زاری پسند ہے
جب دل لگی پہ آئے رُلا کر چلے گئے
کم کیوں ہو میری سوزشِ دل بعدِ مرگ بھی
مرقد پہ اک چراغ جلا کر چلے گئے
اک میں ہی تشنہ کام رہا تیری بزم میں
سب اپنی اپنی پیاس بجھا کر چلے گئے
اعظمؔ میں اپنا درد سناتا ہی رہ گیا
وہ مسکرا کے ہاتھ چھڑا کر چلے گئے

افکار ہی بدلیں تو بدلیں ایمان بدلنا مشکل ہے
تفسیر بدلنا سہل سہی قرآن بدلنا مشکل ہے

کونین کے ذرّے ذرّے کی تقدیر بدلنا آساں ہے
لیکن تیرے میخواروں کا فرمان بدلنا مشکل ہے

دنیا میں اگرچہ ہر شے کی تقدیر بدلتی رہتی ہے
عشاق کی سرگردانی کا اے جان بدلنا مشکل ہے

اعظمؔ ہر شام و سحر بدلے رفتارِ مہ و انجم بدلے
لیکن ان عشق کے ماروں کا ایمان بدلنا مشکل ہے

آئیں وہ بے حجاب مشکل ہے
میرے گھر آفتاب مشکل ہے
طور کیا دو جہاں لا نہ سکیں
ان کے جلوے کی تاب مشکل ہے
یہ عنایت ہمیں پہ ہے ورنہ
وہ ملیں بے نقاب مشکل ہے
تجھ سے مل کر بھی درد مندوں کا
دور ہو اضطراب مشکل ہے
حشر کے دن مرے گناہوں کا
ہو سکے گا حساب مشکل ہے
مدح خوانِ حضورؐ ہیں اعظمؔ
ہم پہ اُس کا عذاب مشکل ہے

امید و یاس کی دُکاں سجائے بیٹھے ہیں
حیات و موت کی بازی لگائے بیٹھے ہیں
وہ نقشِ پا ہیں کہ اُٹھنا محال ہے جن کا
یہ درد مند کسی کے بٹھائے بیٹھے ہیں
اِدھر بھی دیکھ کہ مدّت سے تیری چوکھٹ پر
بساطِ عشق و محبت بچھائے بیٹھے ہیں
تو ڈھونڈ عقل کی مضراب دیکھ ادھر ہم بھی
جنوں کے ساز کی مطربیں بلائے بیٹھے ہیں
ستم کشانِ محبت کو کچھ تو ہو ارشاد
ملا تھا آپ کا پیغام آئے بیٹھے ہیں
ہے چشمِ حسن کی رسوائیوں کا ڈر اعظم
وگرنہ دل میں بہت کچھ دبائے بیٹھے ہیں

فروری ۱۹۴۶ء میں

(تحریکِ سول نافرمانی کے موقع پر لکھی گئی)

شہادتوں کے سندیسے سنائے جاتے ہیں
حسین ابنِ علیؓ یاد آئے جاتے ہیں
سکوتِ بحر میں طوفان جیسے آتا ہے
کچھ اس طرح سے قدم ہم بڑھائے جاتے ہیں
خدا گواہ ہے مومن کے عزمِ زندہ سے
زمین و لوح و قلم تھرتھرائے جاتے ہیں
لرز رہا ہے نظامِ جہانِ فرسودہ
نئے نظام کے آثار پائے جاتے ہیں
الم ہیں غم ہیں ستم ہیں تو کیا ہُوا اعظم
یہ گیت وہ ہیں جو ہنس ہنس کے گائے جاتے ہیں

ترانہ

ملت کے نگہباں ترا اللہ مددگار
اے حق کے پرستار

تو دشمنِ ایماں کے لیے زہر کا اک جام تو امن پرستوں کے لیے صلح کا پیغام
تو برقِ جہاں سوز ہے تو ابرِ گہربار
اے حق کے پرستار

تابندہ ترے عزم سے تقدیرِ وطن ہے پائندہ ترے نام سے توقیرِ وطن ہے
اور اس کی حفاظت کی ضمانت ترا کردار
اے حق کے پرستار

اُس شمعِ شجاعت کو بجھائے گا کوئی کیا اُس فوج کو دُنیا سے مٹائے گا کوئی کیا
جس فوج کا سالار ہو عباسِ علمدار
اے حق کے پرستار

دشمن کو سہارا ہے اگر تیغ و سناں کا تجھ کو بھی سہارا ہے شہِ کون و مکاں کا
کیا تجھ سے لڑے گا کوئی شیطاں کا طرفدار
اے حق کے پرستار

دعا

جسے جو چاہیے اے کبریا دے — مجھے بس الفت خیر الوریٰؐ دے
جگر کو سوز دے دل کو تڑپ دے — نظر کو تاب دید مصطفےٰؐ دے
اسیر لالہ و گل ہو گئے ہیں — خرد مندوں کو کچھ اپنا پتا دے
عطا کر مجھ کو وہ عرفان ہستی — جو مجھ کو مجھ سے بیگانہ بنا دے
جبیں سا ہیں جہاں شاہان عالم — مجھے بھی وہ در اقدس دکھا دے
رہے عکس جمال یار جس میں — مرے دل کو وہ آئینہ بنا دے

جب اعظم ہر جگہ موجود ہے وہ
کوئی اس کا پتہ دے بھی تو کیا دے

اپنا دیس

(اپنی بولی)

اج ماہی میرا عرشاں تے معراج مناون چلیا اے
اس ستی ہوئی امت دی قسمت نوں جگاون چلیا اے

اللہ نوں اپنی امت دے دکھ درد سناون چلیا اے
نالے ویدے پیاسے عرشیاں نوں دیدار کراون چلیا اے

اوہ محرم راز حقیقت دا سر پہن کے تاج شفاعت دا
اج راتو راتیں بن ٹھن کے امت بخشاون چلیا اے

اٹھو او خوش قسمت بیمارو سنو او خوش بخت گنہگارو
محبوب خدا بدکاراں دی بگڑی نوں بناون چلیا اے

اوتھے طور دے اتے موسیٰ نوں سی حکم نعلین اتارن دا
ایتھے جوڑیاں نال حبیب ساڈا اج عرش سجاون چلیا اے

جنھوں لوکی خاکی آکھدے سن جنھوں اپنے ورگا جان محسن
اوہ خاکی ویکھو نوریاں نوں اج سبق پڑھاون چلیا اے

اعظم معراج بہانہ اے در اصل اوہ والی عرشاں دا
دو منہ نوراں نوں اک جا کر کے اج دوئی مٹاون چلیا اے

کونین دی ہر چیز دے سامان محمدؐ ہن   توحید دے مضمون دے عنوان محمدؐ ہن
لوکی کہن اساڈے جیہے انسان محمدؐ ہن

اللہ دے خزانے اوہ جیویں چاہن لٹاون   جو چاہن جنھوں چاہن جناں چاہن ملاون
سچ پچھو تے کونین دے سلطان محمدؐ ہن

اوہ چاہن تے سورج نوں پچھاں موڑ لیاون   جے موج تے آجان تے چن توڑ دکھاون
خالق دی ہر اک شئے تے حکمران محمدؐ ہن

رحمت کنوں اک پیارے نوں طوفان تھیں بچایا   اک یار نوں نمرود دی آتش توں بچایا
مخلوق دے ہر درد دے درمان محمدؐ ہن

اعظم جے نہ دل وچ ہووے سرکار دی الفت   منظور ریاضت تے نہ مقبول عبادت
ایمان تے اعمال دی بس جان محمدؐ ہن

کوئی تیں جیہا نظریں آوے تے ویکھاں
کوئی دوسرا دل نوں بھاوے تے ویکھاں
کوئی سورج اُلٹا پھراوے تے ویکھاں
تے سڑیاں کھجوراں اگاوے تے ویکھاں
جویں کول سرکار نوں رب بُلایا
کسے ہور نوں بھی بُلاوے تے ویکھاں
کوئی اوس لجپال سرکار وانگوں
مَیں بدکار نوں سینے لاوے تے ویکھاں
یتیماں دا والی غریباں دا حامی
محمدؐ جیہا کوئی آوے تے ویکھاں
حسینؑ ابنِ حیدرؓ دے وانگوں جے اعظمؔ
کوئی اپنے بچڑے کُہاوے تے ویکھاں

سارے جگ توں نرالیاں وسدیاں نے عربی سرکار دیاں گلیاں
کوہ طورؔ آئیں شرمندہ کرن خالق دے یار دیاں گلیاں

اوہدے جلوے خاک نوں نور کرن ذرے ذرے نوں بھر پور کرن
بھلا جنت کدہ منظور کرن جنہاں ڈٹھیاں یار دیاں گلیاں

پچھ جبرائیل امین کولوں پچھ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کولوں
چنگیاں نے عرش بریں کولوں مدنی دلدار دیاں گلیاں

میری آس پجا دے یا مولا سُتے نیکھ جگا دے یا مولا
اک وار وکھا دے یا مولا سوہنی سرکار دیاں گلیاں

اعظمؔ کیہہ سانوں دسنائیں کیوں دل پیا ساڈا کھنائیں
سانوں کیہڑا کعبہ دسنائیں ساڈا کعبہ یار دیاں گلیاں

بلا کے کول دل مسرور کر دے   جدائی دی مصیبت دور کر دے
میں صدقے تیرے نوری مکھڑے توں   مرا بھی سینہ نورو نور کر دے
توں اپنی کالیاں زلفاں دا صدقہ   سیاہی میرے دل دی دور کر دے
پیاسے دید دے مستانیاں نوں   ملا کے اکھیاں مخمور کر دے
خدا دے واسطے اعظم نوں اپنی
محبت دے نشے وچ چور کر دے

دُھماں دو جگ دے وچ دُھمیاں نے مکی مدنی سرداردیاں
تھاں تھاں نتے صفتاں ہون پیاں اس خالق دے دلداریاں

بت اون ملک اسماناں توں میں صدقے اسدیاں شاناں توں
پچھ کربل دے مہماناں توں شاناں ساڈی سرکاردیاں

ویکھو کیڈا شان ودھایا اے محبوب نوں کول بلایا اے
ایہہ بھید کسے نہ پایا اے کیہہ گلاں ہوئیاں پیاردیاں

تیرا نام لیاں بت سجدہ کرن ترے خادم مردے زندہ کرن
چن سورج نوں شرمندہ کرن چمکاں تیرے رخساردیاں

اعظمؔ جے کرم حضورؐ کرن میں کوہجی نوں منظور کرن
نہ درتوں اپنے دور کرن میں منگتی اس درباردیاں

ایہہ خواہش ہے مدّت دی دربار ویکھاں
مدینے دی گلیاں تے بازار ویکھاں

خدا جے وکھاوے مدینے دی بستی
تے ساری خدائی دا مختار ویکھاں

جے اسمان دل کوئی ویکھے قمر نوں
تے میں اپنے آقا دے رخسار ویکھاں

خدا نے عطا کیتا اوہ حسن تینوں
نہ رجاں کدی بھاویں لکھ وار ویکھاں

مرے سارے دُکھ دور ہو جان اعظم
جے اکھیاں دے نال اپنا غم خوار ویکھاں

رُتبہ کراں بیان کی اس بے مثال دا
ثانی نہ کوئی آمنہ رضی ہانیٔ دے لال دا

روندے ہوئے نینیاں نوں گل نوں والیا
واقف نہ کوئی بن تیرے دُکھیاندے حال دا

ایہہ خدا ای اوس نور دی تعریف کیہہ کرے
مداح کبریا جہدے حسن و جمال دا

صدقے ہزار وار ہووے چن اوس توں
چہرہ جے ویکھ لئے مرے بدر کمال دا

اعظم کراں تے کیہہ کراں تعریفِ مصطفےٰؐ
پرواز اوتھوں تیک نہیں میرے خیال دا

جس گھڑی عرش تے حضرت دی سواری آئی
بولے جبریلؑ اُٹھو رحمت باری آئی
تیرے دربار تے پہنچے نے نصیباں والے
میری سرکارؐ اجے میری نہ واری آئی
اوہدی تقدیر تے قسمت دا ٹھکانا کیہ اے
خواب وچ جس نوں نظر شکل اوہ پیاری آئی
میں ایہہ جاناں میری سرکارؐ دے کھل گئے گیسو
مہک دی ہوئی جدوں بادِ بہاری آئی
آپ آویں نہ کدی کوئی سنہڑا گھلیں!
کس مصیبت دے وچ ایہہ جان بچاری آئی
اعظمؔ اُس سرورِ عالم دا وچھوڑا توبہ
جیہڑی رات آئی مری جان تے بھاری آئی

ماہی مدینے والا جگ سارا جاندا
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جاندا

تیرے مونہوں گل جیہڑی نکلے اوہ تیرا اے
رتبہ نہ ڈٹھا ایڈا کسے انسان دا
جیہڑا لوں اشارا کریں اوہو تقدیرا اے
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جاندا

تیرے بناں رب دی پچھان کدی ہووے نہ
جنہوں توں پچھانیں رب اوسے نوں پچھاندا
تیرے بناں رب مہربان کدی ہووے نہ
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جاندا

رب نے لولاک والا تاج تینوں بخشیا
پیدا کوئی ہویا اے نہ ہوسی تیری شان دا
راج تینوں بخشیا معراج تینوں بخشیا
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جاندا

اساں گنہگاراں لئی جند جان وار دتی
کیوں نہ اعظم آکھاں اوہنوں ماں پیو جاندا
فاقیاں دے وچ ساری عمر گذار دتی
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جاندا

در چھڈ کے احمدؐ مرسل دا کسے ہور دوارے جاییئے کیوں
دو جگ دی رحمت کیوں چھڈییئے در در دیاں جھڑکاں کھاییئے کیوں

جیہڑا یار صدیقؓ عمرؓ دا اے جیہڑا یار عثمانؓ حیدرؓ دا اے
جے اوہ یار خدا دا مل جاوے کسے ہور نوں یار بناییئے کیوں

اوہو مونس غم دے ماریاں دا محرم عاصی بے چاریاں دا
اُس رحمت عالمؐ دے ہندیاں اسیں دوزخ دا غم کھاییئے کیوں

کتے ملیں تے درد سنا دیئے دل چیر کے آپ دکھا دییئے
غیراں اگے دکھڑے پھولئے کیوں نالے دل دے زخم دکھاییئے کیوں

اسیں اعظم ڈر دے بول دے نہیں ایہہ راز محبت کھول دے نہیں
جے دل دا محرم مل جاوے اسیں دل دے راز چھپاییئے کیوں

خدادی خدائی دا سلطان آیا
دو عالم دی بخشش دا سامان آیا
خدائی دا داتا تے خالق دا بندہ
اوہ اَج بن کے بے مثل انسان آیا
ایہو ہے اوہ محبوب ربّ دو عالم
جہدی شان وِچ سارا قرآن آیا
اوہ نورِ حقیقت اوہ شمع ہدایت
اوہ گمراہاں نوں راہ وِکھلان آیا
غریباں دے ٹٹیاں ولاندا سہارا
تے دُکھیاں دا بن کے نگہبان آیا
اوہ اعظم فقط ساڈا ہم جنس بن کے
سبق آدمیت دا سِکھلان آیا

آزار خدا دیوے تے آزار محمدؐ دا
بیمار خدا رکھے تے بیمار محمدؐ دا

ایماں وچ نہیں جان تے ایمان اوہ کاہدا
انسان اوہ کیہہ جس نوں نہیں پیار محمدؐ دا

زاہد تری جنت دا طلب گار نہیں میں
کافی اے گنہگاراں نوں دربار محمدؐ دا

دل صدقے کراں جان نفس قدماں اتوں واراں
اک وار کدی ہو وے جے دیدار محمدؐ دا

دن تڑفدیاں گزرے تے راتیں نیند نہ آوے
دل ہویا اے جس دن توں گرفتار محمدؐ دا

کیوں اپنے مقدر نوں برا آکھاں میں اعظمؔ
میں جو بھی ہاں پر ہاں تے گنہگار محمدؐ دا

میری خطاواں تے دل نہ جا اپنی عطا دی لاج رکھ
اپنی نوازشاں نوں ویکھ اپنی وفا دی لاج رکھ

اپنیاں دُشمناں نوں وی سینے لگون والیا
میری برائیاں نہ ویکھ اپنے گدا دی لاج رکھ

میری سیاہ کاریاں حد توں گذر گئیاں حضورؐ
اپنیاں رحمتاں نوں ویکھ اس بے نوا دی لاج رکھ

کر دے آسان مشکلاں مشکل کشا دا واسطہ!
دین دُنی دے والیا مشکل کشا دی لاج رکھ

اعظمِ روسیاہ دا دردی ترے بغیر کون
لج پال شان والیا ایس گدا دی لاج رکھ

جیہڑے محرم راز حقیقت دے اوہ راز حقیقت کھولدے نہیں
اوہ بول پئے جنھاں ویکھیا نہیں جنھاں ویکھ لیا اوہ بولدے نہیں
مُکھ نوری برقعہ خاکی اے وچوں ساری شان لولاکی اے
قربان پچھانن والیاں توں گل جان گئے گل کھولدے نہیں
جیہڑے عاشق ذات حقیقی دے کدوں تھاں تھاں سجدے کردے نے
پھل پیراں ہیٹھ لتاڑدے نہیں موتی مٹی دے وچ رولدے نہیں
لوکی کرن زیارت روضے دی سانوں حسرت روضے والے دی
جیہڑے رہن والے گلزاراں دے اوہ جنگل بیلے ٹولدے نہیں
کیہہ پچھنا ایں دیداں والیاں دی اکھ نہیں لگدی لب نہیں کھلدے
اوہ نال اشاریاں گل کردے مرجاندے موہنوں بولدے نہیں
انمول خزانہ ہنجواں دا اینویں اعظم نہ برباد کریں
جنھاں پکیا بھار امانت دا اوہ وانگ حسینؑ دے ڈولدے نہیں

گئی جان فراقوں جل وے۔ تیڑی دیا والیا
کوئی سُکھ سنہڑا گھل وے۔ تیڑی دیا والیا

یاد سجن دی پئی تڑپاوے — ہت وچھوڑا جان جلاوے
ماہی آوندا نظر نہ آوے — میں تے مار مکائی ایسے سل وے۔ تیڑی دیا والیا

کون کوئی سمجھاوے مینوں — جنت مول نہ بھاوے مینوں
جے ماہی مل جاوے مینوں — اگ لاواں رنگ محل وے۔ تیڑی دیا والیا

چڑھ سولی کسے جلوہ پایا — سر دے کے کسے یار منایا
چھاویں پے کسے شوہ نوں پایا — کسے ہتھی لمائی کھل وے۔ تیڑی دیا والیا

رو منہ ویکھن کرماں والے! — یا دیدار کرن زر والے!
میں رو واں جد قافلے والے — ٹر پین مدینے ول وے۔ تیڑی دیا والیا

موت نقارہ آن وجایا — میرا وقت اخیری آیا
موت آئی پر یار نہ آیا! — کوئی نہیں سن دا میری گل وے۔ تیڑی دیا والیا

اعظم جے روضے تے جاواں — جالی اکھیاں نال لگاواں
رو رو اپنا حال سناواں — آکھاں ہن تے کر کوئی گل وے۔ تیڑی دیا والیا

سانوں کول بُلا کے تیج دے۔ کملی دیا سوہنیا
تیری دید غریباں دا حج وے۔ کملی دیا سوہنیا

یار نوں رات نوں رات بُلایا   نال پیار دے کول بٹھایا
ملکاں راگ توحید دا گایا   حوراں خوشیاں کریاں اج وے
کملی دیا سوہنیا

کیوں نہ ماہی مکھ دکھاویں   کیوں تترٹی تے ترس نہ کھاویں
کرم کماویں جے کدی آویں   تینوں ویکھ لواں رج رج وے
کملی دیا سوہنیا

فائدہ پڑھن پڑھان دا کوئی نہ   مطلب مغز کھپان دا کوئی نہ
حاصل عمر گوان دا کوئی نہ   بکھ یار منان دا حج وے
کملی دیا سوہنیا

اعظم جیہا گنہگار نہ کوئی   تیں جیہا بخشنہار نہ کوئی
حضور جیہا غمخوار نہ کوئی   جہڑے ہتھ اساڈی لج وے
کملی دیا سوہنیا

آس نگری نوں کوہ طور آکھو جہدے وچ سجناں دا پھیرا اے
اوہ دل بھی عرشِ معلیٰ اے جیہڑے دل وچ یار دا ڈیرا اے
تساں سانوں مکھ وکھلاونا نہیں اساں دیدناں ایتھوں جانا نہیں
اساں نت نت جگ تے آونا نہیں ساڈا جوگیاں والا پھیرا اے
جیہڑے عشق ترے سنے چور کیتے ترے نیناں نے مخمور کیتے
اوہناں دل دنیا توں دور کیتے اوہناں بھل گیا میرا تیرا اے
نہ علماں وچ پھسا سانوں کوئی یار دی گل سنا سانوں
اوتھے علم دا سکہ نہیں چلدا جتھے عشق مہراں دا ڈیرا اے
میری آس امید دی دنیا وچ تیری یاد دا دیوا بلدا اے
اے مجبوراں دیا مجبورا ایہہ سارا ای چانن تیرا اے
چل اعظم اوتھے چل وسیے جتھے یار دا اونا جانا اے
اس لبتی دے وچ رہنا کیہ جتھے سجناں باہجھ ہنیرا اے

سلام

بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

سلام اُس تے جیہڑا خالق دا بندہ بن کے آیا اے
سلام اُس تے جیہڑا دو جگ دا مَولا بن کے آیا اے
سلام اس تے جیہڑا رحمت مجسم بن کے آیا اے
سلام اس تے جیہڑا ناموسِ آدم بن کے آیا اے
سلام اُس تے جیہڑا اِنسان کامل بن کے آیا اے
سلام اس تے جیہڑا کونین دا دِل بن کے آیا اے
سلام اُس تے جو ناداراں دا چارا بن کے آیا اے
غریباں ناتواں دا سہارا بن کے آیا اے

درود اس تے جہدا اخلاق وچ کوئی نہ ثانی اے
درود اس تے جہدی بندہ نوازی غیر فانی اے
درود اس تے جہدے اُتے اخوت ناز کردی اے
محبت فخر کردی اے تے شفقت ناز کردی اے
درود اس تے امامت تے ولایت جس دے گھر دی اے
قیادت جس دی لونڈی اے حکومت جس دی بردی اے
درود اُس تے جنھے نقشہ بدل دتا زمانے دا
مرض پہچان لئی منشا سمجھ لتا زمانے دا

✽

عرب اُتے جہالت دی سیہ راتاں دا پہرہ سی
عرب دی سرزمیں ظلم و شقاوت دا کٹھرہ سی
زمانے بھر تے کفر و شرک دی چھائی سیاہی سی
خطا کاراں دی دنیا تے خطا کاری دی شاہی سی
بد اندیشاں دے ہتھ وچ عصمتاں دی پاسبانی سی
ہوس دے بندیاں دی چار پاسے حکمرانی سی

✽

حیا سوزی دے توبہ ادہ نمونے دیکھے جاندے سن
کہ عرشاں دے فرشتے انگلیاں منہ وچ چباندے سن
درود اس تے جنھے پھر آ کے غیرت زندہ کر دتی
کئی صدیاں دی مُردہ آدمیت زندہ کر دتی
پڑھا دِتا سبق دنیا نوں غیرت دا شرافت دا
بچا دِتا جہنم توں وکھایا راہ جنت دا
میں اعظم کیوں نہ اس نوں ملک دنیا دیں آکھاں
حقیقت ہے کہ اس نوں رحمۃ اللعالمین آکھاں

ذکرِ حسینؑ

کی دساں وِچ شہیداں دے کڈی اچی ذات شبیرؑ دی اے
جہدی شان بیان قرآن کرے اوہ شان زینبؑ دے ویر دی اے

جہدے سر دستار امامت دی جہدے متھے لاٹ رسالت دی
جہدے ہتھ وِچ کنجی جنت دی مینوں حاجت اوسے پیر دی اے

کہندی زینبؑ آ اک وار ویرا جاندی واری کراں پیار ویرا
مری سُن لے حال پکار ویرا ایہہ میری طلب اخیر دی اے

آکھے ربا! پے کیہہ دھاڑ گئی میرا وسدا باغ اُجاڑ گئی
مینوں جیوندیاں سُولی چاڑھ گئی چل ایسی تیغ بے پیر دی اے

جیہڑا کعبہ دوہاں جہاناں دا غوثاں قطباں ابدالاں دا
اعظم بھی اوہدے دردا گدا جہنوں لاج غریب امیر دی اے

جیہڑا ودھنہ نیناں دا پھٹیا نہیں، اوہ رازِ محبت کیہہ جانے
جیہڑا یار اپنے توں وچھڑیا نہیں اوہ درد دی لذت کیہہ جانے

دِتے سبھے رشتے توڑا ساں، لیا دل نوں اک نال جوڑا ساں
جنھوں اک دی نہیں پہچان ہوئی اوہ وحدت کثرت کیہہ جانے

رہی ہوش نہ صوم صلوٰتاں دی رہی سُرت نہ ذات صفاتاں دی
جنھوں اک دے ذکر تھیں فرصت نہیں اوہ ہور عبادت کیہہ جانے

کیہہ رونا بے درداں اگے جانے سو لیوا ای جس تن لگے !
جنھے آپ مصیبت نہیں ویکھی اوہ میری مصیبت کیہہ جانے

نیئوں حرص حکومت دولت دی تینوں خواہش شان تے شوکت دی
جدے سر تے عشق سوار ہویا اوہ شان تے شوکت کیہہ جانے

ڈر دوزخ دا بدکاراں نوں، حا جنت نیکوکاراں لوئی
جیہڑا قیدی تیریاں زلفاں دا اوہ دوزخ جنت کیہہ جانے

اعظم جیہڑا جان نثار ہووے اوہو الیس کمندروں پار ہووے
جنھوں جان پیاری یار کولوں، اوہ عشق دی قیمت کیہہ جانے

سیتو دیہو مبارک مینوں مرا ماہی مرے گھر آیا
اُس قدم مبارک پا کے مرا اُجڑیا دیس وسایا

میں واری سَو سَو واری آئی مُاہی دی اسواری
میں صدقے اونہیں راہیں جیہڑے راہیں ماہی آیا

اسیں بُھل گئے ذات صفاتاں۔ اسیں بُھل گئے صوم صلوٰتاں
پر نہیں بھُلنا اوہ سانوں جیہڑا عشق نے سبق پڑھایا

چھڈ تھاں تھاں جانا اُونا، چھڈ تھاں تھاں سیس نوونا
چل اوسے دَرتے ڈِگیئے، جتھوں خالی کوئی نہ آیا

اعظمؔ اوہدے دَر دا بردا نالے نام لیوا اوہدے گھر دا
کونین دا مالک جس نوں خود خالق نے فرمایا

اوبے پروا محبوبا پردے تھیں باہر آ اڑیا !
اینہاں گھر دیاں باندیاں بردیاں توں نہ اپنا آپ لکا اڑیا

کِتے تھاں تھاں وِچ پیا وسنائیں کِتے پتہ نشان نہ دسنائیں
کِتے رونائیں کِتے ہسنائیں بیٹھوں اپنا آپ چھپا اڑیا

کِتے عابد کِتے معبود ہیں توں کِتے عدم کِتے موجود ہیں توں
آپے جان تے آپے جود ہیں توں نویں ہر تھاں بھیس وٹا اڑیا

آپے فانی آپے باقی ایں آپے میکش آپے ساقی ایں
آپے عجمی آپے عراقی ایں، لا دیں ہر تھاں دکھرا دا اڑیا

اعظم ایہہ گل فضول نہیں، کوئی اس بن دوجا مول نہیں
ایس گل نوں دینا طول نہیں، نہیں تے کھل جاں بھیت سنا اڑیا

جان میں توں جان میری آجا میرے جانیاں
تیرے بناں روندیاں نے اکھیاں نمانیاں
ساڈی تقدیر دے وچ سکھ تے آرام کتھے
اکھیاں نوں ڈنگیاں دی صبح کتھے شام کتھے
عشق دیاں ماریاں نہ کدی موجاں مانیاں
تیرے بناں روندیاں نے اکھیاں نمانیاں
تساں تے ایہہ لکھ دتا اسیں اچے آئیے کویں
ساڈوں وی تے دسّو اسیں وقت لنگھائیے کیویں
ویکھنی آں راہ تیرے آجا میرے ہانیاں
تیرے بناں روندیاں نے اکھیاں نمانیاں
حسن دے بازار وچ دلا بھل جاویں نہ
سوہنیاں نوں ویکھ کے تے اینویں ڈھل جاویں نہ
لانیاں آسان اعظم اوکھیاں نبھانیاں
تیرے بناں روندیاں نے اکھیاں نمانیاں

عاشقاں دا ایمان توں تیری مثل نہ کوئی
دردمنداں دی جان توں تیری مثل نہ کوئی

تیرے اون دی خبر جو آئی — پے گئی عالم وچ دُہائی
سب داماں تران توں — تیری مثل نہ کوئی

مجرم عاصی بدکاراں دے — میرے ورگے ناداراں دے
ہر دکھ دا درمان توں — تیری مثل نہ کوئی

تیرے ہتھ خزانے رب دے — سب نوں تیرے ہتھوں لبھدے
دو جگ دا سلطان توں — تیری مثل نہ کوئی

نورِ مجسم، رحمتِ عالم — نائب خالق ہادیٔ اعظم
عالم علم قرآن توں — تیری مثل نہ کوئی

کافی

کیا کانٹا کیا پھُول اے
ہر صورت مقبول اے

گل مستاں مندر دیکھے — صوفی مست قلندر دیکھے
غیر نہ دِستیا مُول اے — ہر صورت مقبُول اے

اپنے نام دی چرچا کر دی — آپے اپنی پُوجا کر دی
ساڈا مذہب اصول اے — ہر صورت مقبُول اے

اپنے من وچ جھاتی پالے! — اپنے آپ نوں بھول بھلالے
باہروں بھال فضول اے — ہر صورت مقبول اے

ایہو ظاہر ایہو باطن! — اعظم ایہو عرش دا ساکن
ظاہر شکل رسُول اے — ہر صورت مقبُول اے

کافی

ہے کوئی جے میرا درد ونڈاوے
جاندے یار نوں موڑ لیاوے

منتاں کیتیاں ترلے لیتے	ہتھ بنھ بنھ کے سجدے کیتے
پر ماہی نوں ترس نہ آوے	جاندے یار نوں موڑ لیاوے

اوگن ویکھ کے رُس گیا ماہی	پا گیا ایں گل غم دی پھاہی
دل پیا خون دے نیر وگاوے	جاندے یار نوں موڑ لیاوے

لمّی رات جدائی والی	شاں شاں کردی نالے کالی
ماہی باجھوں کھان نوں آوے	جاندے یار نوں موڑ لیاوے

اعظم روندیاں عمر گذاری	نیڑے نیڑے کوچ تیاری
ویکھاں کد رب یار ملاوے	جاندے یار نوں موڑ لیاوے

عشق والا جادو آپے گل پالیا
چنگی بھلی جندڑی نوں روگ لالیا

دلا تینوں آکھیا سی نین کتے لاویں نہ
ہنجواں دے موتیاں نوں روہڑ گواویں نہ
سلے درداں دے سنگ پیار پا لیا
چنگی بھلی جندڑی نوں روگ لالیا

تیرا کیہہ قصور میری اینویں تقدیر سی
میریاں تقدیراں نوں پینی ایہہ زنجیر سی
ہس کے مصیبتاں نوں سینے لالیا
چنگی بھلی جندڑی نوں روگ لالیا

چنگا بھلا جاندا ساں عشق دی خواریاں
کھٹیاں نہ ایتھوں کدی عشق دے بپاریاں
جاندیاں بجھدیاں زہر کھالیا
چنگی بھلی جندڑی نوں روگ لالیا

جدوں دے اوہ نیناں نال نین لاگئے
ہساہ رام کر کے رونا سکھا گئے
دکھاں درداں نے اعظم گھیرا پالیا
چنگی بھلی جندڑی نوں روگ لالیا

واگاں حسن دیاں ساڈے دل موڑ موڑ موڑ
سانوں دم دم رہندی تیری لوڑ لوڑ لوڑ

سانوں زلفاں دا کر کے اسیر سوہنیا
سانوں مار کے دو نیناں والے تیر سوہنیا
ہُن غیراں نال یاریاں نہ جوڑ جوڑ جوڑ
بیبا دم دم رہندی تیری لوڑ لوڑ لوڑ

ساڈے نیوں لا ونے دی دہائی پے گئی
رَج گلاں بھی نہ کیتیاں جُدائی پے گئی
اکھاں سُک گئیاں ہنجواں نوں روڑھ روڑھ روڑھ
بیبا دم دم رہندی تیری لوڑ لوڑ لوڑ

کاہنوں جھڑکناایں عاشقاں نوں وید ہون دے
اینہاں روندیاں نیناں دی اج عید ہون دے
دِلاں ٹُٹیاں نوں ہور تے نہ توڑ توڑ توڑ
سانوں دم دم رہندی تیری لوڑ لوڑ لوڑ

اعظم میریاں اُمیداں دا گلزار لُٹ کے
میرے دل والے باغ دی بہار لُٹ کے
کتھے چلیاں ایں ساتھوں مکھ موڑ موڑ موڑ
بیبا دم دم رہندی تیری لوڑ لوڑ لوڑ
واگاں حسن دیاں ساڈے ول موڑ موڑ موڑ

جدوں یاد آوے دلدار — دل نوں قرار نہ آوے
اکھاں رودون زار و زار — دل نوں قرار نہ آوے
اوس چن نے کیہہ ٹھگنا جہدا دور رہندا اے مالی — اُس تتڑی نے کی وسنا جہدا اُڈ گیا سر والی
کیوں دتا ای منوں وسار — مینوں طعنے دے سنسار
دل نوں قرار نہ آوے

لوکاں بھانویں چانن سانوں سجناں باہجھ ہنیرا — سجناں باہجھ او چناں ساڈے کس کم چانن تیرا
سانوں اوہو ای چن درکار — سانوں اوسے چن نال پیار
دل نوں قرار نہ آوے

ماہی آجا دو نویں بہہ کے اجڑی جھوک وسایئے — نہیں تے کدھرے وچ وچھوڑے رُکدیاں نہ مر جایئے
ہُن گھر دل موڑ مہار — میں من لئی اپنی ہار
دل نوں قرار نہ آوے

میں واری لکھ واری سجناں جے آ دیں اک واری — تیرے باہجوں اظلم دی ہُن کون کرے غم خواری
تیرے دردوں دلبر یار — ساڈی لُٹ گئی موج بہار
دل نوں قرار نہ آوے

گل عشق دی مالا پا کے
اساں کیہہ کھٹیا دل لا کے

وِچ اڈیکاں عمر گوائی
وِچھڑ گیاں دی خبر نہ آئی
رووّاں تھل وِچ یار گوا کے
اساں کیہہ کھٹیا دل لا کے

لگیاں والے پھرن نمانے
دردا نہاں دا کون پچھانے
دیوے کون دلاسا آ کے
اساں کیہہ کھٹیا دل لا کے

سیتو نی کتے پیار نہ کریو
اکھیاں دا اعتبار نہ کریو
نی میں بھل گئی جے نیوں لا کے
اساں کیہہ کھٹیا دل لا کے

اعظم رُس گئے دلبر جانی
کون سُنے ہُن درد کہانی
کتھوں دیتے بھلا پا کے
اساں کیہہ کھٹیا دل لا کے

کتھوں جا کے تویت لیاواں
ماہی میری گل نہ سُنے

نہ میرے دل آوے جاوے — نہ بولے نہ کول بٹھاوے
نی میں فیر دی مردی جاواں — ماہی میری گل نہ سُنے

ویکھیا جے میرے دل دا جانی — جیویں اُتریا چن اسمانی
تے میں ڈردی ہتھ نہ لاواں — ماہی میری گل نہ سُنے

جتھے اوہدا پئے پرچھاواں — مٹی چُک چُک سینے لاواں
اکھاں پیراں ہیٹھ وچھاواں — ماہی میری گل نہ سُنے

جُگ جُگ جیوے خوشیاں مانے — اعظم نوں جانے نہ جانے
میں اپنی پریت نبھاواں — ماہی میری گل نہ سُنے

سی حرفی

الف ۔ اللہ دے نام توں شروع کرنا جہدے نام وچ برکتاں بھاریاں نے
اوہدے نام باہجوں دلاں پیج آکھاں گلاں رہن ادھوریاں ساریاں نے
ایسے نام نے نار گلزار کیتی ایسے نام نے ڈبیاں تاریاں نے
ایسے نام نوں آکھدے اسم اعظم ایسے ناں دیاں سب خماریاں نے

ب ۔ بڑی امید تے آس دل وچ نبیؐ پاک دا کدے دربار ویکھاں
نالے شہر مدینے دی جوہ ویکھاں اوہدے رحمتاں بھرے بازار ویکھاں
اوس پاک زمین توں جاں صدقے نال پیار دے درو دیوار ویکھاں
اعظم ہون جے چنگے نصیب میرے اپنی اکھاں دے نال سرکارؐ ویکھاں

ت ۔ تیز تلوار فراق والی پئی عاشقاں دے سینے چیر دی اے
دنے رات آرام نہ چین دل نوں چال بدلی ہوئی ایسی تقدیر دی اے
دُکھاں درداں دی ایسی ہوا چلی کوئی سُنے نہ ایس دلگیر دی اے
اعظم پتہ نہیں قسمتاں ماریاں نوں ایہہ سزا کیہڑی تقصیر دی اے

ث ۔ ثابتی عشق دی لوڑ یا رب سدا عشق دا درد درکار سانوں
سانوں عشق دی طلب اُمید ازلی رہے عشق دا سدا خمار سانوں
بناں عشق دے دونویں جہان مُردہ تاہیں عشق دے نال پیار سانوں
کاہنوں منگیے باغ بہشت اعظم چنگی عشق دی موج بہار سانوں

ج ۔ جان دا کجھ وساہ نہیوں جان یار نوں دے تے شاد ہو جا
ایسے دل دے ہین فساد سارے دل دلبروں دے تے آزاد ہو جا
جے کر رکھے آباد تے رہ وسدا جے کر کرے برباد برباد ہو جا
اعظم کرے جے قید تے قید ہو جا جے کر کرے آزاد آزاد ہو جا

د ۔ وید محبوب دی مذہب ساڈا اتے عشق ہے دین ایمان یارو
کریئے روز تلاوتاں نال الفت چہرہ یار دا ساڈا قرآن یارو
دسّے یاد محبوب دی دل اندر نام یار دا ورد زبان یارو
اعظم اسیں فقیر حقیر اس دے اتے عشق ساڈا سلطان یارو

س ۔ رُت بہار دی پرت آئی کیوں نہیں آوندے اجے حبیب ساڈے
اللہ جانے کیہہ ساتھوں خطا ہوئی کیوں نہیں جاگدے اجے نصیب ساڈے
اکھاں روون تے دل بیمار ہویا خبرے آون گے کدوں طبیب ساڈے
اعظم بھل دے نہیں اوہ وقت جدوں سوہنا وسدا رہیا قریب ساڈے

ش ۔ زخم جدائی دے بہت ڈونگھے اجے بھرن دے وچ نہ آوندے نے
وانگ پھوڑیاں رڑکدے وچ سینے میری جان نوں بڑا ستاوندے نے
ملی سولی منصور نوں اک واری سانوں روز نت نویں چڑھاوندے نے
اعظم پتہ نہیں ملن گے کدوں سوہنے جیہڑے جاندے روگ گوندے نے

س۔ سُکھ آرام اوہ نال لے گئے میری جان نوں کیویں آرام آوے
نین سِکھدے دید نوں دل روّوے جدوں یاد پیارے دا نام آوے
ایسے آس اُمید وچ عمر گذری شاید خواب وچ اوہ شام آوے
اعظم جان بھی کراں قربان اپنی جے کر سوہنے دا کدی پیغام آوے

شؔ۔ شوہ نوں پاونا بہت مشکل ایہہ نہیں کم تھوڑ دلے کمینیاں دا
ایتھے سوہنیا عمراں دے ہون سودے ایتھے ذکر نہ سال مہینیاں دا
نالے ایس درگاہ دے وچ کم ناہیں حسد، لغض، ریا تے کینیاں دا
اعظم سر تے پورے تے تد جانیں ملنا سوکھا نہیں عشق خزینیاں دا

ص۔ صبر جے آوے تے کویں آوے تیرے بناں دل نوں پریشانیاں نے
چھیتی بوہڑ پردیسیا واسطا ای میرے جی نوں بہت حیرانیاں نے
تیرے نالوں زیادہ حیران کیتا مینوں میریاں ایہناں نادانیاں نے
اعظم سجناں باجھ نہ سُنے کوئی ساڈے دُکھاں دی رام کہانیاں نے

ض ۔ ضبط قرار دے تار ٹٹ گئے چھڑے ساز دُکھ درد وددھان والے
دِلا کیہہ ہویا کدھر منہ کر گئے سانوں خوشیاں دے گیت سنان والے
کیہڑے دیس وِچ رونقاں لا بیٹھے ساڈے اُجڑے دیس وسان والے
اعظم رون رُوان دے دن آئے وقت لد گئے ہسن ہسان والے

ط ۔ طرف محبوب دی خط لکھیے دِلا رَج کے اَج فریاد کر لے
ڈریں موُل نہ عشق خواریاں توں قصہّ شیریں فرہاد دا یاد کر لے
ہویاں مدّتاں چمن ویران ہویا یاد کسے دی نال آباد کر لے
اعظم ملے گا تینوں حبیب تیرا پہلوں اپنا آپ برباد کر لے

ظ ۔ ظاہری شکل تے کھُل جانا ایہہ نہیں کم دانا فرزانیاں دا
نتھاں نتھاں پئی جان قربان کرنی ایہہ ہے کم بے عقل دیوانیاں دا
ہر اک شمع تے سڑ کے مر جانا ایہہ ہے کم کم ظرف پروانیاں دا
اعظم اپنی ذات وِچ مست رہنا ایہہ کمال ہے صرف مستانیاں دا

ع ۔ عیب نہیں آوندے نظر اوتھے جتھے عشق ہووے جتھے پیار ہووے
اوس دیس دے ذرے بھی طور دسدے جیہڑے دیس وچ دسدا یار ہووے
ایس عشق پیار دی بازیاں وچ اوہدی جِت سمجھو جیہدی ہار ہووے
اعظم عشق دے ایس دریا وچوں جیہڑا جان دیوے اوہو پار ہووے

غ ۔ غرض نہیں اوس نوں جنتاں دی تیری گلی دی جھتے ہوا ویکھی
کسے ہور گلزار ول نہیں تکدا تیرے باغ دی جھتے فضا ویکھی
کدی حور تے پری دل ویکھدا نہیں جھتے سوہنیا تیری ادا ویکھی
اعظم سانوں اوہ رکتے نہ نظر آئی تیری اکھاں وچ جیہڑی حیا ویکھی

ف ۔ فقر نوں ڈھونڈدے کئی پھردے لے پر فقر نوں پاونا بہت مشکل
جھوٹ طمع ریا تے خودی نالے حسد بغض مٹاونا بہت مشکل
پہلوں لا کے فقر دے نال یاری فیر توڑ نبھاونا بہت مشکل
منزل فقر دی دور درا نہ اعظم ایس راستے جاونا بہت مشکل

ق ۔ قیدی محبوب دی زلف دا ہیں مینوں شوق نہ مول رہائیاں دا
سدا یاد محبوب وچ غرق رہنا ایہو کار رتے کم سودائیاں دا
اوہو عاشقاں وِچ شمار ہوون جیہڑے چکدے بھار جدائیاں دا
اعظم جیھناں عشق ایمان ہووے اونھاں خوف ناہیں رسوائیاں دا

ک ۔ اِکبر عزور مٹا دل ہتھیں ۔ فیر یار دی گلی وِچ آونا سِکھ
عقل فکر نوں دخل نہ اوس کوچے اوتھے وانگ دیوانیاں جاونا سکھ
اوتھے ہوش حواس دا کم ناہیں ایس ہوش دا ہوش بھلاونا سِکھ
اعظم مریئے تے فیر محبوب ملدا پہلوں اپنا آپ مٹاونا سِکھ

ل ۔ لا کے یاریاں نال سجناں دے لا فیر مُڑ پچھوں پچھتاونا کیہہ
پہلوں اکھیاں لا کے نال اکھیاں فیر جگ وچ شور مچاونا کیہہ
آپے لا کے عشق دی اگ دل نوں فیر ہنجواں نال بجھاونا کیہہ
اعظم پہلوں ای پیندوں نہ ایس پینڈے جے کر ٹر پئیں تے ہُن گھبراونا کیہہ

م ۔ مرد نہیں بھُل وے قول اپنے جویں لائی آ اونویں نبھائیں سائیاں
قدمیں لاکے فیرُ دُرکارنا ہیں اپنے دراُتوں خیر پائیں سائیاں
اساں مندیاں گندیاں کوہجیاندی نال کرم دے جھوک سائیں سائیاں
اعظم جیہے فقیر دیوانیاں نوں اپنے دراُتوں نہ ہٹائیں سائیاں

ن ۔ ندی وانگوں وگن نین میرے جدوں یاد آوے سوہنا یار مینوں
میرے واسطے جگ اندھیر ہویا نظر آوندا نہیں دلدار مینوں
دِسدے شہر ہُن مثل اُجاڑ دِسدے وانگ جنگلاں باغ گلزار مینوں
اعظم سجناں باہجھ کدبھاوندی لبے دوجگ دی موج بہار مینوں

و ۔ وائے اج دیس محبوب دے جا پہلوں جاکے آکھیں سلام اُس نوں
تیرے درد فراق بیمار کیتا دیویں جاکے ایہہ پیغام اُس نوں
کھانا پینا تے سونا حرام ہویا اکھاں لبھدیاں نے صبح شام اُس نوں
آکھیں اعظم دل موڑ مہار سجناں تیرے باہجھ نہ آوے آرام اُس نوں

ہ - ہار پرو کے ہنجواں دا تحفہ سجناں لئی تیار کیتا
ساڈے دُھروں نصیب برباد ہو گئے ناہیں اوس قبول دلدار کیتا
اوہدے اک اشارے تے جان دِتی نالے دل دی نذر سرکار کیتا
اعظمؔ دکھ خریدیا سکھ دِتا کیڈا گھاٹے دا اساں بپار کیتا

ی - یاد پردیسیاں سجناں دی جدوں آوے تے درد ودھا جاوے
نیندر لے جاوے ہوکے دے جاوے نِت دکھ اروگ لگا جاوے
اللہ کرے جے اوہ دلدار دل دا کدھرے اپنے دیس وچ آ جاوے
اعظمؔ ہون جے چنگے نصیب میرے سوہنا مکھڑا یار دکھا جاوے

قومی ترانہ

اُٹھ شیرا پاکستان دیا ہن جاگ تے ہوشیار اڑیا
تینوں خلقت طعنے ماردی اے چھڈ نیند رہو بیدار اڑیا
ایہہ تیرے سَون دا ویلا نہیں ایہہ ویلیاں بھَون دا ویلا نہیں
بن قوم دا خدمت گار اڑیا۔ ہن جاگ تے ہوشیار اڑیا
چھڈ چوپٹ تاش دی بازیاں نوں، ایہہ کھیڈ نہیں سبھ دی غازیاں نوں
پھڑ جا ہدو سوی تلوار اڑیا۔ ہن جاگ تے ہوشیار اڑیا
کیوں وچ میدان دے آوندا نہیں کیوں خالد دی شان وکھاوندا نہیں
چھڈ لمی سوچ وچار اڑیا۔ ہن جاگ تے ہوشیار اڑیا
کنیں گل دشمن دی پاویں نہ ایویں سن سن دل تے لاویں نہ
منہ دشمن دا پھٹکار اڑیا۔ ہن جاگ تے ہوشیار اڑیا
پہلوں تیغ کسے تے کڈھ نا ہیں جیہڑا چھیڑے اوس نوں چھڈ نا ہیں
ایہو اعظم دی اے پکار اڑیا۔ ہن جاگ تے ہوشیار اڑیا

قومی ترانہ

وطن اپنے دے گیت گاندا چلا جا   خودی دے ترانے سناندا چلا جا
توں جان اپنی ملت لئی وقف کر کے   تے ملت دی عزت بچاندا چلا جا
محبت دی تلوار دے نال مسلم   پراں نوں اپنا بناندا چلا جا
کدی قوم تے ملک خاطر جے سب کجھ   لٹاناں پوے تے لٹاندا چلا جا
توں سیلاب وانگوں سچائی دے راہ وچ   رکاوٹ جو آوے ہٹاندا چلا جا
نشانی اے مومن دی ڈرنا خدا توں   جے موت آوے ہس وا ہساندا چلا جا
جے دشمن ترا سِدھے راہ ول نہ آوے   تے توں اُس نوں رستہ دکھاندا چلا جا

ایسے نعرۂ جاھدو نال اعظم
توں سُتیاں ہویاں نوں جگاندا چلا جا

ترانہ

سانوں آن بچونی آوندی اے سانوں ملک بچونا آوندا اے
سانوں دیس اپنے دیاں حداں توں دشمن نوں ہٹونا آوندا اے

ساڈی دھرتی پاک انساناں دی جانبازاں شیر جواناں دی
سانوں پاکستان دے ویریاں نوں دنیا توں مٹونا آوندا اے

ساڈا اک اک غازی بھارا اے کفار دے اک اک لشکر تے
سانوں موڑ تروڑ کے دشمن نوں قدماں تے جھکونا آوندا اے

پچھ رن کچھ دے میداناں توں نالے سندھ دے ریگستاناں نوں
سانوں جوڑیاں والے ٹبیاں توں کلمہ پڑھونا آوندا اے

جا اپنے دیس دی خیر منا ساڈے دیس ولے نظراں نہ اُٹھا
توں رستیوں بھٹکا پھرنا ایں سانوں رستے پونا آوندا اے

توں پوجن والا پتھر دا اسیں خادم حیدرؓ صفدر دے
تینوں عادت سیس نوادن دی سانوں سیس کٹونا آوندا اے

قائدِ اعظم دی یاد!

اوہ جس نے قوم مسلم نوں وکھایا راہ وحدت دا
غلاماں نوں سبق دتا امامت دا قیادت دا

جوانی عزتِ اسلام توں جس نے وکا دتی
ضعیفی ملتِ اسلام توں جس نے لٹا دتی

اوہ جس نے اپنی دانش نال قوم اک جان کر دتی
اوہ جس دی عقل نے مخلوق سب حیران کر دتی

اوہ جس نے پھر غلاماں نوں شہنشاہی دوا دتی
کئی سو سال دی مردہ حقیقت پھر جوا دتی

سیاستدان ڈر دے سن جدے زورِ سیاست توں
لرزدا رہندا سی کفر نوں جس دی فراست توں

اوہ جس ہستی نے اعظم سانوں پاکستان لے دتا
اساڈا امدتاں دا گھٹیا ایمان لے دتا

اوہ بھاویں ٹر گیا اے پر اوہدی عظمت تے باقی اے
اوہدی روحانیت زندہ اوہدی جرأت تے باقی اے

میرا ایمان ہے جد تک ساڈا اسلام زندہ اے
اساڈے قائدِ اعظم دا پیارا نام زندہ اے

اوہ قائدِ اعظمؒ زندہ اے

اوہ قائدِ اعظم زندہ اے،
اوہ قائدِ اعظم زندہ اے

جنھے ساٹوں وطن دوایا اے ساڈا دین اسلام بچایا اے
اوہ قائدِ اعظم زندہ اے
اوہ قائدِ اعظم زندہ اے

جنھے قوم دے دور آزار کیتے جنھے قوم دے بیڑے پار کیتے۔ اوہ قائدِ اعظم....
جیہڑا سچا قول قراراں دا جیہڑا یار یاراں اغیاراں دا۔ اوہ قائدِ اعظم....
جہدے مرن تے پتھر روئے نے جہدے گھر گھر ماتم ہوئے نے۔ اوہ قائدِ اعظم....
جہدی پاکستان نشانی اے جیہڑا پاکستان دا بانی اے۔ اوہ قائدِ اعظم....
جنھے نسلی رشتے توڑ دتے سر مسلماناں دے جوڑ دتے۔ اوہ قائدِ اعظم....
جنھے اعظم ساٹوں جگا دتا جیون دا ول سکھا دتا۔ اوہ قائدِ اعظم....

رنگ و بو

نذرِ عقیدت

مَیں نہایت ادب اور خلوص کے سَاتھ اپنے اس مجموعۂ کلام کو معدن الحسنات ۔ واقفِ اسرارِ نہانی ۔ جگر گوشہ لاثانی جناب صاحبزادہ سیّد علی حسین شاہ صاحب نقشبندی مدظلہ العالیٰ (مسند آرائے علی پور شریف) کے نذر کرتا ہوں ۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

محمّد اعظم چشتی

حمد

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ ایم شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ماہم چناں در اوّلِ وصفِ تو ماندہ ایم

٭

پیار ان کا اگر حاصلِ ایماں نہ بنے گا
مومن تو بڑی بات ہے انساں نہ بنے گا

تعظیمِ محمدؐ ہی تو ہے جانِ عبادت
کتنا کوئی عابد ہے مسلماں نہ بنے گا

افلاک نہ پہنچے تری خاکِ کفِ پا کو
ذرّہ کبھی خورشیدِ درخشاں نہ بنے گا

حق مدحِ پیمبر کا ادا ہوگا نہ تجھ سے
جب تک تو گدائے درِ حسّاں نہ بنے گا

اعظم جو نہ سمجھے سخنِ صاحبِ قرآں
وہ لاکھ سخنور ہو سخنداں نہ بنے گا

٭

میرا آقا بھی ہے وہ رہبرِ غمخوار بھی ہے
میری ہر چیز کا مالک بھی ہے مختار بھی ہے

شاہِ افلاک بھی ہے سیّدِ ابرار بھی ہے
حق کا محبوب بھی ہے حق کا پرستار بھی ہے

حق کا بندہ بھی ہے اور محرمِ اسرار بھی ہے
دونوں عالم کی حقیقت سے خبردار بھی ہے

تشنگیِ روحِ دو عالم کی بجھانے والا
جوئے رحمت بھی ہے اور ابرِ گہربار بھی ہے

اعظم اس پیکرِ رحمت سے ہے نسبت مجھ کو
دردمندوں کا جو مونس بھی ہے غمخوار بھی ہے

حُسنِ حبیب دو جہاں یوں ہے تصوّرات میں
جیسے ظہورِ ماہتاب غم کی اندھیری رات میں

مِل نہ سکی کہیں تری طبعِ سلیم کی مِثال
خُلقِ عظیم کا ترے شور ہے شش جہات میں

کِس کی تجلّیات سے خیرہ ہے چشمِ آفتاب
کھوئی گئی ہے کائنات کِس کے تصوّرات میں

کِتنے نشے پلا گیا مژدہ ترے ظہُور کا
اَب بھی خمار ہے وہی دیدۂ کائنات میں

تیرے قدم میں تھی نہاں عظمتِ ہفت آسماں
ورنہ یہ عرش و لامکاں گُم ہیں تمہاری ذات میں

مِٹ گئے اِک نگاہ سے تیری جہاں کے وسوسے
ڈوبا ہُوا ہے فلسفی اب بھی توہّمات میں

اعظمِ بے خبر اُٹھا آنکھ سے پردۂ دُوئی!
جلوہ فگن ہے عینِ ذات آئینۂ صفات میں

ولادتِ باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لیکے پہلو میں غمِ اُمّتِ نادار آئے
اُمّتی اُمّتی کہتے ہوئے سرکار آئے

کُھل گئے محفلِ کونین پہ کونین کے راز
محرمِ رازِ نہاں واقفِ اسرار آئے

سُن کے سرکارِ مدینہ کی ولادت کی خبر
ہر گنہگار پکارا مرے غمخوار آئے

فرش والوں کے مقدّر کا ستارا چمکا
شور اُٹھا کہ غریبوں کے مددگار آئے

فرش پر عرشِ معلّیٰ کا گماں ہوتا ہے!
لے کے دامن میں کچھ اس طرح کے انوار آئے

پھر کِسے مانگنے کا ہوش رہے اے اعظم
بانٹنے والا اگر خود سرِ بازار آئے

تمہارے آنے سے پہلے کیا تھی ہمارے صبح و مسا کی صورت
نہ کوئی مونس نہ کوئی ساتھی پڑے تھے ہم نقشِ پا کی صورت
ہزار ہا سال اہلِ دِل نے ستم اُٹھائے ستمِ گردوں کے
نہ کوئی آیا بہ جز محمدؐ جہاں میں مشکل کُشا کی صورت
تمہاری غم خواریوں کے قرباں وہ آنکھ ہی کب ملی کسی کو
ہماری بربادیوں پہ روتی جو ابر بن کر گھٹا کی صورت
خِرد نے جانا خُدا کا بندہ جنوں پکارا خدا کا نقشہ
زبانِ فطرت پکار اُٹھی یہ ہے مرے مُدعا کی صورت
ہماری مجبوریوں نے اعظمؔ یہ دن دکھاتے ہیں بیکسی کے
پڑے ہیں دُور اُن کے آستانے سے نالۂ نارسا کی صورت

رحمتِ عالم نورِ مجسم شمعِ ہدایت کیا کہنے!
دستِ مروّت چشمِ بصیرت نطقِ حقیقت کیا کہنے

سب سے نیا اندازِ تبسّم سب سے جُدا اعلانِ کرم
کِس کو مِلے گی کِس کو مِلی یہ صورت و سیرت کیا کہنے

جود و سخا بیگانوں پر بھی دشمن پر بھی لطف و عطا
سرتاپا تصویرِ وفا عنوانِ محبت کیا کہنے

باعثِ خلقِ ارض و سما اے زینتِ بزمِ کون و مکاں
ارض و سما پر کون و مکاں پر تیری عنایت کیا کہنے

قدرت کا ہر جلوہ اعظم انکی صورت سے ہے عیاں
آپ کی ذاتِ گرامی ہے آئینہ قدرت کیا کہنے

کیا پوچھتے ہو عزّت و عظمت رسولؐ کی
دونوں جہان پر ہے حکومت رسولؐ کی

سچ ہے عمل ہی قبر کا سرمایہ ہیں مگر
افضل ہے ہر عمل سے محبت رسولؐ کی

ظاہر ہے صاف صاف اطیعوا الرّسول سے
محبوب ہے خدا کو اطاعت رسولؐ کی

یکساں کرم ہے اُن کا فقیر و امیر پر
اپنے پرائے سب پہ ہے شفقت رسولؐ کی

اعظم ہم عاصیوں کی شفاعت کے واسطے
کس درجہ بیقرار ہے رحمت رسولؐ کی

کونین میں وُہ شمع جلائی حضورؐ نے
پُرنُور کردی ساری خدائی حضورؐ نے

پیغمبروں کے دِل میں رہی جس کی آرزو
دولت وہ ہم کو حق سے دلائی حضورؐ نے

اہلِ حسد کی آنکھ بڑی دُور تک گئی
سُوئے قمر جو اُنگلی اٹھائی حضورؐ نے

اس پر نثار ہوگئیں خالق کی رحمتیں
محشر میں جس سے آنکھ ملائی حضورؐ نے

آزردہ پھر رہے تھے ہم اس کائنات میں
ہم بیکسوں کی بات بنائی حضورؐ نے

اعظم وہ دوجہاں کی حقیقت کو پا گیا
جس کو بھی ایک گھونٹ پلائی حضورؐ نے

تمہارے رُخسار کی تجلّی نورِ سرمدی ہے!
یہ مہر و مہ کی ضیا نہیں ہے تمہارے چہرے کی روشنی ہے
وُہ جلوۂ ذات سب سے پہلے جو ذاتِ حق سے عیاں ہوا تھا
وہی بنا مشعلِ رسالت یہ چار سو جس کی روشنی ہے
جو وہ بشر ہیں تو ہم بشر کیوں جو ہم بشر ہیں تو وہ بشر کیوں
یہ راز ہے اِک اسے وہ سمجھے جسے حقیقت سے آگہی ہے
جہاں دو عالم امان پائیں جہاں ملائک بھی سر جھکائیں
وہ دو جہاں میں اک آستاں ہے اور آستانِ محمدی ہے
زمانہ حیراں کہ اِک بشر آسماں پہ پہنچا تو کیسے پہنچا
مَیں محوِ حیرت کہ عرش کی جان فرش پر کس طرح رہی ہے
مَیں بندگی کو نہیں سمجھتا مگر حقیقت یہی ہے اعظم
حضورؐ کے در کی خاک بوسی ہی اصل میں جانِ بندگی ہے

تمہارا حُسن اگر بے نقاب ہو جائے
نظامِ عالمِ امکاں خراب ہو جائے
جِسے مِلے ترے کوچے میں بیٹھنے کی جگہ
وُہ ذرّہ کیوں نہ بھلا آفتاب ہو جائے
جو تُو بُلائے کبھی اپنے آستانے پر
تو کائنات مِرے ہم رکاب ہو جائے
ہزار عظمتیں اُس دِل کی عظمتوں پہ نثار
جو دِل مقامِ رسالت مآب ہو جائے
جو چاہتا ہو دو عالم کی سروری اعظم
وُہ خاک بوسِ درِ بُوتراب ہو جائے

برے اچھوں سے اچھا تجھ سے اچھا ہو نہیں سکتا
بڑے اونچوں سے اونچا تجھ سے اونچا ہو نہیں سکتا

تو وہ محبوب ہے جس کو بنا کر خود خدا کہہ دے
کہ اب تجھ سا حسیں دنیا میں پیدا ہو نہیں سکتا

خدا نے ان کو مختار دو عالم کر کے بھیجا ہے
جو وہ چاہیں تو اے ہمدم بھلا کیا ہو نہیں سکتا

تمہارے جسم اطہر کی لطافت ہی بتاتی ہے
کہ ایسی ذات لاثانی کا سایہ ہو نہیں سکتا

یہ ناممکن ہے ان سا دوسرا پیدا ہو اے اعظم
کہ رب دو جہاں کا قول جھوٹا ہو نہیں سکتا

بگڑے ہوؤں کو کس نے سنوارا ترے بغیر
ڈوبے ہوؤں کو کس نے ابھارا ترے بغیر

اک ایک کر کے دیکھ لئے چارہ گر مگر
کیا ہوگا میرے درد کا چارا ترے بغیر

آخر کہیں تو کس سے کہیں داستانِ غم
دنیا میں ہے بھی کون ہمارا ترے بغیر

گر راحتوں میں یاد تری حرزِ جاں رہی
مشکل میں ہم نے کس کو پکارا ترے بغیر

ہر جزوِ کائنات کو ہے تیری احتیاج!
ہوتا نہیں کسی کا گذارا ترے بغیر

انسانیت کو درس ملا تیری ذات سے
بے نور تھا خرد کا ستارا ترے بغیر

اہلِ عمل تو دادِ عمل سے ہیں مطمئن
اعظم کو کون دے گا سہارا ترے بغیر

کہاں مَیں کہاں آرزوئے محمدؐ
مری آنکھ اور جستجوئے محمدؐ

بشر چیز کیا قدسیوں کے لیے بھی
ہے کحل البصر خاکِ کوئے محمدؐ

گلوں کی جبیں پر پسینہ سا آیا
زمانے میں پھیلی جو بوئے محمدؐ

مسلماں کا دینِ اُلفتِ مصطفےٰؐ ہے
کہ ہے کعبۂ دین روئے محمدؐ

دو عالم تلاشِ رضائے خدا میں
خدا کو ہے محبوب خوئے محمدؐ

مبارک ہے وہ دل کہ جس دل میں اعظمؔ
رہے جاگزیں آرزوئے محمدؐ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم

سرداروں کے سردار ہیں آقائے دوعالم
کونین کے مختار ہیں آقائے دوعالم
اللہ کے بندے ہیں تو مخلوق کے مولا
مجموعۂ اسرار ہیں آقائے دوعالم
کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ سوئے پڑے ہیں
ہر حال میں بیدار ہیں آقائے دوعالم
نادار پہ احسان اسیروں سے محبّت
ہر ایک کے غم خوار ہیں آقائے دوعالم
تثلیث کے قائل نہیں وہ روزِ ازل سے
وحدت کے پرستار ہیں آقائے دوعالم
خورشید و قمر آکے ضیا پاتے ہیں جن سے
وُہ پیکرِ انوار ہیں آقائے دوعالم
وَاللہ غمِ اُمّتِ مظلوم میں اعظم
ہر لحظہ دِل افگار ہیں آقائے دوعالم

نہ جانے عرشِ بریں تک کہ لامکاں تک ہے
کِسے خبر کہ ترا مرتبہ کہاں تک ہے

کریم اور بھی ہوں گے جہان میں لیکن!
ہماری دوڑ فقط تیرے آستاں تک ہے

ان اپنے چاہنے والوں سے پردہ داری کیا
یہ جانتے ہیں رسائی تری جہاں تک ہے

کِسی کے دَر پہ جُھکے یہ جبیں معاذاللہ
یہ ذوقِ سجدہ ترے سنگِ آستاں تک ہے

فقط زمین و زماں عرش و فرش پر ہی نہیں
حضوؐر آپ کا شہرہ تو لامکاں تک ہے

نکال لیں گے نہ اعظم کو اپنے کوچے سے
کہ عندلیب کی دنیا تو گلستاں تک ہے

یادِ حسین رضی اللہ عنہ

کوئی بتائے کوئی کہیں ہے حسین سا
لاکھوں میں ایک ماہ جبیں ہے حسین سا

کس شان سے چلے ہیں رہِ مستقیم پر
دنیا میں کون رہبرِ دیں ہے حسین سا

کس کی نظر میں رفعتِ ہفت آسماں ہے گم
ماتھے پہ کس کے نورِ جبیں ہے حسین سا

واللہ کیا مکان ہے وہ جس مکان میں
بیمثل و بے مثال مکیں ہے حسین سا

بے اختیار کہنے لگے ساکنانِ عرش
واں بھی نہیں یہاں بھی نہیں ہے حسین سا

اے خالقِ جہاں ترے سارے جہان میں
کوئی حسین تھا نہ حسیں ہے حسین سا

اعظم بٹھا کے دوش پہ فرمایا شاہ نے
کوئی سوار بھی تو نہیں ہے حسین سا

بحضورِ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

ہم اپنا حالِ غمِ دل سنانے آئے ہیں
درِ حضورؐ پہ آنسو بہانے آئے ہیں

پُر اشک آنکھ دلِ بیقرار و داغِ جبیں
حضور دیکھیے ہم کیا دکھانے آئے ہیں

وہ خاکِ در کہ سلاطین جسے ترستے ہیں
ہم اپنی آنکھ کا سُرمہ بنانے آئے ہیں

وہ جن کا سارے زمانے میں کوئی یار نہیں
وہ اب حضورؐ کو اپنا بنانے آئے ہیں

سرِ نیاز کو رکھ کر تمہاری چوکھٹ پر
یہ لوگ اپنا مقدر جگانے آئے ہیں

تڑپ رہے تھے جو سجدے جبینِ اعظمؔ میں
ہم آستاں پہ تمہارے لُٹانے آئے ہیں

❀

منقبت

خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

جنابِ گنجِ شکر کی زباں علاؤالدین
جنابِ قطبِ دو عالم کی جاں علاؤالدین

دِکھا ہی دیجئے انہیں جلوۂ رُخِ زیبا
تڑپ رہے ہیں ترے میہماں علاؤالدین

زمانے بھر کو ملیں عظمتیں اسی در سے
وُہ آستاں ہے ترا آستاں علاؤالدین

ترے کرم نے اگر میرا ساتھ چھوڑ دیا
سُنے گا کون مری داستاں علاؤالدین

کبھی تو پہنچے گا اعظم اِس آستانے پر
جُھکا ہُوا ہے جہاں اِک جہاں علاؤالدین

رحمتہ اللہ علیہ

منقبت

خواجہ علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

کھنچا جاتا ہے کیوں دِل سُوئے صابرؒ
نظر میں پھر رہا ہے رُوئے صابرؒ

فریدُالدّین کے لُطف و کرم سے
زمانے بھر میں پھیلی بُوئے صابر

نہالِ بوستانِ معرفت ہے
ذرا دیکھو قدِ دلجُوئے صابرؒ

بنا ہے دشتِ کلیر رشکِ جنّت
ہے ذرّے ذرّے میں خوشبُوئے صابر

شہِ اجمیر کے صدقے میں یارب
دکھا اعظم کو بھی پھر کُوئے صابرؒ

جہاں بھی پہنچے ترا آستاں نظر آیا
وہی زمین وہی آسماں نظر آیا!

سُنا تھا خُلد کا شُہرہ جو غور سے دیکھا
تری گلی ہی کا نقشہ وہاں نظر آیا

خیال تھا اسے کعبہ میں جا کے دیکھیں گے
جھکائی آنکھ تو دِل میں نہاں نظر آیا

اسی مقام کو کعبہ سمجھ لیا دِل نے
تمہارا نقشِ کفِ پا جہاں نظر آیا

یہ کیا سبب ہے کہ آنکھوں نے کچھ نہیں دیکھا
جو دِل سے پُوچھو تو کہتا ہے ہاں نظر آیا

ترے کرم نے نظر کو وُہ رفعتیں بخشیں
ہمیں ہر ایک مکاں لامکاں نظر آیا

یہی نشان ہے اس بے نشان کا اعظم
جہاں بھی آیا نظر بے نشاں نظر آیا

یہ کون کہتا ہے ان کو کہیں نہیں دیکھا
مری نظر نے تو ہر وقت دلنشیں دیکھا

ہمارا ذوقِ نظر بھی ہے داد کے قابل
کہ اتنی دور سے ان کو بہت قریں دیکھا

نگاہِ حسن کی پیہم نوازشیں توبہ
اٹھے نہ پاؤں جہاں بھی کوئی حسیں دیکھا

بہشت لے کے جو بیچے نہ جنسِ عصیاں کو
گناہگاروں میں ایسا کوئی امیں دیکھا؟

نہ جانے دل میں ہیں آنکھوں میں ہیں جگر میں ہیں
ابھی ابھی انہیں میں نے یہیں کہیں دیکھا

نگاہِ پیرِ مغاں کا یہ فیض ہے شاید
کہ بادہ خوار جو دیکھا وہ نازنیں دیکھا

بلا کا سوز ہے اعظمؔ ترے دل و جاں میں
تری غزل کا ہر اک شعر آتشیں دیکھا

میں جس نگاہ پہ دونوں جہان وار آیا
اسے نہ میری محبت پہ اعتبار آیا
ترے بغیر مجھے ایک پل قرار نہیں
مرے بغیر تجھے کس طرح قرار آیا
کسی کو آنکھ ملانے کا حوصلہ نہ ہوا
تمہاری بزم سے جو آیا شرمسار آیا
خدا گواہ جہاں کوئی خوب رُو دیکھا
مری زباں پہ ترا نام بار بار آیا
تمہارا قرب مرے درد کا علاج نہ تھا
تمہارے پاس بھی رہ کر کہاں قرار آیا
کہیں ملی نہ مجھے میری بے خودی اعظمؔ
میں اس کو حدِّ خرابات تک پکار آیا

٭

دل کی ہر ایک بات دل پہ کوئی جفا نہ کر
دل ہے گذر گہِ حبیب اس کو کبھی خفا نہ کر

عشق کی آبرو نہ کھو حُسن کی بے رُخی نہ دیکھ
اپنی وفا پہ رکھ نظر ان کا کبھی گلا نہ کر

ساقی کی سمت کان رکھ زاہدِ خُشک کی نہ سُن
عشق کا احترام سیکھ عقل کی اقتدا نہ کر

ذوقِ نگاہ کو نہ کر مرہونِ جلوہ ہائے حُسن
حُسن کی جلوہ گاہ دیکھ جلووں پہ اکتفا نہ کر

جینے کی آرزو نہ کر مقصدِ زندگی سمجھ
عشرتِ خُلد کے لئے مرنے کی التجا نہ کر

اعظمِ خستہ خُو گرِ رنج و الم ازل سے ہے
جس سے سکوں نصیب ہو ایسی کوئی دُعا نہ کر

٭

نظر میں بادۂ گلفام لے کر
یہ کون آیا چراغِ شام لے کر

مری دیوانگی کی خیر یارب
وُہ نکلے ہیں خدا کا نام لے کر

ترے آنے میں جب تاخیر دیکھی
قضا آئی ترا پیغام لے کر

مرض کو پا لیا چارہ گروں نے
دَوا دیتے ہیں تیرا نام لے کر

قضا کو ڈھونڈھنے آتے تھے اعظم
چلے ہیں زیست کا الزام لے کر

ہستیٔ لازوال ہیں ہم لوگ　　مظہرِ ذوالجلال ہیں ہم لوگ

عمر گذری خیال میں اُن کے　　کتنے نازک خیال ہیں ہم لوگ

حُسن میں آپ کا جواب نہیں　　عشق میں بےمثال ہیں ہم لوگ

صُورتِ یار بس گئی دِل میں　　اب سراپا وصال ہیں ہم لوگ

جن کو بخشش تلاش کرتی ہے　　تیرے وہ باکمال ہیں ہم لوگ

ظاہری شکل پہ نہ جا واعظ　　صاحبِ وجد و حال ہیں ہم لوگ

خود چلے آتے ہیں حسیں اعظم
کس قدر خوش خصال ہیں ہم لوگ

دوشِ رحمت پہ بار ہیں ہم لوگ
کیسے عصیاں شعار ہیں ہم لوگ

دستِ قدرت سنبھالتا ہے جنہیں
وہ ترے بادہ خوار ہیں ہم لوگ

پھول کیوں ہم سے ہمکنار نہ ہوں
تیرے کُوچے کے خار ہیں ہم لوگ

ہم کو سونپی گئی امانتِ عشق
قابلِ اعتبار ہیں ہم لوگ

قبر میں بھی جنہیں سکُوں نہ مِلا
تیرے وہ بیقرار ہیں ہم لوگ

تیری آنکھوں کی مستیوں کی قسم
میکدے کی بہار ہیں ہم لوگ

دولتِ دردِ دِل گئی اعظمؔ
آج کل مالدار ہیں ہم لوگ

کمی جو آنے نہ دے محبت میں ایسے دردِ جگر کے صدقے
جو رات دن دید کو ترستی رہے میں اُس چشمِ تر کے صدقے

بنائے کافر کو جو مسلماں چُبھے جو دل میں مثالِ پیکاں
میں ایسی بانکی ادا کے قرباں میں ایسی ترچھی نظر کے صدقے

رُخِ مبارک ہے روزِ روشن تو زلفِ مشکیں شبِ محبت
میں ایسے دن رات کے تصدق میں ایسی شام و سحر کے صدقے

تری نگاہوں کو دیکھنے والے سارے میخوار بن گئے ہیں
میں ایسی میخواریوں کے قرباں میں ایسے فیضِ نظر کے صدقے

مری نظر میں وفا کی دُنیا تو کب کی ویران ہو چکی ہے
اسے ابھی تک خبر نہیں ہے میں اس دلِ بے خبر کے صدقے

جو ہو میسّر غبارِ کوئے حبیب آنکھوں میں ڈالنے کو
تو چشمِ خورشید بھی خدا کی قسم ہو میری نظر کے صدقے

نہ اُٹھ سکے گی تمہاری چوکھٹ سے ساقیا یہ جبینِ اعظم
کہ در ہے قرباں اس جبیں پر جبیں ہے اس سنگِ در کے صدقے

بات وہ پیرِ مغاں نے مجھے سمجھائی ہے
جس کے اظہار سے انکار ہی دانائی ہے

اِک تری یاد ہے اور عالمِ تنہائی ہے،
کس قدر محوِ عبادت ترا شیدائی ہے

اس کی نظروں میں بھلا تختِ سلیمان کیا ہے
جس کی قسمت میں ترے در کی جبیں سائی ہے

کون کہتا ہے سوا تیرے کوئی اور بھی ہے
ہو اگر آنکھ تو ہر ذرے میں یکتائی ہے

کیسے جائیں ترے میکش ترے میخانے سے
تشنہ لب لوٹ کے جانا بھی تو رسوائی ہے

ایک دو گھونٹ سہی آج وگرنہ ساقی
بے پیئے اٹھنے کی رندوں نے قسم کھائی ہے

ان کی محفل میں مرا ذکر نہ کرنا اعظم
ورنہ کہہ دیں گے وہ دیوانہ ہے سودائی ہے

ہمیں کوچہ تمہارا مل گیا ہے
غریبوں کو سہارا مل گیا ہے

کئی دن سے بھنور میں تھا سفینہ
بحمداللہ کنارا مل گیا ہے

مبارک کیوں نہیں دیتے ستارو
مری آنکھوں کا تارا مل گیا ہے

تو اپنی چاندنی اے چاند لے جا
ہمیں دلبر ہمارا مل گیا ہے

فلک پر ڈھونڈتے تھے جس کو اعظم
زمیں پر وہ ستارا مل گیا ہے

مری ہستی مٹائی جا رہی ہے!
مری بگڑی بنائی جا رہی ہے

تعجب ہے مجھے ہر آئینے میں!
تری صورت دکھائی جا رہی ہے

جو میخواروں نے کوثر میں نہ دیکھی
وہ آنکھوں سے پلائی جا رہی ہے

جو بجلی طورِ سینا پر گری تھی!
وہ مجھ پر کیوں گرائی جا رہی ہے

بگڑنے کا سبب پوچھا تو بولے
محبت آزمائی جا رہی ہے

دکھا کر شانِ رحمت مجھ کو اعظم
گنہگاری سکھائی جا رہی ہے

گلوں کا حسن کلی کا نکھار لوٹ لیا
ترے شباب نے رنگِ بہار لوٹ لیا

ترے ستم کا تو شکوہ ہی خیر کیا ہو گا
ترے کرم نے ہمیں بار بار لوٹ لیا

تمہارے حسن کی توبہ شکن اداؤں نے
کسی کا ہوش کسی کا قرار لوٹ لیا

تری جفاؤں نے کب ہم سے بے وفائی کی
تری وفاؤں نے بیگانہ وار لوٹ لیا

یہ ذکر کیا اسی مہوش کا تو نہیں اعظم
وہ جس نے ہم کو سرِ رہگزار لوٹ لیا

فقیہہِ شہر مرے دل کو رام کر نہ سکا !
میں خود جنوں کو خرد کا غلام کر نہ سکا

خطا معاف کہ تعظیم میکدہ کے بغیر
میں خلد کا بھی کوئی احترام کر نہ سکا

مرا ہی وہ دلِ بے خانماں ہے جو اب تک
ترے جہاں میں کہیں بھی قیام کر نہ سکا

اُدھر یہ فکر کہ آئے ہیں خود عیادت کو
اِدھر یہ ضعفِ نظر سے سلام کر نہ سکا

بتاؤں کیا کہ بڑی مختصر تھی وصل کی رات
میں قصہ شبِ فرقت تمام کر نہ سکا

سرور بخشا وہ مجھ کو تری نگاہوں نے
میں خواہشِ مے و مینا و جام کر نہ سکا

کسی حسین سے جب بھی نظر ملی اعظمؔ
میں ضبطِ آہ کا کچھ اہتمام کر نہ سکا

صحرا میں آ گئے تو گلستاں بنا دیا
گلشن سے چل دئے تو بیاباں بنا دیا

اے حُسنِ بے نیاز تیری اِک نگاہ نے
ایماں کو کفر، کفر کو ایماں بنا دیا

کہتے ہیں لوگ حسن پرستی گناہ ہے
ہم کو تو اس گناہ نے انساں بنا دیا

غم سے نجات چاہی تو میرے مسیح نے
غم ہی کو میری زیست کا ساماں بنا دیا

سب کچھ گنوا کے ہم نے محبت کی راہ میں
دشواریٔ حیات کو آساں بنا دیا

اعظم ہماری بادہ کشی کام آگئی
اس معصیت نے ہم کو مسلماں بنا دیا

درد دل بھی کہیں محتاجِ بیاں ہوتا ہے
درد ہو دل میں تو چہرے سے عیاں ہوتا ہے

میری ہستی ترے جلووں میں فنا ہو کے رہی
اپنی صورت پہ بھی اب تیرا گماں ہوتا ہے

اب مرے دردِ محبت کا ٹھکانا مت پوچھ
اب یہ احساس نہیں درد کہاں ہوتا ہے

عرصۂ حشر میں اک بار چلو ہم بھی چلیں
سنتے ہیں یار کا دیدار وہاں ہوتا ہے

ان کی محفل میں کسے تابِ سخن ہے اعظم
دل کا افسانہ نگاہوں سے بیاں ہوتا ہے

جلوہ نظر آیا جو کسی ماہتاب کا
آنکھوں میں پھر گیا وہ زمانہ شباب کا

اب میکدے میں جانے کی زحمت فضول ہے
وہ کام لے رہے ہیں نظر سے شراب کا

بے جوڑ سی یہ بات ہے مسجد میں ذکرِ مے
اور میکدے میں ذکر عذاب و ثواب کا

گرچہ مئے طہور ہے پھر بھی شراب ہے
واعظ خدا کے گھر میں بھی قصہ شراب کا؟

شاید یونہی ہو مجھ کو میسر سکونِ قلب
اِک گھونٹ دیجئے گا مجھے بھی شراب کا

کج فہمیِ زمانہ کا اعظم گلا ہی کیا
عنوان ہی غلط ہے محبت کے باب کا

مے پرستی شعار ہے اپنا
ہر نفس میگسار ہے اپنا

ان کے فیضانِ چشم کے صدقے
مے کشوں میں شمار ہے اپنا

دیر و کعبہ میں گر نہیں نہ سہی
مے کدے میں وقار ہے اپنا

میکدے کے قریب تر ہی کہیں
ٹوٹا پھوٹا مزار ہے اپنا

وہ اُدھر بے قرار ہیں اعظم
دل ادھر بے قرار ہے اپنا

تری نظر کے تعاون نے کچھ سنبھال لیا
وگرنہ دِل کا رویّہ تو اور ہی کچھ تھا!

میں ہر مقام سے ہنستا ہوا گزر نکلا
اگرچہ زیست کا منشا تو اور ہی کچھ تھا

یہ شکر کیجئے موجوں سے اتفاق رہا
کہ ناخدا کا ارادہ تو اور ہی کچھ تھا

حضور پرسشِ پیہم کا شکریہ لیکن
ہمارے غم کا مداوا تو اور ہی کچھ تھا

وہ بدنصیب ہوں توبہ کے بعد یاد آیا
کہ رحمتوں کا تقاضا تو اور ہی کچھ تھا

یہ احترامِ سبو تھا جو پی گیا اعظم
وگرنہ ان کا ارادہ تو اور ہی کچھ تھا

ساغر ہے مے ہے ابر ہے عہدِ بہار ہے
اے دوست اب تو صرف ترا انتظار ہے

افسوس آج تک یہ سمجھ میں نہ آسکا !
دِل ان کے پاس رہ کے بھی کیوں بیقرار ہے

کھوئی گئی نگاہ ، قدم ڈگمگا گئے !
محسوس ہو رہا ہے یہی کوئے یار ہے !

اے عشق تو نے مجھ کو وہ حسنِ نظر دِیا
اب تو خزاں بھی میری نظر میں بہار ہے

حیراں ہوں میں وہ کونسی منزل ہے عشق کی
وہ سامنے ہیں اور نظر بے قرار ہے

اعظمؔ میں ان کی نذر کروں بھی تو کیا کروں
دِل تو ہے میرے پاس مگر داغدار ہے

وہ بھی چلے گئے ہیں بہاروں کے ساتھ ساتھ
رخصت ہوا ہے چاند ستاروں کے ساتھ ساتھ

کیا جانیے وہ کونسے رستے گزر گئے
لپٹا رہا میں راہگزاروں کے ساتھ ساتھ

محسوس ہو رہا ہے کہ پھرتی ہے کائنات
اے جاں! تری نظر کے اشاروں کے ساتھ ساتھ

کیا تو بھی ساتھ چھوڑ گیا اے غمِ حیات !
میں چل رہا تھا تیرے سہاروں کے ساتھ ساتھ

بیٹھو کبھی تو خاک نشینوں کے پاس بھی
کب تک رہو گے چاند ستاروں کے ساتھ ساتھ

کیا ڈھونڈتی ہے اب مرے سینے میں اک خلش
دل تو گیا حسین نظاروں کے ساتھ ساتھ

اعظم ابھی کچھ اور بھی گہرائیوں میں چل
نادان ڈوبتے ہیں کناروں کے ساتھ ساتھ

اقرار ناپسند نہ انکار ناپسند
ہر بات ہے کسی کی روا ناروا پسند

وہ کیسے بے نقاب چلے آئیں بزم میں
ہم سے زیادہ ان کو ہے اپنی حیا پسند

ہوتی گناہ گاروں کے لائق اگر بہشت
کرتے نہ میکدے کی یہ آب و ہوا پسند

یہ آنکھ جب لڑی کسی شہباز سے لڑی
یہ برق ابتدا سے رہی انتہا پسند

اعظمؔ میں اپنا دل جو گیا لیکے ان کے پاس
بولے کہ لاؤ دیکھیں اگر آگیا پسند

مآلِ زہد و ریاضت اگر تکبر ہے
تو عزمِ ترکِ عبادت کوئی گناہ نہیں
طریقِ اہلِ ہوس نے اسے کیا بدنام
بذاتِ خود تو محبت کوئی گناہ نہیں
وفا نہیں تو جفا سے بھی اپنا ہاتھ نہ کھینچ
یہ اک نباہ کی صورت کوئی گناہ نہیں
تمہارے وعدۂ فردا نے کر دیا ثابت
کہ انتظارِ قیامت کوئی گناہ نہیں
ازل سے میری طبیعت میں کچھ بغاوت ہے
نہ ہو ریا تو یہ جرأت کوئی گناہ نہیں
گناہگار سے نفرت گناہ ہے اعظم
مگر گناہ سے نفرت کوئی گناہ نہیں

خلد کے نشے میں غلطان نظر آتے ہیں
کتنے دلچسپ مسلمان نظر آتے ہیں

کس جہاں میں مجھے لے آیا ہے یارب جہاں
سب کے سب چاک گریبان نظر آتے ہیں

ہائے یہ ضعفِ عقیدت ترے بندے یارب!
مسجدوں میں بھی پریشان نظر آتے ہیں!

طعن و تشنیع نہ کر بادہ کشوں پر واعظ
لوگ یہ صاحب عرفان نظر آتے ہیں

ان کی اس سادہ نگاہی پہ نہ جانا اعظم
دیکھنے میں بہت انجان نظر آتے ہیں

کسی کو دل میں بسا رہا ہوں کسی کو اپنا بنا رہا ہوں !

میں اپنے اوراقِ زندگی سے حروفِ عشرت مٹا رہا ہوں

تمہاری خاموشیوں نے میری نظر کو شکوے سکھا دیئے ہیں

تمہاری تصویر کو گلے سے لگا کے آنسو بہا رہا ہوں

کسی کی فرقت کا داغ سینے میں چاند بن کر چمک رہا ہے

میں اپنی تاریک زندگی میں چراغِ حسرت جلا رہا ہوں

نگاہ تصویرِ یار پر ہے زباں پہ ہے داستانِ فرقت

سنا سنا کر تڑپ رہا ہوں تڑپ تڑپ کر سنا رہا ہوں

سنا ہے وہ آج بن سنور کر مری عیادت کو آرہے ہیں

میں سوچتا ہوں کہ کیا بنے گا وہ آرہے ہیں میں جا رہا ہوں

اسی سہارے اسی بھروسے پہ ان دنوں جی رہے ہیں اعظمؔ!

وہ کہہ گئے تھے کہ غم نہ کرنا میں آرہا ہوں میں آرہا ہوں

لپک کے آیا جو وہ گلعذار پہلو میں
بھڑک کے رہ گئے برق و شرار پہلو میں

نہ آئے لوٹ کے صبر و قرار پہلو میں
بسا ہے جب سے کوئی پردہ دار پہلو میں

تمہارے حسن کا پردہ نہ فاش ہو جاتے
چھپائے پھرتے ہیں ہم تم کو بار پہلو میں

غمِ فراق تمنائے دید حسرت و یاس
کھٹک رہے ہیں یہ دو چار خار پہلو میں

یہ کیا کہ اب تری صورت کو ہم ترستے ہیں
کبھی گزرتے تھے لیل و نہار پہلو میں

ہزار بار محبّت نے کروٹیں بدلیں
نہ ایک بار بھی آیا وہ یار پہلو میں

کسی کے گیسو و رُخ کی زکوٰۃ ہے اعظمؔ
دبائے پھرتی ہے جس کو بہار پہلو میں

جس دن بھی اہتمام کیا ضبطِ آہ کا ! !
بے ساختہ بدل گیا رنگ اس نگاہ کا

میں حشر میں بھی حشر پہ ایماں نہ لا سکا
کس درجہ معتقد ہوں میں تیری نگاہ کا

یارب اس انعقادِ قیامت سے فائدہ؟
ہم کو خود اعتراف ہے اپنے گناہ کا

اے حسنِ دلفریب ذرا اس پہ غور کر
تو بھی ہے ایک حسن مری ہی نگاہ کا

جنت میں خاک سیکھے گا آدابِ میکشی
واقف نہیں جو میکدے کی رسم و راہ کا

آج اس طریق سے وہ ملی رہگذار میں
مفہوم میں سمجھ نہ سکا اس نگاہ کا

اعظم میں جانتا ہوں رہ و رسمِ عاشقی
تعلیم یافتہ ہوں کسی کی نگاہ کا

جا بجا اِک حسیں ٹھکانا بنا
ہر قدم پر شراب خانہ بنا

ہم سفر بن کے لوٹ لیتے ہیں
ہر مسافر کو آشنا نہ بنا

بندگی میں خلوص پیدا کر
صرف سجدوں کو آسرا نہ بنا

ہر حسیں چیز ایک دھوکہ ہے
ہر حسیں چیز کو خدا نہ بنا

ہے بڑی چیز آرزو لیکن
آرزو کو بھی مدعا نہ بنا

گر زمانہ ترا نہیں اعظم
نئی دنیا نیا زمانہ بنا

وہ درد کیا کہ جو رسوائے دو جہاں ہی نہ ہو
وہ بزم کیا کہ جہاں میری داستاں ہی نہ ہو
نکال دے نہ مجھے اپنی بزمِ عشرت سے
وہ شمعِ بزم ہوں جس کا کوئی دھواں ہی نہ ہو
فضا اُداس ۔ کلی مضمحل ۔ گُل آزردہ ! !
چمن میں بکھری ہوئی میری داستاں ہی نہ ہو
وہ انجمن ہے جہاں جانِ انجمن وہ ہو
وہ انجمن نہیں جس میں وہ جانِ جاں ہی نہ ہو
قدم قدم پہ نشانِ مزار ہے یارب!
یہ سرزمین کہیں ان کا آستاں ہی نہ ہو
چمن کی ایک طرف سے دُھواں سا اٹھتا ہے
الٰہی خیر کہیں میرا آشیاں ہی نہ ہو
سُنا ہے خلد میں رونق تو ہے مگر اعظم
بہار کیا جسے اندیشۂ خزاں ہی نہ ہو

ہر آہ تبسم بن جائے ہر اشک ستارا ہو جائے
دنیا ہی بدل جائے اپنی گر ان کا اشارا ہو جائے

اس غم کا مداوا کیا سوچیں اس درد کا درماں کیا ڈھونڈیں
جو درد کہ خود تسکیں بن کر ہر درد کا چارا ہو جائے

طوفانوں سے ٹکرانے کی عادت ہے محبت کو ورنہ
ہر تنکا کشتی بن جائے ہر موج کنارا ہو جائے

افسوس اسی امید پہ ہم شکووں سے بھی جی بہلا نہ سکے
شاید وہ ہمیں پہچان ہی لے شاید وہ ہمارا ہو جائے

مانا کہ محبت کی رہ میں ہر گام پہ سو سو خطرے ہیں
لیکن یہ سفر آسان بھی ہے گر ساتھ تمہارا ہو جائے

تکمیل محبت کی خاطر کیا کیا نہ کیا ہم نے اعظم
ممکن ہے اب ان کے کہنے پر مرنا بھی گوارا ہو جائے

یہ نہ سمجھو کہ ٹل گئی ہو گی ! موت صورت بدل گئی ہو گی
ایک شعلہ اٹھا ہے پہلو سے کوئی امید جل گئی ہو گی
ایک حسرت جو لب تک آ نہ سکی آہ بن کر نکل گئی ہو گی
تم نہ آئے تو صبح تک ہم سے زیست آنکھیں بدل گئی ہو گی
اب نہ آواز دو بہاروں کو چھاؤں تھی ایک ڈھل گئی ہو گی
غم تو یہ ہے کہ دل کے جلنے سے اُن کی تصویر جل گئی ہو گی

کسی کروٹ سکوں نہیں اعظم
کوئی حسرت مچل گئی ہو گی

کسی کو دل میں بسایا بڑا گناہ کیا
کسی کو اپنا بنایا بڑا گناہ کیا

گزار دی غمِ عقبیٰ میں زندگی واعظ
نظر کا تیر نہ کھایا بڑا گناہ کیا

گناہگار کو ساقی تری مروّت نے
گناہگار بنایا بڑا گناہ کیا

اُلٹ کے رُخ سے ترے ہم نے خود نقاب دوست
ترا بھرم بھی گنوایا بڑا گناہ کیا

وہ سر جو صرف ترے آستاں کے قابل تھا
کہاں کہاں نہ جھکایا بڑا گناہ کیا

مری خطا نے کبھی بھول کر بھی اے بخشش
ترا فریب نہ کھایا بڑا گناہ کیا

گناہ میں بھی بڑی دل کشی تھی اے اعظمؔ
یہ لطف کیوں نہ اٹھایا بڑا گناہ کیا

اے چشمِ غمگسار مرا ساتھ چھوڑ دے
اے التفاتِ یار مرا ساتھ چھوڑ دے

اب مجھ میں ضبطِ آہ کی طاقت نہیں رہی
اے دردِ بے قرار مرا ساتھ چھوڑ دے

بدنام ہو رہا ہے زمانے میں اُن کا نام
اے چشمِ اشکبار مرا ساتھ چھوڑ دے

حاصل خزاں میں بھی مجھے لُطفِ بہار ہے
کیا غم اگر بہار مرا ساتھ چھوڑ دے

وہ ساتھ چھوڑ جائیں تو جینے سے فائدہ!
جا تو بھی جانِ زار مرا ساتھ چھوڑ دے

اب کیا رہا ہے اعظمِ دل سوختہ کے پاس
اے عشقِ سوگوار مرا ساتھ چھوڑ دے

پاتا ہوں دل میں دردِ محبّت کبھی کبھی
لیتی ہے سانس پھر مری وحشت کبھی کبھی

کی تھی شباب میں کسی زہرہ جبیں کے ساتھ
آتی ہے یاد پھر وہ محبّت کبھی کبھی

زیرِ مزار بھی ہیں وہی دل کی دھڑکنیں
ہلتی ہے اس لئے مری تُربت کبھی کبھی

اے دوست اس نگاہ کا رکنا محال ہے
آتی رہے گی اب یہ قیامت کبھی کبھی

گرتا ہے پی کے جب کوئی مے خوار فرش پر
آتی ہے خود اٹھانے کو رحمت کبھی کبھی

اعظمؔ ہمیں تو ایسی محبّت نہیں پسند
پیغام روز روز زیارت کبھی کبھی

٭

اُداس رنگِ بہاراں ہے کوئی بات تو ہے
وہ زُلف آج پریشاں ہے کوئی بات تو ہے

غرورِ عشق ہے پامال کوئی بات نہیں
نگاہِ حسن پشیماں ہے کوئی بات تو ہے

مری حیات کو تسکین بخشنے والے
تری نظر بھی گریزاں ہے کوئی بات تو ہے

بجھادئے غمِ ہستی نے حسرتوں کے چراغ
رہِ حیات فروزاں ہے کوئی بات تو ہے

درِ حبیب سے اعظم شراب خانے تک
قدم قدم پہ چراغاں ہے کوئی بات تو ہے

٭

مدّت کے بعد پھر دل وجاں مل گئے مجھے
تم کیا ملے کہ دونوں جہاں مل گئے مجھے

بزمِ جہاں میں اپنا کوئی مہرباں نہ تھا
مَیں جی اٹھا جو آپ یہاں مِل گئے مجھے

خوش ہوں کہ آپ مل تو گئے ہیں مجھے مگر
خاموش ہوں کہ آپ کہاں مل گئے مجھے

حسرت تو تھی کہیں وہ سرِ رہگذر ملیں
لیکن برنگِ دردِ نہاں مِل گئے مجھے

چمکائیں آؤ دِل کے یہ مٹتے ہوئے نقوش
کعبے میں بتکدوں کے نشاں مل گئے مجھے

اعظم میں ایک عمر جنہیں ڈھونڈتا رہا!
وہ آج میرے دِل میں نہاں مل گئے مجھے

چرچے ہیں چمن میں کسی شیریں دہنی کے
نغمے ہیں لبِ گل پہ تری گلبدنی کے

کافر بھی رضامند ہے دیندار بھی خوش ہے
انداز ہی ایسے ہیں تری عشوہ گری کے

اِک آپ نے مجھ کو کہا دیوانہ تو کیا غم
چرچے ہیں جہاں میں مری آشفتہ سری کے

خودداریٔ فطرت کہیں جھکنے نہیں دیتی
نعرے ہیں زبانوں پہ مری خودنگری کے

اس کوچے کے باشندوں کا کیا ذکر ہے اعظم
مخمور ہیں ذرّات بھی ساقی کی گلی کے

٭

دمِ وصل کام آئی یہ زبانِ بے زبانی
مرے آنسوؤں نے کہہ دی غمِ ہجر کی کہانی

تری یاد میں جو گذری جو گذر کے پھر نہ لوٹی
وہی رات تھی فروزاں وہی شام تھی سہانی

غمِ دو جہاں سے کہہ دو غمِ یار سے نہ الجھے
وہ خمارِ چند روزہ یہ بہارِ غیر فانی

غمِ یار اب تو شاید کبھی موت بھی نہ آئے
مجھے بخش دی ہے تو نے وہ حیاتِ جاودانی

نہ جلے تو انجمن میں نہ بجھے تو رہگذر میں
ہے عجب طلسمِ اعظم مری شمعِ زندگانی

٭

کیا رات سہانی تھی کل رات جہاں میں تھا
اک طرفہ کہانی تھی کل رات جہاں میں تھا

اشعار کے ساغر تھے نغموں کی شرابیں تھیں
کیا سحر بیانی تھی کل رات جہاں میں تھا

جلتے ہوئے سینے تھے ہنستے ہوئے چہرے تھے
آنکھوں میں گرانی تھی کل رات جہاں میں تھا

اڑتے ہوئے آنچل تھے بکھرے ہوئے گیسو تھے
شعلوں کی روانی تھی کل رات جہاں میں تھا

جمتے نہ قدم جن کے آپس میں لپٹ جاتے
اک وصل کہانی تھی کل رات جہاں میں تھا

اعظم وہ گھڑی کیا تھی اک کیف کا عالم تھا
ہر شے پہ جوانی تھی کل رات جہاں میں تھا

افسردگیٔ زیست کی تردید کیجیے
ہاں مسکرائیے مری تائید کیجیے

دہرائیے گذشتہ محبت کے واقعات
پھر سے کتابِ درد کی تجدید کیجیے

پھر سے سمائیے مرے قلب و نگاہ میں
پھر کائناتِ عشق کی تمہید کیجیے

کبتک مری نگاہ سے یہ پردہ داریاں
ناحق نہ خونِ حسرتِ دید کیجیے

پامال کر کے میرے جنوں کی لطافتیں
اپنے غرورِ حسن کی تائید کیجیے

اعظمؔ کمالِ شعر و سخن کی تلاش میں
گر ہو سکے تو میرؔ کی تقلید کیجیے

بے باکیوں کا یا مری شکوہ نہ کیجئے
یا مجھ گناہ گار سے پردا نہ کیجے

جو لطف یاد میں ہے ملاقات میں نہیں
میرے تصورات میں آیا نہ کیجئے

دھونے پڑیں گے ہاتھ ہمارے خلوص سے
اس بے رخی سے خون تمنا نہ کیجے

اس تیرگی میں کوئی مسافر بھٹک نہ جائے
للہ رُخ پہ زلف کا سایہ نہ کیجئے

اعظمؔ وہ بات بات پہ تڑپا گئے ہیں آج
کہتا نہ تھا کہ ضبط کا دعوےٰ نہ کیجئے

خرد کے پنجہ سے میں نے اپنے جنوں کا دامن چھڑا لیا ہے

تری امانت کو ہر تکلف سے میں نے یارب بچا لیا ہے

نہ راس آئی انہیں فضائے حرم نہ آب و ہوائے جنّت

ترے اسیروں نے تیرے کوچے کو اپنا مسکن بنا لیا ہے

تمہاری تابندگی ستارو مرے نہ کچھ کام آ سکے گی

تمہیں اجازت ہے جاؤ میں نے چراغ بادہ جلا لیا ہے

ہماری مردانگی کی بھی داد دیجئے اے کلیم ہم نے

جہاں ٹھکانا تھا بجلیوں کا وہیں نشیمن بنا لیا ہے

تمہاری موجودگی سے دونوں جہاں کی سہت تھی میرے گھر میں

تمہارے جانے کے بعد اعظم غم و مصائب نے آ لیا ہے

اب زندگی کی پہلی وہ صورت نہیں رہی
وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی

یا میرے عشق میں وہ حرارت نہیں رہی
یا ان کو مجھ سے اب کوئی نسبت نہیں رہی

اس درجہ التفات بھی زیبا نہیں حضور
کیا آپ کو ہماری ضرورت نہیں رہی

ملنے کی آرزو تھی تو ملتے نہ تھے کہیں
جب مل گئے تو ملنے کی حسرت نہیں رہی

اعظم کو آج دیکھا ہے پھر میکشوں کے ساتھ
کل کہہ رہا تھا پینے کی عادت نہیں رہی

ترے در پر جو مٹ جائے وہ سر دے
تری جو یار ہے ایسی نظر دے
تری حسرت رہے جس میں وہ دل دے
ترا سودا رہے جس میں وہ سر دے
زمانے کو جو تو چاہے عطا کر
مگر عشاق کو دردِ جگر دے
خداوندا مجھے جنت کے بدلے
جنوں دے سوز دے آہِ سحر دے
زمانہ اس سے آ کر بھیک مانگے
تو جس کا دامنِ امید بھر دے
ڈرائے گا اسے زاہد بھلا کیا
جسے تیرا کرم بے باک کر دے
یہی افکار کی غایت تھی اعظم
کہ شاید وہ کبھی اپنی خبر دے

پھول برساؤں کیا اجازت ہے
آج کچھ گاؤں کیا اجازت ہے؟

ساقیا آج تیری محفل میں
مَیں بھی آجاؤں کیا اجازت ہے؟

دِل لگی کے گذشتہ افسانے
پھر سے دھراؤں کیا اجازت ہے؟

میرے دامن میں چند خار بھی ہیں
ساتھ لے آؤں کیا اجازت ہے؟

کس کا اب انتظار ہے ساقی
جام چھلکاؤں کیا اجازت ہے؟

اعظم اِک مہ جبیں کی نظروں میں
غرق ہو جاؤں کیا اجازت ہے؟

زندگی وقفِ خرابات ہوئی جاتی ہے
بادہ و جام کی خیرات ہوئی جاتی ہے

جب سے اے دوست تری یاد بسی ہے دل میں
بزمِ دل بزمِ خیالات ہوئی جاتی ہے

اے غمِ یار غنیمت ہے کہ تیرے دم سے
اہلِ دل کی بسر اوقات ہوئی جاتی ہے

ان کے کوچے سے نکلنے کی سزا ہے شاید
زیست مجموعۂ صدمات ہوئی جاتی ہے

جانے کیا بات ہے اب یاد بھی ان کی اعظم
شاملِ تلخیٔ حالات ہوئی جاتی ہے

حشر کا انتظار کرتے ہیں
پھر تِرا اعتبار کرتے ہیں

تیری صورت کو دیکھنے والے
اپنی آنکھوں سے پیار کرتے ہیں

انجمن سے نکال کر مجھ کو
اب مِرا انتظار کرتے ہیں

ہم نے کانٹوں سے دوستی کرلی
لوگ پھولوں سے پیار کرتے ہیں

دل ہے آخر پلٹ ہی آئے گا
کچھ دن اور انتظار کرتے ہیں

وہ ہمارے اگر نہیں اعظمؔ!
یاد کیوں بار بار کرتے ہیں

اے ابر تو نے دنیا بسائی — میرے چمن پر رونق نہ آئی
کیا پوچھتے ہو کیا ہم بتائیں — کیا چیز کھوئی کیا چیز پائی
تیرے جہاں میں میں بے ٹھکانا — میرے جہاں میں تیری خدائی
کیا موت کو بھی موت آگئی ہے — وہ بھی نہ لوٹے یہ بھی نہ آئی
اللہ کو ہم کیا یاد کرتے
غم ہی سے اعظم فرصت نہ پائی

دل کو رہینِ لذّتِ درماں نہ کر سکے
ہم اُن سے بھی شکایتِ ہجراں نہ کر سکے

اس طرح پھونک میرا گلستانِ آرزو
پھر کوئی تیرے بعد اسے ویراں نہ کر سکے

مہنگی تھی اس قدر تیرے جلووں کی روشنی
ہم اپنی ایک شام فروزاں نہ کر سکے

بچھڑے رہے تو اور بھی رُسوا کریں گے لوگ
تم بھی علاجِ گردشِ دوراں نہ کر سکے

اعظمؔ چراغِ بزم سرِ راہ کیوں جلے
ہم بے خودی میں چاک گریباں نہ کر سکے

کم نظر آرزوئے وصل کیا کرتے ہیں
صاحبِ حال بہر حال جیا کرتے ہیں
فصلِ گُل شرط نہیں پینے پلانے کے لئے
پینے والے مری جاں روز پیا کرتے ہیں
دِل کے آئینے میں ہر چیز نظر آتی ہے
ہم دو عالم کو یہیں دیکھ لیا کرتے ہیں
جب کبھی جلووں کی کثرت سے بہک جاتا ہوں
اپنے دامن کی ہوا مجھ کو دیا کرتے ہیں
زخمِ دل کا کوئی مرہم نہیں ہوتا اعظمؔ
ایسے زخموں کو نگاہوں سے سِیا کرتے ہیں

سنور گئے ترے انداز سے چمن کتنے
مہک اُٹھے تری خوشبو سے پیرہن کتنے

یہ سادگی یہ خموشی یہ سُرمگیں آنکھیں
جلو میں حُسن کے آتے ہیں بانکپن کتنے

ادا شناس محبت کو بزم سے نہ اٹھا
ہیں انجمن میں تری تیرے ہم سخن کتنے

قریب رہ کے بھی جو بدنصیب دُور رہے
تری گلی میں ہیں ایسے بھی بے وطن کتنے

تری نظر کی کم آمیزیاں درُست مگر
ابھی جبینِ محبت پہ ہیں شکن کتنے

وہ خار ہوں کہ بہاروں سے بات بھی نہ کروں
مری تلاش میں ہیں اب بھی گلبدن کتنے

کہاں میں گے ہم ایسے بھی لوگ اے اعظم
سُخن شناس ہیں لیکن ہیں کم سُخن کتنے

بخوبی چوں تو دلدار سے ندیدم
بدلداری چوں تو یار سے ندیدم
بعالم ناتواں اُفتادگاں را
بجز ذاتِ تو غم خوار سے ندیدم
نمازِ من بجُز یادِ کسے نیست
بہ از یادِ کسے کار سے ندیدم
ندیدم در جہاں جز تو طبیبے
مثالِ خویش بیمار سے ندیدم
مَن از قیدِ من و تو گشتم آزاد
چوں غیرِ ذات نوار سے ندیدم
ظہورِ تست ہر رنگے کہ بینم
نہ دیدم غیرِ تو آر سے ندیدم
بسے دیدم اسیرانِ محبت
چوں اعظم خستہ وُزار سے ندیدم

رخِ ماہِ من رشکِ صد آفتابے
دو گیسوئے مشکیں سراپا سحابے

ز دو عارضِ تو پریشاں گلابے
ز پیشانیٔ تو خجل آفتابے

نقابِ فرو بردہ خوبانِ عالم
چوں آمد کسے با رُخِ بے نقابے

نجویم جز ایں دو انعامِ ساقی
شبے ماہتابے مئے بیحسابے

تبسم کناں بے نیازانہ گذری
زِ پردۂ خود نباشد حجابے

سرِ بندگی بر درِ تو نہادم
کہ عاشق نداند عذاب و ثوابے

ز مے خانہ نوشیدہ مے آیم اعظم
نہ بینی بمن دو جہاں ہمرکابے؟

✻

دِل و جاں فدائے تو اے کج کلاہے
نگاہے سوئے سرفروشاں نگاہے
چرا سجدہ اے جاں کنم سُوئے کعبہ
کہ عشّاق را روئے تو قبلہ گاہے
منوّر دو عالم ز رُوئے مُبینش
پریشاں دو عالم ز زلفِ سیاہے
اے سُلطانِ خوبانِ عالم خُدارا
نظر جانبِ خاک بوسانِ راہے
گہے خار افشاں گہے گُل بداماں
ستم گاہے گاہے کرم گاہے گاہے
چرا بے نیازِ دو عالم نباشد
گدائے شہنشاہِ عالم پناہے
چہ گویم کہ ایں بندۂ تست اعظم
مجسّم خطائے سراپا گناہے

✻

کتنی ناسازگار ہے دنیا
کتنا بدلا ہوا زمانہ ہے
اپنی ہر بات ہے محبت خیز
اُن کی ہر بات تاجرانہ ہے

کون آیا شراب خانے میں
خود بخود مے چھلک گئی خُم سے
کون زُلفیں سنوارتا آیا
ماہ و انجم بھی ہو گئے گم سے

رنگتیں دیکھ کر گُلِ تر کی
کون تعریفِ خار کرتا ہے
راحتیں چھوڑ کر محبت کی !!
درد سے کون پیار کرتا ہے ؟

میرے دل کے سیاہ خانے میں
روشنی بن کے کون آتا ہے؟

اِس خرابات کے اندھیرے میں
کون شمعِ حرم جلاتا ہے!

تیری آنکھوں کو دیکھ کر ساقی
پھر شرابِ طہور کیا معنیٰ!
ہم نے دیکھی ہے جلوہ گاہ تری
جلوۂ کوہِ طور کیا معنیٰ!

بادہ کش کیا فقیہہ و زاہد بھی
متفق ہیں مرے تکلّم سے

آپ کیا ہیں کہ سنگ و آہن بھی
وجد میں ہیں مرے ترنّم سے

موت کیا چیز ہے پیامِ حیات
زندگی موت کا بہانا ہے
اب رہا یہ جہانِ آہ و بکا!
یہ حقیقت نہیں فسانا ہے

دین و عرفان کی طرف اے دوست
آج کل کون دھیان دیتا ہے
اس ترقی پسند دنیا میں!
کون اللہ کا نام لیتا ہے

رہنمایانِ قوم کیا کہیئے
تن کے اجلے ہیں من کے گندے ہیں
یہ غریبوں کا درد بانٹیں گے؟
جو نہیں اس کے جس کے بندے ہیں!

جھوٹ سے مکر سے تشدّد سے
خوب جی بھر کے کام لو بھائی
اِس جہاں میں خلوص کی امّید؟
ارے اللّٰہ کا نام لو بھائی

یہ مانتا ہوں کہ اِک دِل نشیں فسانہ ہے
وگرنہ آج محبت میں خاک رکھا ہے
مرا وجود غنیمت ہے اس زمانے میں
کہ مَیں نے اپنی تمنّا کو پاک رکھا ہے

قائدِ اعظم کی یاد!

ہر آنکھ تیری یاد میں آج اشکبار ہے
ہر فردِ قوم غم میں ترے دلفگار ہے

نالہ کناں ہے گلشنِ ہستی کا عندلیب
نوحہ کناں ہے گل تو کلی سوگوار ہے

جانے وہ کیا تھا تو نے جو سینوں میں بھر دیا
کیا چیز تھی کہ جس کا ابھی تک خمار ہے

جینے کا ہم کو تو نے طریقہ سکھا دیا
صد شکر آج قوم تری باوقار ہے

لوحِ جہاں پہ نقش کی صورت ہے تیرا نام
چشمِ جہاں سے چھپ کے بھی تو آشکار ہے

اِک مرتبہ زمانے کو پھر درسِ امن دے
اِک بار پھر جہاں کو ترا انتظار ہے

ترانۂ مجاہد

لڑیں گے کفر سے جب تک کہ جان باقی ہے
ابھی جہاں میں ہمارا نشان باقی ہے

یہ بھول جا کہ تجھے مل گیا ہے پاکستان
ابھی بہت بڑا اک امتحان باقی ہے

زمیں کا چھوٹا سا ٹکڑا تجھے ملا ہے مگر
ابھی تو قسمتِ ہفت آسمان باقی ہے

تجھے خبر بھی ہے دنیا میں مُردہ قوموں کا
نشاں کہاں ہے فقط داستان باقی ہے

نہ جھک سکا درِ باطل پہ میرا سرِ اعظم
کہ میرے دل میں محمدؐ کی آن باقی ہے

دوراہا

اُدھر الحاد بے دینی اِدھر ایماں کی دولت
اُدھر مادہ پرستی اور اِدھر قرآں کی دولت

اُدھر روٹی کے دو ٹکڑے فقط ناموس کی قیمت
اِدھر فکرِ شکم معیوب فاقوں کے عوض جنت

اُدھر مشقِ جہاں سوزی فسوں سازی فسوں کاری
اِدھر عشقِ خدا جوئی خدایابی نگونساری

اُدھر تہذیبِ انسانی کی ہر سو چاک دامانی
اِدھر غیرت حمیت پردہ داری پاک دامانی

اُدھر محسن کشی احساں فراموشی جفا کاری
اِدھر احسان مندی خود فراموشی روا داری

اُدھر ثروت نوازی بے رخی بے رحم سرداری
اِدھر بندہ نوازی عدلِ فاروقی وفاداری

اُدھر نفسانیت، بے صبر زر کوشی جہانگیری
اِدھر انسانیت، صبر و رضا، افکارِ شبیری

اُدھر تخلیقِ افکارِ پریشاں کی فراوانی
اِدھر دینِ خلیل اللہ کی تعلیمِ روحانی

اُدھر احکامِ شاہانِ جہاں آوارہ عالم
اِدھر ارشادِ مختارِ دو عالم، ہادیٔ اعظم

اُدھر قلب و نظر محروم جلوہ ہائے خلاقی
اِدھر ہر وقت چشمِ بندگی کی سیرِ آفاقی

خدا لگتی کہو اے ہم نشینو! کس طرف جاؤں؟

غبارِ خاطر

مری فریاد میں تاثیر ہی شاید نہیں ورنہ
میں فرعونی قیادت کا نہ قائل تھا نہ قائل ہوں

غریبوں کے ہر اک دکھ کا مداوا سوچنے والو
میں اس مجبوئی بشارت کا نہ قائل تھا نہ قائل ہوں

جو گھر کی چار دیواری میں بٹ کر ختم ہو جائے
میں اس اندھی سخاوت کا نہ قائل تھا نہ قائل ہوں

فقیہہِ شہر کی پرپیچ تفسیریں معاذ اللہ
میں اس طرفہ امامت کا نہ قائل تھا نہ قائل ہوں

کہاں جاؤں مرے کچھ ہم عناں پیدا نہیں ہوتے
خداوندانِ ملت کا نہ قائل تھا نہ قائل ہوں

ازل سے جو فقط اسے دوست نوابوں کا حصہ ہے
میں اس مغرور فطرت کا نہ قائل تھا نہ قائل ہوں

مری تاریکیوں کو جو نہ روشن کر سکے اعظم
کسی ایسی کرامت کا نہ قائل تھا نہ قائل ہوں

ابوبکر قریشی کے نام

(میرے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محبوب چشتی کے ایک دوست)

میں سمجھتا تھا جہاں میں دوستی معدوم ہے
یہ فقط رنگین سا اک لفظِ بے مفہوم ہے
جو کبھی اپنی صداقت سے زبان دھر کو
اپنی مدحت کے لئے مجبور کر سکتا نہ ہو
یوں تو کر سکتا ہو رنگیں سینۂ قرطاس کو
تا ابد لیکن کبھی شرمندۂ معنےٰ نہ ہو
میں سمجھتا تھا کہ یہ اک خوابِ بے تعبیر ہے
خوبصورت ہے مگر بے جان اک تصویر ہے
لیکن اے جانِ خلوصِ بے ریا تیری قسم
اے سراپا صورتِ مہر و وفا تیری قسم!
تو نے اس خاکے میں اک رنگِ حقیقت بھر دیا
اور لفظِ دوستی کو واقعیت کر دیا

لاج رکھ لی تو نے اس آوارۂ افلاک کی

بھیک دے دی اپنے کوچے کی مقدس خاک کی

تو نے اس پستی کو پھر سے ایک عظمت بخش دی

ایک بے معنیٰ فسانے کو حقیقت بخش دی

تو نے دکھلایا جہاں کو پھر محبت کا مقام

اک زمانے کو دیا سچی عقیدت کا پیام

دوستی کا نام پھر مسرور کرتا ہے مجھے

دوستی پر پھر کہیں مجبور کرتا ہے مجھے

پھر تلاشِ دوست آخر دل کو تڑپانے لگی

پھر سے مرجھائے ہوئے پھولوں کو مہکانے لگی

شاد باش اے زینتِ بزمِ شرافت شاد باش

شاد باش اے غازۂ روئے حقیقت شاد باش

دُنیا

بڑی حسین مگر بے ثبات ہے دنیا
کہ اِک کرشمۂ موت و حیات ہے دنیا

وہ جن سے پھول بھی شرمائیں وہ حسیں نہ رہے
وہ جن پہ چاند ہو قرباں وہ مہ جبیں نہ رہے

وہ بُلبلیں وہ گلستاں وہ باغباں نہ رہے
وہ کارواں نہ رہے میرِ کارواں نہ رہے

ہر اک زبان پہ تھی جن کی داستاں نہ رہے
وہ حکمراں وہ فلک بوس آستاں نہ رہے

کبھی نہ بھول کہ دنیا مقامِ عبرت ہے
نہ دل لگی کی جگہ ہے نہ جائے عشرت ہے

کسی کی بن نہ سکی اس جہانِ فانی میں
کہ ایک دنیا ہے مصروف نوحہ خوانی میں

عید کا چاند

(دیکھنے سے پہلے)

شام کے وقت جانبِ مغرب — جب اٹھے گی کئی ہزار نگاہ
آسماں کو بھی پھونک ڈالے گی — کسی غربت زدہ غریب کی آہ

عید کا چاند دیکھنے والے — اس جہاں پر نگاہ ڈالی ہے؟
جس جہاں میں غریب انساں کی — آنکھ پُر اشک جیب خالی ہے

گھاس پر رات کاٹنے والے — سن لیا عید آنے والی ہے؟
یعنی کل صبح تیری کٹیا پر — حسرت و یاس چھانے والی ہے

فاقہ کش غم نہ کر تری فریاد — آسماں پر ضرور جائے گی
تیری تربت پہ نوحہ خوانی کو — رحمتِ ایزدی بھی آئے گی

اپنا دیس

(اپنی بولی)

اج خالق دا دلدار آیا اج نبیاں دا سردار آیا
اج امت دا غم خوار آیا اج دو جگ دا مختار آیا

بھلیاں نوں رستے پاون لئی ستیاں ہویاں نوں جگون لئی
مینہہ رحمت دا برسون لئی اوہ بن کے ابر بہار آیا

ہر پاسے نور و نور ہویا ہر ذرہ ذرہ طور ہویا
صدیاں دا ہنیرا دور ہویا اک ایسا نور انوار آیا

جنہیں غیراں لوں سانوں موڑنا ایں سادا رشتہ رب نال جوڑنا ایں
دل کفر تے شرک دا توڑنا ایں اج اوہو رب دا پیارا آیا

امت دے درد ونڈون والا غاراں وچہ بہہ بہہ رون والا
اساں عاصیاں نوں بخشون والا ساڈے دل دا دھون غبار آیا

اج جھک گئے بت بتخانیاں دے لوہے بند ہوئے میخانیاں دے
پڑھ نغمے اعظم شکرانیاں دے اج رحمتاں والا وار آیا

جے چمکے میری قسمت دا ستارا — کراں میں تیرے روضے دا نظارا
میں کیوں سجدے کراں غیراں دے در تے — مینوں کافی ترے در دا سہارا
سُنے جاندے نہیں لوکاں دے طعنے — کرو حضرت مرے درداں دا چارا
جے اِک واری کرم دی جھات پاویں — مری کشتی نوں مِل جاوے کنارا
خطاواں میریاں نوں کون ویکھے — جے ہووے تیری رحمت دا اشارا
مری تربت اُتے پاویں جے پھیرا — میں کیوں زندہ نہ ہو جاواں دو بارا

مَیں اعظم کیوں نہ اوسے در تے جاواں
جتھے ہووے دو عالم دا گذارا

٭

اوہ حبیبؐ خدا سرورِ انبیاؐ جس دا صدیاں توں سی انتظار آ گیا
سُکے ہوئے چمن وِچ بہار آ گئی روندے ہوئے دلاں نوں قرار آ گیا
جس دی خاطر بچھایا گیا فرش نوں جس دی خاطر سجایا گیا عرش نوں
جس دی خاطر بنائے گئے دو جہاں بَن کے لولاک دا تاجدار آ گیا
درد دِل دے مرے چین پاون نہ کیوں غم مرے دل دے خوشیاں مناون نہ کیوں
زخم دِل دے مرے مُسکراون نہ کیوں میرا درد دی مرا غمگسار آ گیا
ایس دُنیا دی توقیر نوں کیہہ کراں ایس دُنیا دی جاگیر نوں کیہہ کراں
میرے اُتے خدا دا کرم ہو گیا میرے حصے محمّدؐ دا پیار آ گیا
میرے جگراتیاں دا صِلا مِل گیا رونا اعظمؔ مرا میرے کم آ گیا
ناز کیوں نہ کراں اپنی تقدیر تے وِچ غلاماں دے میرا شمار آ گیا

٭

جتھوں تک کبریائی کبریا دی — اوتھوں تک مصطفائی مصطفےٰ دی
جہدے اُتے کرم مشکل کشا دا — اوہدے اُتے نظر خیر الوریٰ دی
غلامی دے سوا کجھ وی نہ منگیں — بڑی شان اے محمدؐ دے گدا دی
نہیں کیہہ جانا مرا معبود کون اے — کراں پوجا محمدؐ دے خدا دی
اوجس دا حال پچھن آپ آکے — کیہہ اُس بیمار نوں حاجت شفا دی
رسول اللہ دی رحمت دے ہندیاں — ضرورت کیہہ کسے حاجت روا دی
نہ بھلاں میں کدی حفظِ مراتب — مرے اُتے نظر احمد رضا دی

جے ہندا اعظمؔ اج دنیا تے جامیؒ
میں چمدا خاک اوہدے نقشِ پا دی

میرے نبیؐ دے نال جیہدا پیار ہو گیا
سمجھو خدا دی اوہدا طرفدار ہو گیا

جس نوں خدا نے بخشی گدائی حضورؐ دی
اوہ ایس کائنات دا سردار ہو گیا

عاشق نہ خلد دا نہ شراب طہور دا
جیہڑا تری نگاہ دا مے خوار ہو گیا

حبشی تے پے گئی جدوں سرکارؐ دی نظر
سارا زمانہ اوہدا خریدار ہو گیا

آئے حضورؐ لے کے شفاعت دا اختیار
بیڑا گناہگاراں دا بس پار ہو گیا

اعظمؔ کروڑ جان نثار اوس اکھ نوں
جس نوں رسولِ پاکؐ دا دیدار ہو گیا

✻

اے موت ٹھہر جائیں مدینے تے جاؤں
شاید ہووے نصیب تے اپنا جگاواں
محبوب دا اوہ گنبدِ خضرا تے دیکھ لاں
سرکار دی گلی دے نظارے تے پاواں
لگے نے مصطفیٰؐ دے قدم جِس زمین تے
اِک وار اوس خاک نوں سینے تے لاواں
اِک وار جاکے اوس دلاں دے طبیب نوں
سینے دے سارے داغ تے اپنے دکھاواں
کہندے نے ہر غریب دی سُندا اے زاریاں
مَیں وی تے اپنے غم دی کہانی سُناواں
کِدھرے کوئی کریم نئیں اوہدے نال دا
مَیں وی تے وِچ گداواں دے ناواں لکھاواں
جی بھر کے رولواں درِ اقدس دے سامنے
اکھاں نوں گفتگو دا قرینہ سکھاواں
مَیں وی تے چار موتی کراں اوس توں نثار
پلکاں تے ہنجواں دے ستارے سجاواں
آوے بجے پھیر موت تے آوے ہزار وار
اعظمؔ بجے زندگی دی اے حسرت مِٹاواں

✻

کیہہ اُس توں ہور وڈی نیک نامی
مِلی مینوں محمدؐ دی غلامی
پئی رحمت گنہگاراں نوں لبھے
جدوں آیا گنہگاراں دا حامی
ترے دَر تے زمانے دے شہنشہ
اَدب دے نال دیندے نے سلامی
تری شانِ امامت توں مَیں صدقے
بنے نیں مقتدی مُرسل تمامی
مِلے اعظمؔ مقدر والیاں نوں
محمدؐ دے غلاماں دی غلامی

نُور قدیم دی شان محمدؐ
اصل حدیث قرآن محمدؐ
کلمہ، حج، زکواۃ خیراتاں ورد وظائف صوم صلواتاں
سب عملاں دی جان محمدؐ
نُور قدیم دی شان محمدؐ
اَنَا بَشَر دی جھلک دکھاوے ساتھوں اپنا آپ چھپاوے
فیر وی لیا پچھان محمدؐ
نُور قدیم دی شان محمدؐ
کُن فیکون توں پہلوں آیا اپنے ہتھیں مُلک وسایا
ویکھن نوں انسان محمدؐ
نُور قدیم دی شان محمدؐ
اعظم جیہڑا رب پچھانے کون آکھے او غیب نہ جانے
غیب الغیب دی جان محمدؐ
نُور قدیم دی شان محمدؐ

سُنو جے میرے دُکھڑے تے سناواں یا رسُولؐ اللہ
جے آکھو تے مدینے مَیں دی آنواں یا رسُولؐ اللہ

مَیں اپنے شوق نوں ویکھاں کہ اپنے آپ نوں ویکھاں
مَیں کیہڑے مان تے گھر وِچ بُلانواں یا رسُولؐ اللہ

بڑا چاہ اے زیارت دا بڑی حسرت اے ویکھن دی
کدی آ دو تے اکھاں تے بٹھاواں یا رسُولؐ اللہ

کدوں صُورت وکھاؤ گے کدوں حسرت مٹاؤ گے
کِتے ویکھن توں پہلوں مَر نہ جانواں یا رسُولؐ اللہ

تُساڈے ذِکر وچ گذری اے ساری زندگی میری
تُساڈے عِشق وچ دُنیا توں جانواں یا رسُولؐ اللہ

مَیں نظراں نیویاں کر کے پھراں میدانِ محشر وچ
خدا دے سامنے کیہہ مُنہ وکھانواں یا رسُولؐ اللہ

بناں دیدار نئیں دارُو کوئی اعظمؔ دے درداں دا
مَیں کر کر ویکھیاں لکھاں دوانواں یا رسُولؐ اللہ

ذِکرِ حسین رضی اللہ عنہ

کی دساں کتھوں تیک اے سائی حسین دی — خالق حسین دا اے خدائی حسین دی
صورت ہی ایسی حق نے بنائی حسین دی — دشمن وی کر سکے نہ برائی حسین دی
چھٹاں نہ کیوں وِلا دِرِ مشکل کشا دی خاک — مَیں منگ کے ای لے گدائی حسین دی
نانا نبی تے بابا علی ماں اے فاطمہ — ہور اس توں اتے کی اے بڑائی حسین دی
کہندی لیاؤ جا کے مرے ویر دی خبر — زینب نوں کھا گئی جے جدائی حسین دی
کربل نوں جاندیاں تے زمانے نے ویکھیا — مڑ کے سواری گھر نوں نہ آئی حسین دی

اعظم ایہہ بندگی مرے حصے وچ آ گئی
کردا رہواں گا مدح سرائی حسین دی

منقبت

حضرت قبلہ پیرِ لاثانی علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

جے توں چاہیں شفاعت نبی دی   رل وچ جماعت علی دی

پیراں دا اوہ پیر لاثانی   جانے سارے راز حقانی
ویکھو عظمت پیر جلی دی   رل وچ جماعت علی دی

جتھے چن چڑھدا اشر ماوے   رحمت رب دی واجاں مارے
لبھ خاک اس پاک گلی دی   رل وچ جماعت علی دی

میریاں عملاں ول نہ جاویں   اپنے کرم دل جھاتی پاویں!
ایہو ہندی اے شان سخی دی   رل وچ جماعت علی دی

اعظمؔ نہ کوئی دولت منگاں   نہ دنیا نہ جنت منگاں!
خوش ہو جائے آل نبی دی   رل وچ جماعت علی دی

کافی

بیادِ خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

مینوں چڑھیا رنگ توحید دا — میں غلام خواجہ فرید دا
مکھڑا غلام فرید دا — چہرا غلام فرید دا
نُسخہ کلام مجید دا — میں غلام خواجہ فرید دا
میرے ہتھ جام فرید دا — میرے لب تے نام فرید دا
مرا دل مقام فرید دا — میں غلام خواجہ فرید دا
مرا ذوق شوق مری لگن — مرا درد سوز تڑپ جلن
صدقہ غلام فرید دا — میں غلام خواجہ فرید دا
نہ خبر قیام قعود دی — نہ سلام دی نہ سجود دی
مینوں نشہ یار دی دید دا — میں غلام خواجہ فرید دا
جویں فرق غیب حضور وچہ — جویں فرق عرش تے طور وچہ
ایہو ہیں فرق دید شنید دا — میں غلام خواجہ فرید دا
اعظم نہ وصل دی آرزو — نہ کسے دا ہجر نہ جستجو!
گیا غم قریب بعید دا — میں غلام خواجہ فرید دا

کافی

مینوں سمجھ نہ یار اریرے　　　مرے لامکانی ڈیرے

نہ میں عالم نہ میں عامل　　　نہ میں صوفی نہ میں کامل !
مرے فقر دی شان اتیرے　　　مرے لامکانی ڈیرے

مسجد تے میخانیوں اگے　　　کعبے تے بت خانیوں اگے
میری منزل ہور اگیرے　　　میرے لامکانی ڈیرے

کیہڑا اپنا کون بیگانہ　　　میرا سب دے نال یارانہ
میتھوں کوئی نہ رہے پریرے　　　میرے لامکانی ڈیرے

اعظم جد دا یار پچھاتا　　　مشرق مغرب اک کر جاتا
دسے کعبہ چار چفیرے　　　میرے لامکانی ڈیرے

کافی

ماہی جان توں نیڑے وَسدا
سانوں دور ٹھکانا دَسدا

دنیا لبھ لبھ ہوئی دیوانی   کدھرے یار دی ملے نشانی
جیہڑا اہر صورت وچ وَسدا   سانوں دور ٹھکانا دَسدا

جے لبھ جاوے کول بٹھاواں   اپنی بیتی آپ سناواں
پر ایہہ روگ نہ میرے وَسدا   سانوں دور ٹھکانا وَسدا

اعظم من وچ جھات نہ پائی   در در دیندے پھرے دہائی
تے اوہ گھر وچ وَسدا رَسدا   سانوں دور ٹھکانا دَسدا

میینوں کیہے جان محال اے
میرا رانجھن میرے نال اے

لوکاں بھانیں ہیرا کلی　　بیلیاں دے وچہ پھر دی جھلی
ایہہ لوکاں دا وہم خیال اے　　میرا رانجھن میرے نال اے

گذریاں تانہنگ طلب دیاں راتاں　　مُکیاں سوز ہجر دیاں باتاں!
میینوں دم دم نال وصال اے　　میرا رانجھن میرے نال اے

گھر دا بھید گھر وچہ آیا　　غیراں مڑ کے قدم نہ پایا
گیا قال تے رہ گیا حال اے　　میرا رانجھن میرے نال اے

اعظم صوم صلوٰۃ وی بھل گئی　　نام وی بھل گیا ذات وی بھل گئی
اکھ لڑ گئی رانجھن نال اے　　میرا رانجھن میرے نال اے

کافی

اساں دکھیاں تے ایہہ احسان نہ کر
ساڈے درداں دا درمان نہ کر

جس دن توں سانوں پیار ہویا ساڈا رو دن نال دہاڑ ہویا !
ساڈی خوشیاں دا سامان نہ کر ساڈے درداں دا درمان نہ کر

لکھ زہد عبادت اِک پاسے تیرے درد دی دولت اِک پاسے
اِس دولت دا نقصان نہ کر ساڈے درداں دا درمان نہ کر

سانوں موڑ نہ اعظم یار دتوں متاں کافر مریئے پیار دتوں !
سانوں عشق دا نافرمان نہ کر ساڈے درداں دا درمان نہ کر

کافی

او ہو نیڑے او ہو دور دِ سّے

سانوں ہر تھاں یار دا نور دِ سّے

اساں عابد وچہ معبود ڈِٹھا   اساں ساجد وچہ مسجود ڈِٹھا

سانوں شاکر وچہ شکور دِ سّے

سانوں ہر تھاں یار دا نور دِ سّے

جدوں رمز حقیقی کھل جاوے   سب مسجد مندر بھل جاوے

ہر پاسے نور و نور دِ سّے

سانوں ہر تھاں یار دا نور دِ سّے

سانوں اِک دسدا تینوں لکھ دِسدا   سانوں کول تے تینوں وکھ دِسدا

تیری اکھیاں وچہ فتور دِ سّے

سانوں ہر تھاں یار دا نور دِ سّے

تاہیں اعظم روشن سینہ اے   ساڈے دل وچہ شہر مدینہ اے

سانوں گھر دسے وچہ کوہ طور دِ سّے

سانوں ہر تھاں یار دا نور دِ سّے

کافی

حُسن دے ہتھ شمشیر
عشق دی کی تقصیر

سسی رو رو حال ونجاوے　　گزریا ویلا ہتھ نہ آوے
کون موڑے تقدیر
عشق دی کی تقصیر

دل دا روگ گواوے کوئی　　رانجھا بن کے آوے کوئی
مفت وکیندی ہیر
عشق دی کی تقصیر

کسے نوں آرے ہیٹھ چرا کے　　کسے دی الٹی کھل لہا کے
ہسدی پئی تقدیر !
عشق دی کی تقصیر!

پُچھ نہ اعظم حالت میری　　بن گئی اے بن صورت میری
درداں دی تصویر ! !
عشق دی کی تقصیر!

کافی

کرکر ہار سنگارا وسانول موئیاں نوں نہ مار

ترس پوے کدی جے من تیرے　　آجا دیں کدی وہڑے میرے

دلیواں تن من وارا وسانول موئیاں نوں نہ مار

نین نیراں تے تیر چلاون　　زلفاں کالیاں ترس نہ کھاون

ڈنگدیاں وارو وارا وسانول موئیاں نوں نہ مار

جیون نہ دیوے مرن نہ دیوے　　پیار ترا کجھ کرن نہ دیوے

کیتے جتن ہزارا وسانول موئیاں نوں نہ مار

اعظم یار کرن لئی راضی ! !　　کئی واری اساں عشق دی بازی

دتی جان کے ہارا وسانول موئیاں نوں نہ مار

گھر آیا ڈھولن ماہی اے
ساڈی اللہ آس پجائی اے

تساں سوہنے قول نبھائے نے — ساری عمر دے روگ گوائے نے
سُتی قسمت آن جگائی اے — ساڈی اللہ آس پجائی اے

اینویں دلبر یار نہ کر اڑیاں ! — ساڈے کول وی بہہ جا دو گھڑیاں
اساں دل دی سیج سجائی اے — ساڈی اللہ آس پجائی اے

مرا چین وی توں مری جان وی توں — مری آن وی توں ایمان وی توں
مینوں لوکی کہن سودائی اے — ساڈی اللہ آس پجائی اے

جدوں اعظم یار دی دید ہوے — ایہناں اکھیاں نیاں لئی عید ہوے
ایہو دولت رب توں پائی اے — ساڈی اللہ آس پجائی اے

اکٹھے ہو گئے تیرے شرابی — پلا ساقی ذرا نظراں شتابی!
کویں محبوب دے وچہ عیب سّتے — نہ ہووے جے محبت وچہ خرابی
تری صورت ہے بے صورت دی صورت — تے بے صورت نہ آبی اسے نہ خاکی
کوئی تیرا پتہ دیوے تے جاناں — جنہوں پچھاں کرے گلاں کتابی
کدوں ملدی ایہہ دولت ہر کسے نوں — محبت بے قراری اضطرابی!
نظر آون تے میں مڑ مڑ کے ویکھاں — اوہ زلفاں کالیاں چہرا گلابی!

میں اعظم نام لیوا پنج تن دا!
مینوں کہندے نے چشتی بوترابی"

ماری جا تیر نیناں دے ابرُ دنوں تان کے
او سوہنیا پرا اپنا بیگانہ پچھان کے
مَیں فیر جی پواں تینوں ویکھن دے واسطے
پاویں جے پھیرا قبر تے اِک واری آن کے
کیوں غصّے نال ویکھنا ایں جانثار نوں
مویاں ہویاں نوں مارنا ایں کیوں جان جان کے
صدمے تری جدائی دے کدتک اُٹھاواں میں
آ ویکھ میرا حال مِرے کول آن کے
اعظم اوہ ساقی ہے تے بڑا مہربان پر
دیندا اے پین والے دی نیت پچھان کے

✻

ٹی سی جے درد بن کے آجاندوں — میرے لوں لوں وچ سما جاندوں
حسن دی سلطنت دیا شاہا — ساڈی بستی دی پھیرا پا جاندوں
نیویاں نظراں کر کے لنگھ چلیئیں — گل نہ کردوں نظر تے پا جاندوں
کی کراں کالی رات نہیں مکدی — توں جے آوندوں تے دن چڑھا جاندوں
کی خبر سی میں خبرے نہ مردا — جیوندیاں جیوندیاں جے آجاندوں

جیویں ہستی مٹائی اعظم دی
حسرتاں وی کدی مٹا جاندوں

✻

جے توں ڈِکیا عشق بازار وی نئیں جے توں چڑھیا اُتے دار وی نئیں
ایڈا سستا سودا پیار وی نئیں ایڈا سوکھا لبھدا یار وی نئیں

کئی جنگل گاہنے پیندے نے کئی دوزخ لنگھنے پیندے نے
جیہڑا بن کے عاشق سُکھ ڈھونڈے اوہدی قسمت وِچ دیدار وی نئیں

دل دِتیاں باجھ نہ پیار مِلے سر دِتیاں باجھ نہ یار مِلے
جے اوہ ایس مُلوں وی مِل جاوے ایدوں سستا ہور پیار وی نئیں

ایہہ ایسی کھیڈ پیاراں دی ایہہ ایسا بحر محبت دا
کِسے کِتنا ایہنوں پار وی نئیں کوئی منّیا اپنی ہار وی نئیں

بُجھ سمجھ نہ آوے لوکاں نوں اوہ کاہدے نال شہید کرے
ڈِٹھی یار دے ہتھ تلوار وی نئیں پر خالی جاندا وار وی نئیں

جہڑا ہو کے کھڑا کناریاں تے چھلاں دے نظارے لیندا اے
زندگی دے ایس سمندر دے اوہ موتیاں دا حقدار وی نئیں

مرے گل وِچ دو زنجیراں نے اِک جراندی اِک قدراں دی
مرے سارے کم اُدھورے نے مجبور وی نئیں مختار وی نئیں

جدوں ماہی پُچھیا حال مرا وگ پئے پرنالے ہنجواں دے
مَیں رہ سکیا خاموش وی نئیں کجھ کر سکیا اظہار وی نئیں

ماہی ساڈا حال کیہ پُچھنا ایں ایس اُس بستی دے واسی آں
جِتھے کوئی کِسے دا غیر وی نئیں جِتھے کوئی کِسے دا یار وی نئیں

سجناں اِس جھوٹی دُنیا نے کیہہ دے کے دِتّا اے کیہہ دے دینا ایں
چل یار نوں راضی کر لئیے اِس ساہ دا کجھ اِتبار وی نئیں

مُدتاں توں چرچا سُندے ساں اَج اکھیں ڈِٹھا اے اعظمؔ نوں
سالک وی نئیں مجذوب وی نئیں کوئی مست وی نئیں ہُشیار وی نئیں

بڑے بے تاب نیں مہمان ساقی
کریں جب پین دا اعلان ساقی
کسے کم ظرف نوں ساغر نہ دیویں
تری پہچان توں قربان ساقی
ایہہ واعظ میکدے توں دُور رہ کے
بچاوے گا کویں ایمان ساقی
ہو گیا کیہہ ہو گئی لغزش جے میتھوں
نہ آخر ہاں تے میں انسان ساقی
میں پیاساں بیٹھ کے منبر دے اُتے
سر اکھاں تے تیرا فرمان ساقی
میں آجاناں جد وں محفل دے اندر
بڑا رکھدا اے میرا دھیان ساقی
پھڑا دِتی اے میخانے دی کنجی
ایہہ اعظمؔ تے ترا اِحسان ساقی

رہندا ٹُٹیاں دلاں وچہ یار ایہہ دنیا کی جانے

نہ کجھ لبھے وچہ پہاڑاں — نہ کجھ بل دا دچہ اجاڑاں
میرے اندر رب اسرار ایہہ دنیا کی جانے

کون کِسے دا درد ونڈا وے — کہڑا دکھیاں دے کم آوے
ایتھے کون کسے دا یار ایہہ دنیا کی جانے

جو ملیا پنج تن دے درتوں — جو پایا پنج تن دے گھرتوں
سانوں ایسے گھر نال پیار ایہہ دنیا کی جانے

اعظم ہردم وچہ حضوری — نہ کوئی ہجر تے نہ کوئی دوری
ساڈے اندر وسدا یار ایہہ دنیا کی جانے

ملے گا کی چَن تینوں دل میرا توڑ کے
لگیاں نہ توڑیں تے نہ جاویں مکھ موڑ کے

مینوں نہ توں پچھیاں جو میرے تے بیتیاں
من لیّاں سوہنیاں تُوں جگ نے جو کیتیاں
لوکاں نے سنائیاں تینوں کولوں جوڑ جوڑ کے
لگیاں نہ توڑیں تے نہ جاویں مکھ موڑ کے

کہنے مینوں موڑیا تے کہنے تینوں موہ لیا
کھوہاں خیالاں تینوں میرے کولوں کھوہ لیا
کہدے نال جوڑنی آں میرے نالوں توڑ کے
لگیاں نہ توڑیں تے نہ جاویں مکھ موڑ کے

نکی نکی گل اتوں رُس رُس جانا ایں
لگیاں پریتاں پہ اچنگیاں نبھانا ایں
تیرے نال لائی سی میں جگ نالوں توڑ کے
لگیاں نبھاویں تے نہ جاویں مکھ موڑ کے

دکھ نہیں سی ونڈنے تے یاری کاہنوں لائی سی
ہنجواں دی مالا ساڈے گل کاہنوں پائی سائی
غماں والی ندی وچہ چلیا ایں روہڑ کے
لگیاں نہ توڑیں تے نہ جاویں مکھ موڑ کے

تیریاں اڈیکاں وچ جیا اساں جالیا — اِک واری آجا ماہی کتھے دل لالیا
دنیا ہنیر ہوئی سوہنا میتھوں دور ہویا — رب جانے دل کولوں کہڑا اسے قصور ہویا
ایہو سوچاں سوچدیاں چین دی گوالیا — اک واری آجا ماہی کتھے دِل لالیا
کہنوں میں دکھاواں جاکے دل والے داغ نوں — بالاں تے بجھاواں آپے آساں دے چراغ نوں
جگ سارا ویری ہویا توں وی منہ چھپالیا — اِک واری آجا ماہی کتھے دل لالیا
گلی گلی لبھیا میں رُستے ہوئے یار نوں — ہنجواں چہ ٹولیا گواچے ہوئے پیار نوں
سکھ تے نصیب نہیں سی دکھ جھولی پالیا
اِک واری آجا ماہی کتھے دِل لالیا

دوہے

ادھ ٹٹیاں دلاں وچ رہندا — جنھوں توں مسیتے لبھنائیں
چن توڑ کے جوڑن والے — ٹٹا ہویا دِل جوڑ دے
میرے یار دی مثل نہ کوئی — سارا جگ پھول ماریا
اکھاں والیاں پچھانیاں تینوں — تیرے وچوں رب دِسدا
بیبا چھڈ دے کتابی گلاں — یار نوں منونا سِکھ لے
رہنیے یار دی رضا وچ راضی — جگ بھانویں سارا رس جاوے
لبھے یار دا ٹھکانا مر کے — عِشق والے رہ نہ پویں
کیہڑا جائے گا بہشتاں دے تے — یار دا دوارہ چھڈ کے
نِت ویکھیے خدا دا جلوہ — یار دا نِشانہ رکھ کے
دل یار دی حویلی سجناں — میلیاں نہ کریں دل نوں
ولا دِل نہ کسے دا توڑیں — رب نوں جے راضی رکھنائیں
کدی مکھ توں اٹھا دے پردہ — لوکاں نوں نماز بھل جاتے

ایہناں سوچاں دے وِچ ڈُبیاں　　کئی راتاں لنگھ گیاں
کِسے بنایاں نے ایہہ شکلاں　　یا آپے بَن بیٹھیاں

مٹی اگ ہوا تے پانی　　کتھے کر کے چارے
جدوں بنایا بُت آدم دا　　کتھے سَن ایہہ سارے

کتھوں آئیاں کتھے پکیا　　ایہہ خمیر اساڈا
کنیاں چکراں وچوں بنیا　　ایہہ سریر اساڈا

پنجویں شے کیہڑی جس آ کے　　مٹی آن بُلائی
جس دے نال اضافے ہر شے　　حرکت دے وچ آئی

پہلی صبح ہوئی کس ویلے　　ہوئے لویں سویرے
کیہڑی شے نے وکھریاں ہو کے　　کیتے دُور ہنیرے

مٹی وچ ایہہ چانن کتھے　　جیہڑی چمکاراں مارے
کیہڑے نور دیاں ایہہ چھٹاں　　اُڈ کے بنے ستارے

جد تک موجودات دا پردہ　　نہ اکھوں ہٹ جاوے
اصل حقیقت اس عالم دی　　نظراں وچ نہ آوے

✻

الہڑ کڑی اِک شہر دی — سوہنی دی توبہ قہر دی
حاجت نہ اوہنوں تِیر دی — تلوار دی زنجیر دی
تیزی نہ اوہ تلوار دِ وچ — جہڑی نظر دے وار وِچ
زلفاں نوں مُڑ مُڑ کھولدی — اُڈن لئی پَر تولدی
بجلی کِسے اسمان دی — پُتّر کِسے طوفان دی
کیہہ ٹور اُس مٹیار دی — وانوں کلا دے ماردی
ہسدی پھرے نسدی پھرے — راہیاں دے دِل کھسدی پھرے
اُتوں فقیر اک آگیا — اوہ ہس کے آکھن لگا

خاوند دے جے مَن بھاگیوں
سمجھاں گا جگ اُتے آگیوں

✻

ہار شنگار کران نوں پہیوں — دھی نوں ڈولی پان توں پہلوں
سوچاں وچ ڈُبی ہوئی ماں نے — وہناں وِچ کھُبی ہوئی ماں نے
متھا چمیا گل نال لایا — اتھرو پونجے چُپ کرایا
ٹھوڈیوں پھڑ کے ذرا ہلا کے — آکھیا مُنہ اودھے مُنہ نال لا کے
نی لاڈو میں صدقے جاواں — میں تینوں اک گل سمجھاواں
جھڑا کعبہ ڈھیندا اے ڈھ جانے — جھڑا سجدہ رہندا اے رہ جانے

خصم دا آکھا کدی نہ موڑیں
ہور کسے دی سانجھ نہ لوڑیں

کیہہ اوہدے نال پیار کراں میں
کنج اوہدا دیدار کراں میں

جس دی نہ کوئی شکل نہ صورت
جس دا نہ سایہ نہ قامت

جس دیاں نہ چشماں نہ پلکاں
نہ ابرو نہ زلف نہ چمکاں

نہ پیشانی تے نہ طلعت
نہ رخسار نہ رنگ نہ رنگت

کنج اوھدا دیدار کراں میں
کیہہ اوہدے نال پیار کراں میں

نیر اعظم

حرفِ آغاز

تو مپندار کہ ایں قصہ ز خود می گویم
گوش نزدیک لبم آر کہ آوازے ہست — نظیری

"تنہائی روح" اور "رنگ و بو" کے بعد یہ تیسرا مجموعۂ کلام پیشِ خدمت ہے مجھے اس سے انکار نہیں کہ صنفِ نعت اپنی لطافت و شیرینی اور ادب و احترام کے اعتبار سے ایک لالہ زار بھی ہے اور خارزار بھی۔ اور یہی وہ درگاہ ہے جہاں بڑے بڑے سخنوروں اور نغز شناسوں کو اپنی ہیچمدانی اور کوتاہ قلمی کا احساس ہوتا ہے۔ مگر ذوقِ جنون اور جذبِ دروں ایک ایسا زینہ ہے جس کے دھیمے دھیمے سروں کا تسلسل اہلِ دل کو نغمہ سرائی پر مجبور کر دیتا ہے۔ میرا یہ حقیر سا مرقع بھی اسی آشفتگی کا آئینہ دار ہے جس میں پہلے مجموعوں کی طرح نہ فکر کی گہرائی ہے اور نہ فن کی جھلک۔ مگر یہ فخر کیا کم ہے کہ خدائے ذوالجلال نے مجھے اپنے محبوبِ بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم کی تحمید و توصیف کے لیے چن لیا اور میری جلوت و خلوت کو ان کے ذکر و فکر سے منور کر رکھا ہے اور یہی میری نجات کا سامان بھی ہے

اس کتاب کی اصلاح و ترتیب میں جناب صوفی غلام مصطفےٰ تبسم اور کتابت میں جناب صوفی خورشید عالم خورسند قمی نے جس دلچسپی کا ثبوت دیا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ میں ان کے اس خلوص کو شکریہ کے رسمی الفاظ ادا کر کے مجروح نہیں کرنا چاہتا میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انھیں اپنی رضا و لقا کی مستی عطا کرے، آمین

ملک کے دو مشہور خطاط جناب سید انور حسین نفیس رقم اور جناب حافظ محمد یوسف صاحب سدیدی بھی میری دلی دعاؤں کے مستحق ہیں جنھوں نے اپنی خطاطی کا نمونہ شامل کر کے کتاب کے حسن میں ایک دلکش اضافہ کیا ہے۔

میں اپنے محبوب رفیق جناب شیخ صدیق ظفر کو بھی فراموش نہیں کر سکتا جن کے بھرپور تعاون نے کتاب کو منزل تکمیل تک پہنچایا اور طباعت کی گوناگوں رنگینیوں سے آراستہ کر دیا ہے۔

سگِ درگہِ یار

محمد اعظم چشتی

۱۹ جون ۱۹۷۰ء

تعارف

بچپن میں نعت، اعظم کے لبوں سے ابھری تھی۔ اس کی میٹھی آواز سننے والوں کو مسحور کرتی تھی۔ لیکن اس وقت بہت کم لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ اس آواز میں اس کے لبوں کی حرکت ہی نہیں اس کے قلب کا ارتعاش بھی شامل ہے۔ اعظم کی نعت خوانی محض خوش بیانی اور خوش الحانی نہیں تھی، محبت کا جوش اور عقیدت کی فراوانی تھی۔

اعظم کو خوش نصیبی سے ایک خوشگوار گھریلو ماحول میسر آیا۔ اس کے والد مرحوم ایک عالم اور نیک نفس بزرگ تھے۔ انھوں نے بڑی شفقت سے بچے کی تربیت کی۔ مطالعہ کا شوق دلایا اور اس طرح سے اعظم کی طبعی استعدادیں بروئے کار آئیں۔ بزرگوں کی صحبت نے اس فطری جوہر کو اور بھی چمکایا اور اعظم ایک نعت نگار شاعر بن کر لوگوں کے سامنے آیا۔

شعر کے فنی پہلو کچھ بھی ہوں اس کی بنیاد جذبے پر ہوتی ہے۔ شعر محبت کی بات ہے اور جب اس محبت کی بات میں فکر کی رسائی بھی شامل ہو جائے تو ایک خوبصورت شعر جنم لیتا ہے۔ اعظم نے ایک حساس دل کے ساتھ، ذہن رسا بھی پایا ہے۔ شعور کی پختگی نے ان دونوں

صلاحیتوں کو جِلا دی ہے اور اس کے کلام میں اثر انگیزی پیدا کی ہے۔

اِنسان بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن محبت جوان رہتی ہے۔ پھر ایسی ذات والا صفات کی محبت جس کی یاد دِلوں کو تازگی بخشتی ہے۔ اعظم کو سرورِ کائنات کے ساتھ انتہائی عقیدت اور محبت ہے اور اسی جذبے سے اس کی نعت اُبھرتی ہے۔

رسولِ پاک کی یاد انسان کے دل میں پاکیزہ جذبات اور افکار پیدا کرتی ہے اور پاکیزہ افکار سے پاکیزہ اشعار ابھرتے ہیں اور یہ ایک نازک اور کٹھن مرحلہ ہے، یہاں پھُونک پھُونک کر قدم رکھنا پڑتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر جذبات میں کھو جانا اور پھر احترام کے دامن کو تھامے رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ احترام کے ساتھ جذبات کی روک تھام ہی سے اچھی نعت وجُود میں آتی ہے۔ اعظم کو قدرت نے یہی جوہر عطا کیا ہے۔

ان شعروں کو دیکھیے

سمجھا نہیں ہنوز مرا عشق بے ثبات — تو کائناتِ حُسن ہے یا حُسنِ کائنات
جو ذکر زندگی کے فسانے کی جان ہے — وہ تیرا ذکرِ پاک ہے اے زینتِ حیات
بزمِ حدوث میں ہے مقدم ترا وجُود — خالق کے بعد کیوں نہ مکرم ہو تیری ذات
اب تک سجی ہُوئی ہے ستاروں کی انجمن — اِس انتظار میں کہ پھر آئیں وُہ ایک رات
ارشادِ مارمیت سے ظاہر ہوا یہ راز ! — ہے کبریا کا ہاتھ رسُولِؐ خدا کا ہات

اعظم میں ذکرِ شاہِ زمن کیسے چھوڑ دُوں
میرے لیے تو ہے یہی سرمایۂ حیات

ہمارے بہت سے غزل گو شاعر نعت کے اس پہلو کو فراموش کر دیتے ہیں، اور ان کی نعتیں کبھی کبھی محض عشقیہ غزلوں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ اعظم غزل بھی کہتا ہے

اور خوب کہتا ہے لیکن ہر ایک کے مقام کو ملحوظ رکھتا ہے' دونوں میں خلط ملط پیدا نہیں ہونے دیتا اس کی نعت' نعت' اور غزل' غزل ہی رہتی ہے۔

یہ غزل دیکھیے :

گھبرا گیا تھا کعبہ و بتخانہ دیکھ کر !
جی خوش ہوا ہے رونقِ میخانہ دیکھ کر

ساقی نے بزمِ خاص میں مجھ کو بلا لیا
صرف ایک میری لغزشِ مستانہ دیکھ کر

مڑ مڑ کے دیکھتے تھے مرے ہم سفر مجھے
میں رک گیا تھا راہ میں میخانہ دیکھ کر

اب میں تری نگاہ کا مطلب سمجھ گیا
اب ہاتھ کانپتا نہیں پیمانہ دیکھ کر

ناصح ترا خیال بجا مشورہ درست
کچھ سوجھتا نہیں درِ جانانہ دیکھ کر

کچھ لوگ مسکرا دیئے کچھ لوگ رو دیئے
مجھ کو شریکِ محفلِ رندانہ دیکھ کر

اعظم ہمارے ہاتھ سے پیمانہ گر گیا
ہر بوالہوس کے ہاتھ میں پیمانہ دیکھ کر

اعظم فارسی میں بھی شعر کہتا ہے۔ یہ فارسی کلام نعتیہ کلام تک محدود ہے اس میں اس نے زیادہ تر ان فارسی اساتذہ کا تتبع کیا ہے جن کا نعتیہ کلام فارسی ادب میں خاص مقام رکھتا ہے۔ مثلاً خواجہ فریدالدین عطار' خسرو اور جامی۔

فارسی زبان اتنی قریب ہونے کے باوجود ہمارے لیے ایک غیر زبان ہے۔ اس میں شعر کہنے کے لیے بڑی محنت اور دقتِ نظر درکار ہے۔ اعظم کے کلام میں صحتِ زبان اور حسنِ بیان دونوں پہلو پائے جاتے ہیں جو بڑی بات ہے۔

علاوہ بریں' اعظم پنجابی میں بھی شعر کہتا ہے اس لیے نہیں کہ پنجابی اس کی اپنی زبان ہے بلکہ اس لیے کہ وہ پنجابی کے جلیل القدر شعرا کے کلام سے بے حد متاثر ہے۔ اب جس طرح فارسی

اشعار میں اعظم کے کلام میں فارسیت کا رنگ اُبھر آتا ہے اسی طرح پنجابی شعر کہتے وقت اس کا پنجابی مزاج نکھر آتا ہے، جب شاعر کا مزاج اور زبان کا مزاج دونوں ہم آہنگ ہوتے ہیں تو نتیجہ حسین شعر میں نمودار ہوتا ہے پنجابی کا بیشتر حصہ نعت پر مشتمل ہے لیکن اعظم نے پنجابی گیت اور دوہے بھی کہے ہیں اور بڑے رکھ رکھاؤ سے کہے ہیں۔ یہ رکھ رکھاؤ صرف زبان و بیان ہی کا نہیں بلکہ سبھاؤ کا بھی ہے جو ہمیں نعت، گیت اور دوہے کے الگ الگ روپ میں بھی یکساں نظر آتا ہے۔

اعظم کا کلام قارئین کرام کے سامنے ہے وہ خود اس بات کا اندازہ کریں گے کہ وہ کلام کیسا ہے۔ میں نے یہ چند الفاظ تنقید یا تحسین کی غرض سے نہیں لکھے۔ مجھے اس کے کلام کے ساتھ ساتھ اس کی ذات اور اس کی دوستی بھی عزیز ہے، مجھے اس سے پیار ہے اور مشفقانہ لگاؤ ہے۔ اسی پیار اور شفقت کا اثر ہے کہ میں نے اعظم کے لیے صیغہ واحد استعمال کیا ہے۔ یہ میری محبت کا تقاضا ہے امید ہے کہ شاعر کے عقیدت مند اور خود اعظم بھی مجھے اس بے تکلفی کے لیے معاف فرمائیں گے۔

اخیر میں میری یہ دعا ہے کہ اللہ اسے عمر دراز عطا فرمائے کہ اس کارِ صواب و ثواب کو جاری رکھے اور عشقِ رسولؐ کا جذبہ عام کرتا رہے۔

غلام مصطفےٰ تبسم

۲۴ مارچ ۱۹۷۰ء

پیش گفت

نعت خوانِ اعظم، نعت خوانِ اعظم ہے، اتنا تو مجھے معلوم تھا مگر یہ خبر نہ تھی کہ اس کی شخصیت بیک وقت ایک نغز گو شاعر، ادبیات اور دینیات کے ایک ممتاز عالم، ایک سچے مسلمان اور ایک اچھے انسان کے کمالات اور محاسن کی بھی جامع ہے۔ غالباً ۱۹۶۱ء کی بات ہے رنگ محل میں ایک جلسۂ میلاد کا اہتمام تھا میری تقریر تھی اور اعظم چشتی کو نعت پڑھنی تھی یہ پہلا موقعہ تھا کہ جس آواز پر میں برسوں سے سر دھن رہا تھا وہ میرے سامنے ایک سوزِ مجسم کے سینۂ بے تاب سے نکل کر اہلِ محفل کے دل گرما رہی تھی ایک خوش گلو، خوش نوا اور خوش رو انسان قیامت ڈھا گیا۔ میرے دل نے کہا کہ یہ شخص عام نعت خوانوں سے کتنا مختلف ہے، پیشہ ورانہ انداز تو اسے چھو تک نہیں گیا۔ جو بول اپنے منہ سے نکالتا ہے اس کے معنی و مطلب سے آگاہ ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اشعار اس کے حلق سے نہیں دل سے اُبل رہے ہیں۔ نعت پڑھتا ہے تو خود اس کا وجود اس کے کیف میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ اعظم چشتی سے یہ میری پہلی اور مختصر سی ملاقات تھی مگر اس نے دل پر اَن مٹ نقوش ثبت کر دیئے۔ جی چاہا کاش اِسے بار بار سننے اور دیکھنے کے مواقع ملتے رہیں، خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری دعا سُن لی۔ اس کے بعد اعظم کو بیسیوں مرتبہ سُنا۔ سفر و حضر میں قریب سے دیکھا اور مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت محسوس ہوتی ہے کہ اس کی عظمت کا احساس ہر بار پہلے سے گہرا ہوتا چلا گیا۔

اعظم چشتی کو مبداءِ فیاض سے نہایت اعلیٰ اور متنوع صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں، السنۂ شرقیہ کا فاضل، مذہبیات کا عالم، موسیقی کا ماہر اور وسیع مطالعہ رکھنے والا ادیب اور شاعر ہے وہ چاہتا تو کسی بھی میدان میں اپنی عظمت کے پرچم گاڑ دیتا۔ لیکن "یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا" کے مصداق یہ اس کی سعادت بھی ہے اور قربانی بھی کہ اس نے اس مادیت کے دور میں اپنے لیے نعت گوئی کا میدان منتخب

کیا اور اپنی تمام تر صلاحیتیں اسی مقصدِ عزیز کے لیے وقف کر دیں جس کا ثبوت اس کے ایک شعر سے یوں ملتا ہے

یوں تو ہر صنفِ سخن سے ہوں شناسا لیکن　　　نعتِ احمدؐ ہی مری زیست کا ساماں نکلا

دنیا والے تو ہر بات کو نفع و نقصان اور سود و زیاں کی ترازو میں تولنے کے عادی ہیں وہ تو اسے گھاٹے ہی کا سودا قرار دیں گے لیکن اعظم کو کبھی ایک لمحے کے لیے بھی اپنی خوش نصیبی پر شک نہیں ہوا اسے اپنے مقدر پر ناز ہے وہ پورے یقین اور اطمینان کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ

اے خوشا بختِ او کہ ہست اعظم　　　از غلامانِ کمترین حبیبؐ

اسے اُن ان اہلِ قلم پر ترس آتا ہے جو علم کا ذوق اور اس کی طلب رکھتے ہوئے بھی اس علم مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور ہیں۔ کہتا ہے :

اعظم مرے ہم عصر خدایانِ قلم میں　　　کوئی نہ محمدؐ کا شناسا نظر آیا

لوگ اسے دنیاداری کا فن سکھاتے، زراندوزی کے نسخے بتاتے، شہرت و قبولیت حاصل کرنے کے لیے روشِ عام پر چلنے کی نصیحت کرتے ہیں لیکن وہ پلٹ کر انھیں ایک ہی جواب دیتا ہے :

اعظم میں ذکرِ شاہِ زمن کیسے چھوڑ دوں　　　میرے لیے تو ہے یہی سرمایۂ حیات

اعظم چشتی کا یہ انتخاب بلاشبہ حسنِ انتخاب ہے اس نے جو راہ اختیار کی ہے وہ انبیاؑ و اصفیا اور صلحا و اولیا کی راہ ہے۔ انسانیت کے اس بہترین قافلہ کی گرد بھی مل جائے تو دولتِ کونین سے بڑھ کر ہے لیکن اہلِ علم جانتے ہیں کہ یہ راہ جتنی حسین ہے اتنی ہی دشوار اور نازک بھی ہے دو چار نہیں اس میں کتنے ہی سخت مقام آتے ہیں پُل صراط کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اس کا مشاہدہ تو آخرت میں جا کر ہو گا۔ نعت گوئی دنیا ہی میں اس کا نقشہ دکھا دیتی ہے یوں تو جتنی بھی اصنافِ سخن ہیں سب اپنی جگہ مشکل اور اہم ہیں مگر جو نزاکت نعت گوئی میں ہے وہ کسی اور صنفِ شعر میں نہیں پائی جاتی یہاں ایک طرف محبت کے تقاضے ہیں تو دوسری

طرف شریعت کی حدُود۔ جذبہ ایک طرف کھینچتا ہے تو علم دوسری جانب عام محبوبوں کا معاملہ ہو تو قلم آزاد ہے جس طرح چاہے واردات قلب کا نقشہ کھینچ دے مگر یہاں جب محبوب کی بات ہوتی ہے، وہ محبوبِ خدا ہے۔ ایک ایک لفظ میزان میں تُل کے نکلنا چاہیے کہ کہیں سوءِ ادب نہ ہو جائے ایسے کے دینے نہ پڑ جائیں، جو بات ہو افراط و تفریط سے بچ کر ہو، ایک طرف یہ پابندیاں ہیں اور دوسری طرف شعریت کا مزاج اتنا حساس ہے کہ وہ اِن حدود و قیود سے فوراً آورد میں تبدیل ہو جاتا ہے اب محض علم کے بل بوتے پر نعت کہو تو جذبے کی روح سے خالی ہو گی اور محض جذبے کی بنا پر شعر کہو تو اس پر نعت کا اطلاق نہ ہو گا۔ گویا نعت کیا ہے کارگہِ شیشہ گری ہے ذرا سی ٹھیس لگی اور آبگینہ ٹوٹ گیا آب و آتش کو یک جا کرنا پھر آسان ہے مگر جذبہ اور علم کی آمیزش سے تغزل کے کامل شعور کو برقرار رکھتے ہوئے نعت کہنا کارے دارد، یوں کہنے کو ہر دور میں بے شمار لوگ اس سلسلہ میں طبع آزمائی بلکہ قسمت آزمائی کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں مگر ایسی ہستیاں انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں جنھیں شاید قدرت نے روزِ ازل ہی سے اس سعادت کے لیے نامزد کر رکھا تھا اور میں پورے وثوق اور شرحِ صدر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اعظم چشتی کا نام بھی انہی خوش نصیبوں کی فہرست میں شامل ہے۔

اعظم چشتی کی نعتوں کا مطالعہ کیا جائے تو اِن میں عشق بھی نظر آئے گا اور علم بھی، جذبے کی گہرائی بھی ہو گی اور فن کی گیرائی بھی۔ وہ اپنی نعتوں میں بے تکلف قرآنی آیات، دینی اصطلاحات اور تصوف کے اشارات و کنایات استعمال کر جاتا ہے اور اس کے باوجود شعریت کی روح برقرار رہتی ہے، وہ نعت کے لیے غزل کا پیرایہ استعمال کرتا ہے مگر شریعت کا مزاج برہم نہیں ہوتا، ایسے اشعار اس مجموعہ میں ورق ورق پر بکھرے ہوئے نظر آئیں گے، میں مثال کے طور پر یہاں صرف چند اشعار پیش کروں گا۔

انبیا جملہ عظیم اند و محمد اعظم　　　ہمیں دین و ہمیں سودا ہمیں ایمان دارم

جذبۂ حسرتِ دیدار جو تڑپاتا ہے — اپنی کوتاہ نگاہی کا خیال آتا ہے

سمجھا نہیں ہنوز مرا عشق بے ثبات — تو کائناتِ حسن ہے یا حسن کائنات

اعظم نے نعت کے علاوہ غزل بھی کہی ہے اور بڑی پیاری اور پاکیزہ غزل کہی ہے، مجاز میں بھی حقیقت کی کتنی منزلیں طے کرجاتا ہے تصوف اور معرفت کا شعور، درد کی آنچ، محبت کا سوز، مترنم بحریں، موزوں الفاظ، یہ اس کی غزل کے اجزائے ترکیبی ہیں، غزل نے آج تک جو ارتقائی سفر کیا ہے اعظم اس کی جزئیات تک سے واقف ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے اشعار روح عصر سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں وہ وقت کے تقاضوں کو جلو میں لے کر چلتے ہیں ان میں گل و بلبل کی فرسودہ حکایات کی بجائے غم دوراں کے تذکرے ہیں انسانیت کی آہوں کا دھواں ہے اور کمال یہ ہے کہ یہ سب کچھ اس نے غم جاناں کے روپ میں پیش کیا ہے۔ طوالت کے خوف سے اشعار کا انتخاب تو نہ ہو سکے گا، لیکن میرے خیال میں اعظم کا یہی ایک شعر غزل گوئی میں اس کا مقام واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔

اعظم ہمارے ہاتھ سے پیمانہ گر گیا — ہر بوالہوس کے ہاتھ میں پیمانہ دیکھ کر

اس مجموعۂ کلام میں کچھ منقبتیں بھی ہیں کچھ مشہور فارسی نعتوں کا منظوم پنجابی ترجمہ بھی، حمد بھی ہے اور شاعر کا فارسی کلام بھی، اور یہ ساری چیزیں بجائے خود اس قابل ہیں کہ ان پر تفصیلی تبصرہ کیا جائے مگر میں یہ کام نقادانِ سخن پر چھوڑتا ہوں، نہ یہ میرا منصب ہے نہ مقام، میں تو صرف اس صاحب کمال کی پیش خوانی کا شرف حاصل کرنا چاہتا تھا جسے بارگاہِ مصطفوی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے حسانِ پاکستان کا لقب ارزانی ہوا ہے۔

کوثر نیازی

یکم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

نیرِ اعظم

نتیجۂ فکر جناب صوفی غلام مصطفےٰ صاحب تبسم،

حبذا شعرِ اعظمِ چشتی
وہ چہ اسلوبِ شاعرانہ ہست
زہد را آشنائی دادِ بعشق
چہ عجب ربطِ محرمانہ ہست
آتش و آب را بہم آمیخت
گوئیا کارِ معجزانہ ہست
غزل اندازِ معرفت دارد
نعت در رنگِ عاشقانہ ہست
گوکہ تاریخِ ایں مرقعِ نظم
غزل و نعتِ عارفانہ ہست

طلوعِ نیّرِ اعظم

بیاضِ اعظمِ چشتی صراحیِ مئے ناب
سفینۂ غزل و صحنِ گلشنِ شاداب
چمک رہا ہے کہیں حمد کا درِ خوش آب
مہک رہا ہے کہیں نعت کا شگفتہ گلاب
ہر اک خیال میں نیرنگِ چشتیائی ہے
ہر ایک بات ہے سازِ حیات کی مضراب
زہے تراوشِ رگہائے خامۂ مخمور
دل و نگاہ کو مستی سے کر دیا سیراب
ہر ایک نقطہ ہے شبنم کے موتیوں کی طرح
ہر ایک دائرہ پیمانۂ گلابِ ناب

دلِ نفیس پہ وارد ہوئی ہے یوں تاریخ
طلوعِ نیّرِ اعظم پہ دال ہے یہ کتاب
۹ ۸ ۳ ۱ + ۴

★

بپاسِ خاطرِ محبِ محترم محمد اعظم چشتی، سیّد انور حسین نفیس رقم تحریر نمود، ۱۳۹۰ھ

حمد

حدِ کُنہِ تو بادراک نشاید دانست
ویں سخن نیز باندازۂ ادراکِ من است

عرفی

اے خدائے جمال و زیبائی
خوب ہے تیری عالم آرائی

تو کہاں ہے کہاں نہیں ہے تو
محوِ حیرت ہے تابِ گویائی

سب میں موجود اور سب سے جدا
کون سمجھے یہ رازِ تنہائی!

پارہ پارہ قبائے استدلال
ریزہ ریزہ ہے دامِ جویائی

کیا نظر آئے ماسوا کا جہاں
دیکھ کر تیری شانِ یکتائی

یاس میں غم میں اور مشکل میں
تیری رحمت ہی سب کے کام آئی

اعظم اِس نام سے ہے گلشن میں
زندگی، تازگی و رعنائی

لائق حمد تری ذات کہ محمود ہے تو
لائق سجدہ تری ذات کہ مسجود ہے تو

انکساری مرا مقسوم کہ بندہ ہوں میں
خود نمائی ترا دستور کہ معبود ہے تو

بُعد اتنا کہ کبھی آنکھ نے دیکھا نہ تجھے
قُرب اتنا کہ مری جان میں موجود ہے تو

ہے ورا حدِ تعین سے تری ذاتِ قدیم
کون کہتا ہے کسی سمت میں محدود ہے تو

حُسن پردے میں بھی بے پردہ نظر آتا ہے
اتنا چھپنے پہ بھی منظور ہے مشہود ہے تو

میری کیا بُود کہ معدوم تھا معدوم ہوں میں
تیری کیا شان کہ موجود تھا موجود ہے تو

ایک اعظم ہی نہیں عاشقِ ناچیز ترا
سب کا مطلوب ہے محبوب ہے مقصود ہے تو

خرد کو شکوہ بجا اپنی نارسائی کا
کوئی کنارا ہے یارب تری خدائی کا

پڑی ہوئی ہے ابھی تک مقامِ حیرت میں
فلق نظر کو بھی ہے اپنی نارسائی کا

ہر ایک نے تجھے اپنی نظر سے پہچانا
جُدا جُدا ہے ہر انداز دلربائی کا

خیال و وہم و قیاس و گماں سے دُور ہے تو
کسی کو دعوےٰ نہیں تیری آشنائی کا

یہ شرق و غرب کون و مکان و ارض و سما
یہ اک حقیر کرشمہ ہے کبریائی کا

وہ بے حجاب نہیں ہے تو بے نشاں بھی نہیں
مجھے بتایا ہے آئینہ خود نمائی کا:

تعینات کے پردے اُٹھا کے دیکھ اعظم
بہت دراز ہے یہ سلسلہ خدائی کا

میری نگاہ سے مرے وہم و گماں سے دُور
میری خِرد سے دُور مری این و آں سے دُور

راحت سے پاک رنج سے پاک اِبتلا سے پاک
ہر بیش و کم سے ہر غمِ سُود و زیاں سے دُور

حسرت سے پاک سوز سے پاک آرزو سے پاک
حاجت سے پاک عجز سے پاک امتحاں سے دُور

کون و مکاں میں صرف وُہی ایک ذات ہے
جو ہے ہر اک بشر کی چنین و چُناں سے دُور

عظیمؔ وہ ایک ایسی حقیقت ہے بے نشاں
ظاہر ہے ہر نشاں سے مگر ہر نشاں سے دُور

ہے ذکر ترا گلشن گلشن سُبحان اللہ سُبحان اللہ
مصرُوفِ ثنا ہیں سَرو وسمن سُبحان اللہ سُبحان اللہ

غنچوں کی چٹک شبنم کی ضیا پھولوں کی مہک بلبل کی نوا
قائم ہے تجھی سے حُسنِ چمن سُبحان اللہ سُبحان اللہ

کیا دیکھے کوئی وسعت تیری ہو کیسے بیاں عظمت تیری
عاجز ہے نظر قاصر ہے دہن سُبحان اللہ سُبحان اللہ

مطلوب بھی تو مقصُود بھی تو، مسجُود بھی تو معبُود بھی تو
تو روحِ صبا تو جانِ حسن سُبحان اللہ سُبحان اللہ

ہر نقش تری قدرت کا نشاں، ہر نقش کے لب پہ تیرا بیاں
ہر بزم میں تو موضوعِ سخن سُبحان اللہ سُبحان اللہ

مَیں نے جو کہا مَیں نے جو سُنا، کچھ بھی نہ کہا کچھ بھی نہ سُنا
ہے اِس سے وَرا تیرا مسکن سُبحان اللہ سُبحان اللہ

مٹی کو زباں دے کر اُس کو اعجازِ بیاں دینے والے
اعظم کو بھی دے توفیقِ سخن سُبحان اللہ سُبحان اللہ

تیری ہی ذات اے خدا اصلِ وجودِ دوسرا
تیرے ہی نور کی جھلک غازۂ روئے ماسوا
تیرے ہی نور سے ملی فکر و نظر کو روشنی
تیرے ہی نور کی تو ہے شمس و قمر میں بھی ضیا
خالقِ دو جہاں بھی تو رازقِ دو جہاں بھی تو
تیرے کرم سے مستفیض میر و فقیر و انبیا
دونوں جہاں کی نعمتیں ہیں ترے ہاتھ میں سبھی
تیرے ہی در سے جو ملا جتنا ملا جسے ملا
ارض و سما و بحر و بر سب میں ہے تو ہی جلوہ گر
تیرا ہی ذکر کُو بہ کُو خانہ بخانہ جا بہ جا
حمد تری کرے بیاں اعظم بے نوا تو کیا
جب کہ تو بے مثال ہے اور کیف و کم سے ہے ورا

نعت

روشن از پرتوِ رویت نظرے نیست کہ نیست
منتِ خاکِ درت بر بصرے نیست کہ نیست

خواجہ حافظ

زیست وقفِ غم و آلام تھی جن سے پہلے — آدمیت پہ جفا عام تھی جن سے پہلے
آشنا حُسن سے کوئی نہ پرستارِ وفا — عاشقی جرم تھی الزام تھی جن سے پہلے
نہ کوئی درد سے آگاہ نہ غم سے واقف — بے خودی گوہرِ گم نام تھی جن سے پہلے
نشۂ بادۂ وحدت سے کوئی چور نہ تھا — بزم آرائے گلفام تھی جن سے پہلے
دولتِ امن سے محروم تھا دامانِ حیات — زندگی ایک تہی جام تھی جن سے پہلے
عشق بے چارہ تھا بے بہرۂ تسلیم و رضا — عقل آوارہ و بدنام تھی جن سے پہلے
للہ الحمد کہ رحمت کا سراپا بن کر — آ گئے آپ ہر اک غم کا مداوا بن کر

اعظم اب جھوم کے لو سیدِ کونین کا نام
خود خدا بھیجتا ہے جن پہ درود اور سلام

✻

دِل کو آئینہ بنایا گیا جن کی خاطر
آنکھ کو ہوش میں لایا گیا جن کی خاطر

نغمہ بُلبل کو سکھایا گیا جن کی خاطر
گُل میں خوشبو کو بسایا گیا جن کی خاطر

جن کی خاطر ہوئی تخلیق بہارِ اَبدی
باغِ توحید سجایا گیا جن کی خاطر

شاخ کو، غنچے کو، بُلبل کو، چمن کو، گُل کو
عالمِ وجد میں لایا گیا جن کی خاطر

عرش کو مہر کو انجم کو فلک کو مہ کو
ہمہ تن چشم بنایا گیا جن کی خاطر

وہ جمالِ اَزَلی جلوۂ ذاتِ احدی
سارے نبیوں سے چھپایا گیا جن کی خاطر

آگئے آج زمانے میں وہ رحمت بن کر
لائے تشریف وہ اک زندہ حقیقت بن کر

اعظم اِس شان کا محبوب نہ دیکھا نہ سنا
مرحبا صلِ علیٰ صلِ علیٰ صلِ علیٰ

✻

آ گئے آج زمانے میں زمانے والے
رُوحِ خوابیدۂ ہستی کو جگانے والے

زیست کی راہ سے کانٹوں کو ہٹانے والے
تلخیاں عہدِ گذشتہ کی مٹانے والے

میکشوں کو مئے عرفان پلانے والے
سرکشوں کو درِ خالق پہ جھکانے والے

سینۂ دہر سے دھو کر حسد و غم کا غبار
بستیاں عشق و محبّت کی بسانے والے

جس کا کوئی نہ ہو غم خوار زمانے بھر میں
ایسے نادار کو سینے سے لگانے والے

غم کے مارے ہوئے مایوس خطا کاروں کو
اپنے دامانِ شفاعت میں چھپانے والے

اعظم اک آن میں بدلا مری تقدیر کا رنگ
آئے فطرت کو جو آئینہ دکھانے والے

اپنے اللہ کا سب سے بڑا اِحساں بن کر
آ گئے ختمِ رُسل رحمتِ یزداں بن کر

آ گئی سامنے آنکھوں کے خدا کی صورت
آئے سرکار جو اللہ کی بُرہاں بن کر

آدمیت کو نہ مِلتا کبھی منزل کا سُراغ
آپ آتے نہ اگر صُورتِ اِنساں بن کر

دِل کے پژمُردہ چمن میں کبھی آتی نہ بہار
وہ برستے نہ اگر ابرِ بہاراں بن کر

دلِ بیمار مُبارک ترے درماں کے لیے!
آ گیا کوئی دوائے غمِ عصیاں بن کر

توبہ توبہ کبھی کٹتی نہ شبِ تارِ الست!
آپ آتے نہ اگر صُبحِ درخشاں بن کر

حُسنِ تنزیہہ کا وہ جلوۂ اوّل اعظم
سب کے بعد آیا مگر نُورِ دل و جاں بن کر

دیکھیے جذبِ محبت کا اثر آج کی رات
اپنے محبوب کو بُلوا لیا گھر آج کی رات

آئی آواز ذرا اور قریب آجاؤ
منتظر ہے کوئی آغوشِ نظر آج کی رات

چھُپ کے بیٹھا ہے سرِ شام کسی گوشے میں
تابِ جلوہ کہاں رکھتا تھا قمر آج کی رات

خالقِ عرش سرِ عرش بہ صد رعنائی
جلوہ فرما ہے بہ اندازِ دگر آج کی رات

کوئی سمجھے بھی تو کیا کوئی نہ سمجھے بھی تو کیا
اللہ اللہ یہ توقیرِ بشر آج کی رات

جلد لَوٹ آیئے سرکار کہ یہ رات کٹے
ورنہ مشکل نظر آتی ہے سحر آج کی رات

خود بخود اُٹھتے گئے سارے حجاباتِ عظم
جس طرف سے بھی ہوا اُن کا گذر آج کی رات

عرشِ اعظم پہ گئے شاہِ زمن آج کی رات
قابلِ دید ہے فطرت کی پھبن آج کی رات

لے کے جبریلِ امیں حسن کا پیغام آئے
دیکھ کر عشق کا بے ساختہ پن آج کی رات

آج برسے گا دہ عالم پہ کرم کا بادل
دور ہو جائیں گے امت کے محن آج کی رات

اب وہ رستہ نہیں گردش نہیں رفتار نہیں
اک نئے دور میں ہے چرخِ کہن آج کی رات

کوئی دیوار تری راہ میں حائل نہ ہوئی
کوئی منزل نظر آئی نہ کٹھن آج کی رات

دوستو تذکرۂ زلفِ بہاراں نہ کرو
آج کی رات ہے موضوعِ سخن آج کی رات

سیر کیا کون سی معراج کہاں کی رفعت
ہے رواں سوئے وطن جانِ وطن آج کی رات

یہ بھی ہے صاحبِ معراج کی مدحت کا صلہ
مجھ کو حاصل ہوئی معراجِ سخن آج کی رات

چمنِ دہر کا پتہ نہ ہلے گا اعظمؔ!
جب تک آ جائے نہ وہ جانِ چمن آج کی رات

کتنا بڑا ہے مجھ پہ یہ احسانِ مصطفےٰ
کہتے ہیں لوگ مجھ کو ثنا خوانِ مصطفےٰ

جبریل سے مجھے بھی ہے نسبت قریب کی
وہ بھی ہے اور مَیں بھی ہُوں دربانِ مصطفےٰ

بخشش نثار ہونے کو آئی ہزار بار
دیکھا جو مجھ پہ سایۂ دامانِ مصطفےٰ

دوزخ میں جائے گا نہ کوئی اُمتی مرا
اللہ سے ہوا ہے یہ پیمانِ مصطفےٰ

اِک ایک کر کے بند ہوئے سارے میکدے
اس شان سے کھُلا ہے خمستانِ مصطفےٰ

یارب مجھے بھی دیدۂ حسانؓ کر عطا
حاصل ہو اِس گدا کو بھی عرفانِ مصطفےٰ

اعظمؔ کبھی مجھے بھی تو بُلوائیں گے حضورؐ
اک دن بنوں گا مَیں بھی تو مہمانِ مصطفےٰ

سخا بن کر وفا بن کر کرم بن کر عطا بن کر
خدا کا نور اُترا لامکاں سے مصطفےٰ بن کر

حقیقت کی زباں بن کر نشانِ بے نشاں بن کر
رسولِ اللہ آئے حُسنِ مطلق کی ادا بن کر

وہ آئے ہم کو تخلیقِ جہاں کا راز سمجھانے
وہ آئے رہگذارِ زندگی میں رہنما بن کر

ترے جلووں کے قرباں دیدۂ و دل کر دیئے روشن
کبھی بدرالدجےٰ بن کر کبھی شمس الضحےٰ بن کر

اسے دیر و حرم سے کیا غرض جنت سے کیا مطلب
جو اُن کے در پہ بیٹھا ہو گدائے بے نوا بن کر

زہے قسمت کہ اعظم بھی درِ اقدس پہ حاضر ہو
مجسم آرزو بن کر، سراپا التجا بن کر

ایسا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے

ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو ترے در سے
اک لفظ نہیں ہے کہ ترے لب پہ نہیں ہے

ہیں تیرے ہوا خواہوں میں مُرسل بھی نبی بھی
کونین ترے زیرِ اثر زیرِ نگیں ہے

تو چاہے تو ہر شب ہو مثالِ شبِ اسریٰ
تیرے لیے دو چار قدم عرشِ بریں ہے

ہر اک کو میسّر کہاں اُس در کی غلامی
اُس در کا تو درباں بھی جبریلِ امیں ہے

رُکتے ہیں یہیں آکے قدم اہلِ نظر کے
اِس کُوچے سے آگے نہ زماں ہے نہ زمیں ہے

اے شاہِ زمن اب تو زیارت کا شرف دے
بے چین ہیں آنکھیں مری بیتاب جبیں ہے

دِل گریہ کُناں اور نظر سوئے مدینہ
اعظم ترا اندازِ طلب کتنا حسیں ہے

کوئی عالم نہ کوئی صاحبِ عرفاں نکلا
ایک اُمّی ہی مگر صاحبِ قرآں نکلا

شاہِ افلاک ترے ذکرِ مقدس کے بغیر
نامکمل مرا افسانۂ ایماں نکلا

ہر نبی محرمِ اسرارِ الٰہی تھا مگر
کوئی تجھ سا نہ خود آگاہ و خداداں نکلا

خُلد اور اِس قدر آسودگی، اللہ اللہ
سایۂ خُلد ترا سایۂ داماں نکلا

رُک گیا تھا جو کبھی آنکھ سے گرتے گرتے
آج وہ اشک علاجِ غمِ عصیاں نکلا

یُوں تو ہر صنفِ سخن سے ہُوں شناسا لیکن
ذکرِ احمدؐ ہی مری زیست کا ساماں نکلا

یہ جہاں اَور ہے، وہ اَور جہاں ہے اعظم
جس جہاں سے وہ مرا مہرِ درخشاں نکلا

مانا کہ بے عمل ہُوں نہایت بُرا ہُوں مَیں
لیکن رسُولِ پاک کے دَر کا گدا ہُوں مَیں

میں تو تمھارے غم کا سزاوار ہی نہ تھا
یہ اُس کی دین ہے کہ اُسے بھا گیا ہُوں مَیں

جس نے تری تلاش میں صدیاں گذار دیں
وہ چشمِ آرزو ہوں وہ حرفِ دعا ہُوں مَیں

تڑپا رہا ہے جذبۂ بے اختیارِ دید
محسوس ہو رہا ہے کہ یاد آ رہا ہُوں مَیں

دامن بھی تار تار گریباں بھی تار تار
شاید حدِ جنوں کے قریب آ گیا ہُوں مَیں

انسانیت کو بخشی وہ توقیر آپ نے
ہر آدمی سمجھنے لگا ہے خدا ہُوں مَیں

اَعظم مری زبان کہاں اور کہاں وُہ ذات
نام اپنا اُن کے ذکر سے چمکا رہا ہُوں مَیں

عکسِ حق ہے رُخِ مبینِ حبیبؐ
لوحِ محفوظ ہے جبینِ حبیبؐ

ہر قدم پر تجلیوں کا ہجوم
لامکاں ہے کہ سرزمینِ حبیبؐ

سائے کا بوجھ بھی اُٹھا نہ سکی
دیکھیے طبعِ نازنینِ حبیبؐ

سایۂ خلد سے بھی ٹھنڈا ہے
سایۂ زُلفِ عنبرینِ حبیبؐ

یا الٰہی مرے لیے بھی کھُلیں!
لبِ اعجاز آفرینِ حبیبؐ

اے خوشا بختِ اُو کہ ہست اعظمؔ
از غلامانِ کمترینِ حبیبؐ

ہے مظہرِ انوارِ خدا رُوئے محمد
ہے سجدہ گہِ اہلِ وفا کُوئے محمد

ہے قبلۂ عُشّاق جبینِ شہِ لولاک
ہے کعبۂ ایماں خمِ ابرُوئے محمد

ہر سر کے مقدر میں کہاں دولتِ سجدہ
ہر سجدے کی قسمت میں کہاں کُوئے محمد

ہر آنکھ نے دیکھا ہے کہاں وہ رُخِ زیبا
ہر دل کہاں وابستۂ گیسُوئے محمد

اے عشق یہاں کُفر ہے بیباک نگاہی
اے دل ذرا ہُشیار، ہے یہ کُوئے محمد

محشر میں پیمبر بھی شفاعت طلبی کو
دَوڑے ہُوئے آئیں گے سبھی سُوئے محمد

چل پڑتا ہوں اعظم دِلِ مُشتاق کو لے کر
آتی ہے جدھر سے مجھے خوشبُوئے محمد ، صلے اللہ علیہ وسلم

✿

کہیں جس کو دوائے دردِ ہجراں یا رسُول اللہؐ
دکھانا مجھ کو بھی وہ رُوئے تاباں یا رسُول اللہؐ

کرم یا رحمتہ للعالمیں یا شافعِ محشر
کہ ہے خالی عمل سے میرا داماں یا رسُول اللہؐ

سُنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
مرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسُول اللہؐ

کبھی تو رحم آجائے مری آشفتہ حالی پر
کبھی تو ہو گذر سوئے غریباں یا رسُول اللہؐ

دکھاتا پھر رہا ہُوں کب سے اِن سینے کے داغوں کو
سلے گا کب مرا چاکِ گریباں یا رسُول اللہؐ

تمھارا ذِکر کرتا جاؤں گا میدانِ محشر میں
یہی تو ہے مری بخشش کا ساماں یا رسُول اللہؐ

کِیا ہے نام لیواؤں میں شامل اپنے اعظمؔ کو
نہ بھولوں گا قیامت تک یہ اِحساں یا رسُول اللہؐ

✿

اللہ اللہ مدینہ ترا ابطحا تیرا
خُلد کی سمت نہ دیکھے کبھی شیدا تیرا

جلوۂ حُسنِ مشیت رُخِ زیبا تیرا
سرو بُستانِ حقیقت قدِ بالا تیرا

لوگ سمجھے ہیں کہ ہے دیس مدینہ تیرا
در حقیقت ہے مِنَ اللہ ٹھکانا تیرا

تیرا ثانی تو کہاں دہر میں اے ختمِ رُسل
ہم نے دیکھا نہیں اب تک کہیں سایا تیرا

تیری طاعت ہے حقیقت میں خدا کی طاعت
وہی بندہ ہے خدا کا جو ہے بندا تیرا

تو جدھر رُخ کو گھما دے وہی کعبہ بن جائے
کتنا محبُوب ہے اللہ کو منشا تیرا

مَیں گنہگار ہُوں لیکن ترا کہلاتا ہُوں
مجھ کو لے دے کے سہارا ہے تو شاہا تیرا

لوگ اعظم کو پُکاریں ترا عاشق کہہ کر
اِس کرم کے ابھی لائق کہاں بندا تیرا

بختِ خوابیدہ جگایا ہے ہمارا حق نے
کیا بنایا تجھے عالم کا سہارا حق نے

کون دیتا ہے کسی کو کوئی محبوب اپنا
جانے کس طرح کیا ہے یہ گوارا حق نے

کیوں نہ بے مثل ہو بے عیب ہو بے پایاں ہو
اپنے محبوب کو ہاتھوں سے سنوارا حق نے

روئے محبوب حقیقت میں وہ آئینہ ہے
اپنی ہستی کا کیا جس میں نظارا حق نے

مقتدا بعد میں آتا ہے امامت کے لیے
بعد میں رکھا ہے یوں نام تمہارا حق نے

کہیں شاہد کہیں طاہا کہیں یٰسین کہا
یا محمدؐ کبھی کہہ کر نہ پکارا حق نے

بھیج کر رحمتِ عالم کا سراپا اعظمؔ
کر دیا زندہ دو عالم کو دوبارا حق نے

بس جائے اگر دل میں وُلائے مدینہ
واللہ یہ سینہ مرا بن جائے مدینہ

ہے یوں تو ہر اک دِل میں تمنائے مدینہ
آتی ہے کِدھر سے یہ صدا ہائے مدینہ

وہ دل نہیں جس میں نہ محمدؐ کی تڑپ ہو
وہ سر نہیں جس میں نہ ہو سَودائے مدینہ

جنّت کے نظارے کی ہوس ہو جسے اے دل
وہ شوق سے اک مرتبہ دیکھ آئے مدینہ

اُس گنبدِ خضرا کی طرف آنکھ اُٹھانا
ہے ترکِ ادَب اے دِل شیدائے مدینہ

موت آئے اور اِس حال میں آئے تو مزا ہو
ہو لب پہ ثنائے شہِ والائے مدینہ

سر پر رکھوں اعظم اُسے آنکھوں پہ بٹھاؤں
ہاتھ آئے جو اک ذرّۂ صحرائے مدینہ

✱

گزرا وہ جدھر سے ہوئی وہ راہ گذر نور — اُس نورِ مجسّم کی ہے ہر شام و سحر نور
لب نور دہاں نور زباں نور بیاں نور — دِل نور جگر نور جبیں نور نظر نور
گیسو کی ضیا نور عمامہ کی چمک نور — اس آیۂ رحمت کی ہے ہر زیر و زبر نور
سرتا بہ قدم نور عیاں نور نہاں نور — ہر سمت تری نور اِدھر نور اُدھر نور
کیونکر نہ ہوں زہرا و حسین اور حسن نور — اس نخلِ رسالت کا ہے ہر برگ و ثمر نور
ممکن نہیں تا عرش ہر انساں کی رسائی — ہے خاک کا گھر خاک مگر نور کا گھر نور
نسبت ہوئی جس کو تری خاکِ کفِ پا سے — وہ شہر وہ کوچہ وہ در و بام وہ گھر نور
جس صبح اُتارا گیا وہ چاند زمیں پر — وہ ماہ وہ دِن نور وہ ساعت وہ سحر نور
جس رُوئے منوّر پہ ہو والفجر کی طلعت — بے جا نہیں گر اُس کو کہیں اہلِ نظر نور

اعظمؔ کہاں دیکھا ہے مجھے یاد نہیں ہے
رہتا ہے شب و روز ہی پیشِ نظر نور

✱

تو فردوسِ نظر آرامِ جاں ہے
سُرورِ خاطرِ آزُردگاں ہے

ہے کِس محبُوب کی آمد جہاں میں
کہ سجدے میں جبینِ دوجہاں ہے

ہُوائے لذّتِ دیدار کیسی
ابھی ہستی کا پردہ درمیاں ہے

تری صُورت سے پہچانا خُدا کو
ترا جلوہ نشانِ بے نشاں ہے

مہ و خورشید سے تشبیہہ کیا دُوں
تمھاری ذات میں گُم آسماں ہے

بنا جو غازۂ رُوئے حقیقت
غُبارِ کُوئے ختم المُرسلاں ہے

چلو تم سر کے بَل اعظم یہاں پر
یہ محبُوبِ خدا کا آستاں ہے

آتے رہے میخانے مری راہ گذر میں
ہے ساقیِ کوثر مری آغوشِ نظر میں

پہنچے تری رفعت کو کہاں دیدۂ حیراں
گم ہو گئے افلاک تری گردِ سفر میں

کیوں کر نہ ہو رنگیں مرا افسانۂ ہستی
شامل ہے ترا نام مرے شام و سحر میں

آباد ستاروں کا جہاں تیرے قدم سے
تیرے رُخِ روشن کی ضیا شمس و قمر میں

اے نورِ ازل باعثِ تخلیقِ دو عالم
پہچان گئے ہم تجھے پہلی ہی نظر میں

حسرت ہے کہ وہ آئیں تو کچھ اشک بہا لوں
اک آگ کا طوفاں ہے مرے دیدۂ تر میں

اعظم مرے اشکوں میں جو رکھی ہے خدا نے
وہ آب جہاں تاب کہاں لعل و گہر میں

کوئی بھی نہ محبوبِ خدا سا نظر آیا — جس آن میں دیکھا اُسے یکتا نظر آیا
اُس کو بھلا کیا آپ کا سایہ نظر آئے — جس آنکھ کو اللہ کا سایا نظر آیا
ظاہر تری صورت سے ہو احسنِ ازل بھی — دیکھا جو مدینے سے تو کعبہ نظر آیا
مطلوبِ دو عالم بھی ہیں محبوبِ خدا بھی — اک ذات میں اُن کی ہمیں کیا کیا نظر آیا
مَر جاتے اگر دل میں تری یاد نہ آتی — صد شُکر کہ جینے کا سہارا نظر آیا
ذرّے درِ اقدس کے ہیں مہر و مہ و انجم — گردُوں بھی گدائے شہِ والا نظر آیا
جا کر نہ اُٹھی آنکھ سُوئے گنبدِ خضرا — دیکھا ہے وہی دُور سے جتنا نظر آیا

اعظم مرے ہم عصر خدایانِ قلم میں
کوئی نہ محمّد کا شناسا نظر آیا

اُس نے چھوڑا نہ کسی حال میں تنہا مجھ کو
ساتھ رکھتا ہے خیالِ شہِ بطحا مجھ کو

ایک بار آیا جو لب پر شہِ کونین کا نام
رحمتِ حق نے کئی بار پکارا مجھ کو

بزمِ توحید کا ہر گوشہ ہے روشن جس سے
تیری آنکھوں میں نظر آیا وہ جلوا مجھ کو

میں بھی گھر بیٹھے دو عالم کا نظارا کروں
یا الٰہی وہ عطا کر دلِ بینا مجھ کو!

قُربِ محبوب خدا دے یہ بڑی دولت ہے
پھر بھی رہتی ہے تڑپنے کی تمنّا مجھ کو

رفعتِ عرش نگاہوں میں سمٹ آتی ہے
جب بھی یاد آتا ہے وہ گنبدِ خضرا مجھ کو

کتنا محبوب ہے اعظمؔ انھیں رونا میرا
ساری دُنیا کو بُلایا، نہ بُلایا مجھ کو

جذبۂ حسرتِ دیدار جو تڑپاتا ہے
اپنی کوتاہ نگاہی کا خیال آتا ہے

جب بھی آجاتا ہے سہواً کبھی جنّت کا خیال
تیرا مسکن ترا در سامنے آجاتا ہے

حق نے جس شہر کے ذرّوں کی قسم کھائی ہو
واں اُبھرتے ہوئے خورشید بھی شرماتا ہے

دیکھ کر وسعتِ دامانِ کرم حشر کے دن
میرا دامانِ طلب آپ ہی شرماتا ہے

کوئی روتا ہے تو بھر آتی ہیں آنکھیں میری
میں سمجھتا ہوں مدینہ اسے یاد آتا ہے

نعت کا رنگ جو بدلا تو میں سمجھا اعظم
پہلے میں کہتا تھا اب کوئی کہلواتا ہے

دل میں کیا رکھا ہے اب الفتِ حضرت کے سوا
اُڑ گئے رنگ سبھی رنگِ حقیقت کے سوا

حق کو دیکھا ہے خدائی نے جس آئینے میں
کوئی لائے گا کہاں سے تری صُورت کے سوا

آستانِ شہِ لولاک سے آگے جا کر
کچھ نہ پایا دلِ مُشتاق نے حیرت کے سوا

نُورِ توحید سے بھٹکے ہُوئے پروانوں کو
کوئی رہبر نہ ملا شمعِ رسالت کے سوا

تو سما جائے اِن آنکھوں میں تو آنکھوں کی قسم
کوئی صُورت بھی نہ دیکھوں تری صُورت کے سوا

ہیچ ہے دولتِ کونین نگاہوں میں مری
کوئی مقصُود نہیں تیری محبت کے سوا

اعظمؔ اُس بارگہِ شاہ میں کیا لے کے چلوں
میرے دامن میں ہے کیا اشکِ ندامت کے سوا

سمجھا نہیں ہنوز مرا عشقِ بے ثبات
تو کائناتِ حُسن ہے یا حُسنِ کائنات

جو ذِکر زندگی کے فسانے کی جان ہے
وہ تیرا ذکرِ پاک ہے اے زینتِ حیات

اک خالقِ جہاں ہے تو اک مالکِ جہاں
اک جانِ کائنات ہے اک وجہِ کائنات

بزمِ حدُوث میں ہے مُقدّم ترا وُجود
خالق کے بعد کیوں نہ مکرّم ہو تیری ذات

اب تک سجی ہُوئی ہے ستاروں کی انجمن
اِس انتظار میں کہ پھر آئیں وہ ایک رات

ارشادِ مارمیت سے ظاہر ہُوا یہ راز
ہے کبریا کا ہاتھ رسُولِ خدا کا ہات

اعظم میں ذکرِ شاہِ زمن کیسے چھوڑ دوں
میرے لیے تو ہے یہی سرمایۂ حیات

مقدور میں دیارِ حرم کا سفر کہاں — میری جبیں کہاں وہ درِ مفتخر کہاں

اِس بزم میں کہاں گُذرِ فکرِ نارسا — شائستۂ حضور ابھی ذوقِ نظر کہاں

ہر اک کے سامنے وہ اُٹھاتے ہیں کب حجاب — ہر آشیاں نشانۂ برق و شرر کہاں

کوئے بتاں سے کوئے حرم تک پہنچ گئی — دیکھو اُٹھی کہاں سے تو ٹھہری نظر کہاں

اُن کی نظر نہ ہو تو یہ عزمِ سفر ہے کیا — اُن کا کرم نہ ہو تو یہ ذوقِ سفر کہاں

ہیں کتنی آنکھیں ہائے عقیدت سے بہرہ ور — ہر آنکھ کو نصیب یہ لعل و گہر کہاں

بھیجے ہزار ہم نے دُعاؤں کے قافلے — اُس بارگاہِ ناز میں لیکن گُذر کہاں

کر دے جو چاک پردۂ تاریکیِ حیات — وہ آہِ نیم شب وہ فغانِ سحر کہاں

آنکھوں کے سامنے ہے درِ شاہِ دو جہاں — اپنی نظر میں خُلد کے اب بام و در کہاں

دُنیا گئی جہان گیا قافلے گئے — ہم بھی درِ حضورؐ پہ جاتے مگر کہاں

اعظمؔ اسی خیال نے روکا ہے آج تک
حضرتؐ کا آستانہ کہاں اپنا سر کہاں

٭

صادقُ الوعد ابرِ لُطفِ عمیم — مُشفق و مُحسن و رؤف و رحیم
مُنذِر و مُخبر و بشیر و نذیر — شاہد و ناظر و خبیر و علیم
سیّد و رہبر و امام و امیر — مالک و وارث و وسیم و قسیم
اکمل و اکرم و جمیل و ملیح — افصح و ابلغ و عقیل و فہیم
دستِ قدرت کا شاہکارِ جمیل — ذہنِ قدرت کا ایک فکرِ عظیم
شہریارِ دیارِ فقر و غنا — بحرِ الطاف و مہرِ خُلقِ عظیم
سروِ آزادِ گلشنِ توحید — گُلِ خوش رنگِ باغِ حُسنِ قدیم
آئینہ دارِ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ — مِثْلُکُمْ میں بھی بے مثال و عظیم
زیرِ فرمان آفتاب و قمر — ہاتھ میں اُس کے کوثر و تسنیم
جس کے سر پر ہے ابر سایہ فگن — جس کی پا بوس ہے صبا و نسیم
لِیْ مَعَ اللہ کا مقام نہ پُوچھ — راہ میں ہے درِ مسیح و کلیمؑ!
عبد و معبود میں ہے نسبتِ تام — ہے محمّد بھی احمدِ بے میم

سُن کے لَا تَرْفَعُوْا کا حکمِ اعظم
ہو گئی فرض آپ کی تعظیم

کتنی گستاخ ہے نگاہِ خیال
ڈھونڈنے جا رہی ہے اُن کی مثال

دیکھیے میری عجزِ طبع کا حال
اُن کے ابرُو کو کہہ رہا ہُوں ہلال

مَیں اور اندازۂ مقامِ حضورؐ
مَیں نہ صاحب نظر نہ صاحب حال

یہ وُہ میدان ہے کہ جم نہ سکا
اچھے اچھوں کا پائے استدلال

میری نسبت تو آفتاب سے ہے
گرچہ ہُوں ایک ذرّۂ پامال

جو بھی ذرہ اُڑا ستارہ بنا!
اللہ اللہ گردِ رہ کا جلال

نہ تغافل نہ بے رُخی نہ جفا
کوئی لائے تو اُس حسیں کی مثال

دیکھنے والا دیکھتا ہی گیا!
چشمِ بدُور ایسا حُسن و جمال

اُن کی رحمت کو کیوں کرے ناراض
کوئی پھیلا کے اپنا دستِ سوال

ہم اکٹھے رہے جہاں بھی رہے
جہاں مَیں ہوں وہیں ہے اُن کا خیال

لذتِ آرزُو بھی کیا شے ہے
ہجر میں بھی رہا خیالِ وصال

اعظمؔ اُس در کو چُومنے کی ہوس
اپنی صُورت پہ اک نگاہ تو ڈال

جادہ شناسِ منزلِ وحدت صلی اللہ علیہ وسلم
آئینہ دارِ مہرِ مشیت صلی اللہ علیہ وسلم
دافعِ زحمت، قاسمِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
سرتاپا احسان و مروّت صلی اللہ علیہ وسلم

سیّدِ دوراں شاہِ رسولاں صاحبِ قرآں مشعلِ عرفاں
شمعِ ہدایت آیۂ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

رب سے جو چاہیں منوائیں جس کو جو چاہیں دلوائیں
اللہ اللہ شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

ہادی آئے رہبر آئے لیکن کوئی نہ آیا بن کر
ضامنِ بخشش شافعِ اُمت صلی اللہ علیہ وسلم

سمجھو تو ایمان یہی ہے، جانو تو عرفان یہی ہے
آپ کی الفت آپ کی چاہت صلی اللہ علیہ وسلم

ساقیٔ کوثر ہادیٔ اکبر محسنِ عالم مونسِ اعظم
جانِ شرافت رُوحِ صداقت صلی اللہ علیہ وسلم

❋

اُمّیِ نکتہ داں کلیمِ سخن   جانِ علم و عمل حکیمِ زمن
رونقِ چہرۂ گل و گلزار   آبروئے رُخِ بہارِ چمن
وجہِ تخلیقِ بزمِ کون و مکاں   وجہِ تزئینِ گلستانِ زمن
صبحِ فطرت کا اوّلیں پرتو   آفتابِ قدم کی پہلی کرن
سازوسامانِ زندگی سے تہی   اور ماتھے پہ کوئی بل نہ شکن
کوئی دیکھے تو شانِ استغنا   کوئی سیکھے تو سروری کا چلن
ظلمتیں دہر کی ہوئیں رخصت   اُٹھ گئی جب بھی رُخ سے بُردِ یمن
قدِ موزوں نے اور چمکا دی   تیرے دستار و پیرہن کی پھبن

اعظمؔ اعجازِ نعت ہے ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ بزمِ سخن

❋

مُصطفٰے کہیے مُجتبےٰ کہیے
مظہرِ نُورِ کبریا کہیے

بادشاہ کہیے، پیشوا کہیے
رہنما کہیے، مُقتدا کہیے

مُبتدا کہیے مُنتہا کہیے!
وجہِ تخلیقِ دوسرا کہیے

دونوں عالم کا مدعا کہیے
بے سہاروں گا آسرا کہیے

پیکرِ حُسنِ جاں فزا کہیے
باحیا کہیے باوفا کہیے

گُلِ گلزارِ آمنہؓ کہیے
باغِ توحید کی فضا کہیے

مخزن الخُلق وَالسّخا کہیے
معدنُ الجُودِ والعطا کہیے

جلوۂ رُوئے انبیا کہیے
طلعتِ مشعلِ ھُدیٰ کہیے

نازشِ و فخرِ انبیا کہیے
ظلِّ ذی المجدِ والعُلا کہیے

عقل کہتی ہے مِثلُنا کہیے
عِشق بے تاب ہے خدا کہیے

نہ خُدا کہیے نہ جُدا کہیے
عبدہٗ کہیے حق نُما کہیے

جس کو اعظم حضُور آپ سُنیں
ایسی مِدحت کو مرحبا کہیے

شاہِ گردوں مقام عرش خرام　　مظہرِ ذوالجلال والاکرام
خیرِ خلقِ خدا و رحمتِ کُل　　سیّدُالانبیا علیہ سلام
مخزنِ علم و پیکرِ حکمت　　ہیں فصوصِ حکم حروفِ کلام
کُنتُ کنزاً کی وادیوں کا نُور　　آسمانِ قدم کا ماہِ تمام
وَرَفعنَا کی رفعتوں کا امیں　　ابوالارواح کا بھی پیش امام
رازدارِ دنیٰ و اَوادنیٰ　　کتنا ارفع ہے عبدہٗ کا مقام

مطلعِ انبیا حضور کی ذات
مقطعِ انبیا حضور کا نام!

نازشِ فقر جانِ محبوبی　　سروری زیرِ پا و حسن بدام
اشرف الخلق جسمِ پاکِ حضور　　احسن اللہ ذکر ذکرِ شاہِ انام
زینتِ فرق افسرِ لولاک　　سر برہنہ ہیں تاجدار تمام
ہر سرِ موئے گیسوئے واللیل　　شبِ اسریٰ کی اک سہانی شام
مشعلِ والضحےٰ جبینِ مبیں　　چشمِ مازاغ مستیوں کا پیام

گُلِ عارض حدیقۂ عرفاں   لبِ شیریں حیات کا پیغام
دہنِ پاک میں زباں ایسی   جس زباں کا اک ایک لفظ الہام

وہ سخن ہے نہیں بیاں جس کا
وہ بیاں ہے نہیں ہے جس میں کلام

سینہ آئینۂ الم نشرح   دل خدا کی امانتوں کا مقام
تھا یہی انشراحِ صدر کا راز   اس سے لینا تھا آئنے کا کام
ہاتھ مشکل کشائیوں کی کلید   جس سے کھل جائے ہر درِ انعام
ہیں یدُ اللہ فوقَ ایدیہم   انہی ہاتھوں میں دو جہاں کی زمام
خاکِ نعلینِ پاک وہ جس سے   عرش کے بھی چمک اٹھیں در و بام
خاکِ بطحا بھی کیا عجب شے ہے   جس کو حاصل ہے اُن کا قرب مدام

تو بھی عطشم غبارِ رہ بن جا
چاہتا ہے اگر حضورِ دوام

❀

گرچہ از روزِ ازل مشربِ رنداں دارم
نسبتِ خویش باں صاحبِ قرآں دارم

ناسزاوارم و بدکار و پریشاں حالم
آتشِ عشقِ محمد بہ دل و جاں دارم

شبِ ہجرِ تو فروزاں ز خیالِ رُخِ تو
خوش نصیبم کہ چہ آزار چہ درماں دارم

ذکرِ تو فکرِ تو اندیشۂ تو حسرتِ تو
بیں عجب دولتِ کونین بداماں دارم

دلِ غمگیں، جگرِ سوختہ، چشمِ پُرنم
للہ الحمد چہ سرمایہ چہ ساماں دارم

زندہ مانم تو اگر بہرِ عیادت آئی
اے مسیحائے دلم بس ہمیں ارماں دارم

انبیا جملہ عظیم اند محمد اعظم
ہمیں دین و ہمیں سودا ہمیں ایماں دارم

محبوبِ خاص حضرتِ یزداں محمدؐ است
تسکینِ اضطرابِ دل و جاں محمدؐ است

پیغمبراں نہ کرد تماشا بجُز حجاب
آں کس کہ ہر حجاب درید آں محمدؐ است

ہر گوشۂ خیال معطّر زیادِ او!
بُستاں محمدؐ است و بہاراں محمدؐ است

در بزمِ کائنات بایں شانِ دلبری
مقصودِ دو جہاں شہِ خُوباں محمدؐ است

اے حق پرست صاحبِ ایماں شُدی ولے
آگہ نئی کہ حاصلِ ایماں محمدؐ است

عکسِ جمالِ خویش کہ صورت گرِ ازل
در خلوتِ دراز کشید آں محمدؐ است

ہر خشک و تر کہ ملکِ الٰہی ست ملکِ اوست
اعظمؔ بحیرتم کہ چہ انساں محمدؐ است

نہاں تا بُود در پردہ خدا بود
چو ظاہر شد محمد مصطفےٰ بود

دو عالم بود نے ارض و سما بود
بہر سُو نورِ محبوبِ خدا بود

محمد بُود احمد بود حق بود
نہ اِلّا بود و نے ایں حرفِ لا بود

محمد اوّل و آخر محمد
محمدؐ انتہا ہست ابتدا بود

ز پیمانِ وفا برگشت جبریل
ز اسرارِ جنوں نا آشنا بود

خرامیدی در آنجائیکہ آنجا
جہت بُود و زماں بود و نہ جا بود

بہ لوحِ مشہدم یاراں رقم کرد
کہ اعظم بندۂ خیرالورا بود

سلام آئینہ حق نما سلام علیک
فروغِ انجمن دوسرا، سلام علیک
انیسِ خستہ دلاں شافعِ گنہگاراں
جہانِ رحمت و لطف و عطا سلام علیک
ز فرق تا بقدم نور آفرید خدا
ترا کہ ہست رُخت والضحیٰ سلام علیک
خدائے پاک کہ واللیل گفتہ در قرآں
عبارت است ز زُلفِ دوتا سلام علیک
چوں دید تاجِ شفاعت نہادہ در محشر
بحیرت اند ہمہ انبیا سلام علیک
چوں حرف راز شنیدی بخلوتِ فرمودی
چہ رمزہاست ترا با خدا سلام علیک
نگاہ کُن کہ ثنا خوانِ آلِ تو اعظم
بر آستانِ تو آمد شہا سلام علیک

فارسی نعتوں کا پنجابی ترجمہ

نعتِ جامیؒ

وصلی اللہ علیٰ نورے کزو شد نورہا پیدا
زمیں از حبِ او ساکن فلک در عشقِ او شیدا
محمد احمد و محمود وے را خالقش بستود
ازو شد بود ہر موجود ازو شد دیدہا بینا
اگر نامِ محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا
دو چشمِ نرگسینش را کہ مازاغ البصر خوانند
دو زلفِ عنبرینش را کہ واللیل اذا یغشیٰ
ز سرِ سینہ اش جامی الم نشرح لک بر خواں
ز معراجش چہ می پرسی کہ سبحان الذی اسریٰ

ترجمہ

سلام اُس نور تے جس چوں ہوئے نے نور سب پیدا
زمیں مست اودھی الفت وچ فلک دی اوس دا شیدا
محمّد احمّد و محمود کہ کے رب نے وڈیایا
اوسے چوں ہوئی سب خلقت اوسے چوں نور اکھیاں دا
اگر سرکار دے ناں دا نہ آدم واسطا دیندا
نہ آدم دی سُنی جاندی نہ بچدا نُوح دا بیڑا
دو اکھّاں نرگسی جنہاں نوں ما زاغ البصر کہندے
دو زُلفاں عنبری نے مثل واللّیلِ اِذا یغشیٰ
اَلَم نشرح لکَ جامی صفت ہے اُس دے سینے دی
اودھے معراج دی تعریف سُبحان الذی اَسریٰ

نعتِ جامیؒ

کے بود یارب کہ رُو در یثربؐ بطحا کنم
گہ بہ مکّہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

بر درِ بابُ السّلام آیم بہ گریم زار زار
گہ بہ بابِ جبرئیل از شوق واویلا کنم

یا رسول اللہ بسُوئے خود مرا راہے نُما
تا ز فرقِ سر قدم سازم ز دیدہ پا کنم

آرزوئے جنّت الماوٰی بروں کردم ز دل
جنّتم ایں بسکہ بر خاکِ درت ماوا کنم

ہر دم از شوقِ تو معذُورم اگر ہر لحظہ
جامی آسا نامۂ شوقِ دگر انشا کنم

ترجمہ

اوہ کد آوے گا دن یارب جدوں بطحا نوں جاواں میں
کدی ٹھہراں مَیں مکے وچ مدینہ گھر بناواں مَیں
کدی باب السلام اگے مَیں ڈھائیں مار کے رواں
تے باب جبرئیل اگے کدی دُکھڑے سُناواں مَیں
مدینے والیا مینوں دکھا رستہ مدینے دا
بنا کے پیرا کھیاں نوں تے سر دے بھار آواں مَیں
نہ خواہش خُلد دی دل وچ نہ حُوراں دی طلب مینوں
ایہو کافی اے جنت تیرے کُوچے نوں بناواں مَیں
تساڈے شوق وچ مجبور ہو کے وانگ جامیؔ دے
ہر عالم ہر گھڑی ہر پل نویں چٹھی بناواں مَیں

نعت جامیؒ

زرحمت کن نظر بر حالِ زارم یا رسولؐ اللہ

غریبم بے نوائم خاکسارم یا رسولؐ اللہ

ز داغِ ہجرِ تو کے دل فگارم یا رسولؐ اللہ

بہارِ صد چمن در سینہ دارم یا رسولؐ اللہ

توئی تسکینِ دل آرامِ جاں صبر و قرارِ من

رخِ پر نور بنما بے قرارم یا رسولؐ اللہ

توئی مولائے من آقائے من والیِ جانِ من

تو می دانی کہ جز تو کس ندارم یا رسولؐ اللہ

دمِ آخر نمائی جلوۂ دیدار جامیؒ را

ز لطفِ تو ہمیں امید دارم یا رسولؐ اللہ

ترجمہ

کرم دے نال ویکھیں اک واری یا رسُول اللہ
مَیں بے کس بے نوا ہاں اک بھکاری یا رسُول اللہ

تری فُرقت دے زخماں نُوں مَیں دل دے داغ کیوں آکھاں
ہے سینے وِچ مرے فصل بہاری یا رسُول اللہ

تُوہیں تسکین ہیں دل دی تُوہیں ہیں جان دی راحت
دکھا چہرا تے جاوے بے قراری یا رسُول اللہ

تُوہیں مولا تُوہیں آقا تُوہیں وارث ترے باجھوں
کرے گا کون میری غم گُساری یا رسُول اللہ

نزع دے وقت بھی مُکھڑا دکھا دیں اپنے جامی نُوں
ایہو اُمید ہے مینُوں مَیں واری یا رسُول اللہ

نعت جامیؒ

تنم فرسودہ جاں پارا زہجراں یا رسول اللہ
دلم پُر درد و آوارہ عصیاں یا رسول اللہ

چوں سوئے من گذر آری مِن مسکیں زنا داری
فدائے نقش نعلینت کنم جاں یا رسول اللہ

زکردہ خویش حیرانم سیہ شد رُوز عصیانم
پشیمانم پشیمانم پشیماں یا رسول اللہ

زجامِ حُبّ تو مستم بہ زنجیرِ تو دل بستم
نمی گویم کہ من ہستم سخنداں یا رسول اللہ

چوں بازوئے شفاعت راکشائی برگنہگاراں
مکن محرُوم جامی رادراں آں یا رسول اللہ

ترجمہ

ہے میری جان تے تن پارا پارا یا رسولؐ اللہ
ہے دل دُکھیا گنہاں نال سارا یا رسولؐ اللہ
جے آجادیں کدی ویہڑے مرے تے تیریاں جُتیاں توں
کراں قربان تن من اپنا سارا یا رسولؐ اللہ
مرا مُنہ ہو گیا کالا گنہاں دی سیاہی توں
نہ کیوں کیتے تے پچھتاواں زکارا یا رسولؐ اللہ
مَیں مستانہ ہاں تیرا تیریاں زُلفاں دا قیدی ہاں
کدوں آکھاں مَیں ہاں شاعر بچارا یا رسولؐ اللہ
گنہگاراں تے کھولیں جس گھڑی بخشش دا دروازہ
نہ بُھلتے اس گھڑی جامی بچارا یا رسولؐ اللہ

نعت جامیؒ

نسیما جانبِ بطحا گذر کن
ز احوالم محمدؐ را خبر کن
ببر ایں جانِ مشتاقم بہ آنجا
فدائے روضۂ خیر البشر کن
توئی سلطانِ عالم یا محمدؐ
ز روئے لطف سوئے من نظر کن
مشرف گرچہ شد جامی ز لطفش
خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

ترجمہ

ہوائے دیس محبوباں دے جائیں
مرا احوال حضرت نوں سنائیں
ایہہ لے جا جان میری توں مدینے
کریں روضے توں صدقے اِس دے تائیں
کہیں اُس بادشاہ نوں یا محمدؐ
مرے وَلے کرم دی جھات پائیں
اگے ڈِٹھا اے جامی نے اوہ جلوہ
خدایا اوہ دوبارا وی دکھائیں

منقبت

غلامِ ہمتِ آں عارفانِ با کرم
کہ یک ثواب ببینند و صد خطا بخشند

آذری

مشکل کشا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ

اہلِ نظر کی آنکھ کا تارا علیؑ علی
اہلِ وفا کے دِل کا سہارا علیؑ علی

رحمت نے لے لیا مجھے آغوش نُور میں
مَیں نے کبھی جو رو کے پکارا علیؑ علی

اک کیف اک سرُور سا رہتا ہے رات دن
جب سے ہُوا ہے وِرد ہمارا علیؑ علی

کعبے کے بُت گرائے نہیں اپنے ہاتھ سے
حضرت نے مُسکرا کے پُکارا علیؑ علی

دُنیا میں سب سے عالی گھرانے کے نُور ہو
اِس واسطے ہے نام تمھارا علیؑ علی

اعظم یہ مغفرت کی سَند ہے ہمارے پاس
ہم ہیں علیؑ کے اور ہمارا علیؑ علی

کعبۂ اولیا شیرِ خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ

مِلی نہ دولتِ عرفاں بجز نگاہِ علیؑ — امینِ رازِ نبوّت ہے بارگاہِ علیؑ

پڑی ہے رُوئے نبی پر کچھ اس عقیدت سے — کہ آج تک نہ کسی پر اُٹھی نگاہِ علیؑ

فدائے طُور ہو کیونکر گدائے کُوئے نجف — ہزار طُور بداماں ہے جلوہ گاہِ علیؑ

گُناہ گاروں کی بخشش کے دو وسیلے ہیں — نگاہِ مُصطفوی لُطفِ بے پناہِ علیؑ

تھا نصیب کہ میرے لیے اُڑا لائی — ہوائے کُوئے محمدّ غُبارِ راہِ علیؑ

اُنھی کے ذکر سے آرائشِ سخن ورنہ — مرے خیال سے برتر ہے عزّ و جاہِ علیؑ

اُٹھے گا عرصۂ محشر میں سُرخ رُو اعظم
گدائے کوچۂ شبیر و خیر خواہِ علیؑ

تاجدارِ ھل اتیٰ علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ

رسولِ پاک کا میری طرف سلام آیا
مِری زبان پہ جس دم علی کا نام آیا

امیرِ بزمِ ولایت خطاب ہے تیرا
حدیثِ جشنکَ جِسمی ترا مقام آیا

وہ دو جہان کی دولت سے مالا مال ہُوا
ترے حضور جو بن کر ترا غلام آیا

سیاہ کار ہوں آقا، مگر یہ کیا کم ہے
کہ تیرے چاہنے والوں میں میرا نام آیا

علی کا نام ہی اعظم وہ اسمِ اعظم ہے
کہ جس کسی نے پکارا اُسی کے کام آیا

سیّدالشہدا، امام حسین علیہ السلام

فخرِ عالم شہِ زمین و زماں
نورِ جاں نورِ دیدۂ ایماں

راکبِ دوشِ قاسمِ کوثر
شہر یارِ دیارِ تشنہ لباں

دشتِ غربت کا رہروِ تنہا
سوختہ جان و سوختہ ساماں

دل فگار و جگر فگار و حزیں
دوختہ لب ملول و خشک زباں

آشنائے جفا، شہیدِ وفا
بے نیازِ جہانِ سود و زیاں

پیکرِ عزم و ہمّت و ایثار
سر سے پا تک مروّت و احساں

آج پانی کی بوند کو ترسے
بحر و بر جس کے تابعِ فرماں

اک معمّہ ہے اُس کی تشنہ لبی
جس کی ٹھوکر میں چشمۂ حیواں

عظمؔ اُس شاہ پر کروڑوں سلام
جس کا غم ہے نجات کا ساماں

آستانِ حُسینؑ

جہانِ عشق و محبت ہے آستانِ حسین
نشانِ حق و صداقت ہے آستانِ حسین

حدیثِ صدق و صفا داستانِ صبر و رضا
بنائے شوقِ شہادت ہے آستانِ حسین

جہاں میں مسکن و ماوا ہے اہلِ ایماں کا
دیارِ حُسنِ عقیدت ہے آستانِ حُسین

زمانہ کہتا ہے جس کو جمالِ لم یزلی
اُسی جمال کی حُجّت ہے آستانِ حسین

نظر گئی مگر اب تک نہ لوٹ کر آئی
وہ بُرجِ اَوجِ امامت ہے آستانِ حسین

جو دیکھنا ہو تو میری نگاہ سے دیکھو
گناہ گاروں کی جنّت ہے آستانِ حسین

یہیں سے جلتے ہیں عظمِ حقیقتوں کے چراغ
ضیائے شمعِ نبوّت ہے آستانِ حسین

کیا بتائے گا کوئی رفعتِ بامِ حسنین ۔۔۔ چرخِ لاہُوت پہ ہے ماہِ تمامِ حسنین
کوئی دیوانہ خبر لائے تو لائے ورنہ ۔۔۔ حدِ ادراک سے آگے ہے مقامِ حسنین
کتنے خوش ہیں غمِ حسنین میں جلنے والے ۔۔۔ کتنے وارستہ ہیں پابستۂ دامِ حسنین
غمِ حسنین پہ کونین کی خوشیاں قرباں ۔۔۔ رشکِ صبحِ ازل ہے سرِ شامِ حسنین
کسی نااہل پہ کھلتا نہیں کونین کا راز ۔۔۔ کسی کم ظرف کو ملتا نہیں جامِ حسنین
ہائے وہ سر جو نہ ہو خاکِ درِ آلِ رسولؐ ۔۔۔ ہائے وہ دل کہ نہ ہو جس میں مقامِ حسنین
کون ایسا ہے جو اس گھر کا نمک خوار نہیں ۔۔۔ وا نہیں کس پہ درِ بخششِ عامِ حسنین
نارِ دوزخ سے ہے محفوظ گدائے شبیر ۔۔۔ بے نیازِ غمِ عقبیٰ ہے غلامِ حسنین
ہے اسی حسنِ عمل پر مری بخشش کا مدار ۔۔۔ میرے افسانے کا عنواں ہے بنامِ حسنینؑ

ناز کرتی نہ صبا اپنے چلن پر اعظم
دیکھ لیتی اگر اندازِ خرامِ حسنین

سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

عزیزِ بارگہِ کبریا غریب نواز
رفیقِ حلقۂ خیرالوریٰ غریب نواز

اسیرِ گیسوئے مشکل کشا غریب نواز
شہیدِ حُسنِ شہِ کربلا غریب نواز

نثارِ زَہرا ہوا دارِ عترتِ زَہرا
فدائے ہر گُلِ اہلِ عبا غریب نواز

بہارِ گلشنِ عرفاں ضیائے روئے عمل
فروغِ دیدہ اہلِ صفا غریب نواز

وُہی زمین تو ہے سجدہ گاہِ اہلِ صفا
ہے جس زمیں پہ ترا نقشِ پا غریب نواز

جدھر اُٹھی کوئی میخانہ کر گئی آباد
خدا رکھے تری چشمِ عطا غریب نواز

کوئی ہوا ہے نہ ہو گا جہان میں اعظمؔ
ہمارے خواجۂ اجمیر سا غریب نواز

مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مرے ادراک سے بالا ہے عظمت فیضِ عالم کی
کوئی اہلِ نظر جانے حقیقت فیضِ عالم کی

اسے سمجھو خزانہ مِل گیا عرفان و مستی کا
خدا نے بخش دی جس کو محبت فیضِ عالم کی

مجھے محروم لوٹائیں گے ایسا ہو نہیں سکتا
کہ میں بھی لے کے آیا ہوں عقیدت فیضِ عالم کی

خدا کی رحمتیں میرے لیے بے تاب ہو جائیں
اگر حاصل ہو محشر میں رفاقت فیضِ عالم کی

نہ کیوں اِس مہر کی تابانی سے عالم جگمگا اٹھے
خدا کے نور کی مظہر ہے صورت فیضِ عالم کی

شہادت خواجۂ اجمیرؒ نے دی جس کی عظمت کی
وہ لافانی حقیقت ہے ولایت فیضِ عالم کی

زمانے بھر کے ناہنجار کو اعظم بنا ڈالا
مجھے دیکھو میں ہوں زندہ کرامت فیضِ عالم کی

سلطان الاولیا مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

حبذا شانِ مقامِ گنج بخشؒ — ہر شہنشہ شُد غلامِ گنج بخشؒ
گفتۂ خود را کہ حق قرآں گفت — ہست تفسیرش کلامِ گنج بخشؒ
ہر کجا دریائے عرفاں شُد رواں — قطرۂ بودہ ز جامِ گنج بخشؒ
آگہم از تشنگیِ دامانِ خویش — دیدہ ام فیضانِ عامِ گنج بخشؒ۔
پُر شود از نورِ عرفاں جانِ من — بر زباں آید چو نامِ گنج بخشؒ
عرشیاں را ہر زماں اُفتد نظر — بر در و دیوار و بامِ گنج بخشؒ

از عُلوّ مرتبش اعظم مگو؛
خواجہ می داند مقامِ گنج بخشؒ

❀

محبوبِ سبحانی حضرت غوث الاعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

یہی نسبت مری اک نسبتِ لافانی ہے ۔۔۔ دلِ آوارہ گدائے شہِ جیلانی ہے
خاکِ بغداد میں جلووں کی وہ ارزانی ہے ۔۔۔ رشکِ مہتاب ہر اک ذرّے کی پیشانی ہے
تازگی گلشنِ عرفاں میں اسی نام سے ہے ۔۔۔ گرم اسی ذکر سے ہر محفلِ روحانی ہے
اک ہمیں ہیں کہ نہ پہنچے ترے در پر اب تک ۔۔۔ وائے تقدیر یہ کیا بے سر و سامانی ہے

شاہِ بغداد نے بخشی وہ گدائی اعظم
جس پہ سو جاں سے فدا عظمتِ سلطانی ہے

سرچشمۂ عرفان بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

مشعلِ راہِ دیں فریدالدینؒ | شمعِ بزمِ یقیں فریدالدینؒ
آئنہ دارِ خوئے قطب الدینؒ | آبروئے معیں فریدالدینؒ
جس سے روشن ہے رُوئے علم و عمل | ہے وہ ماہِ مبیں فریدالدینؒ
عابد و زاہد و فقیر و فقیہہ | نورِ دینِ متیں فریدالدینؒ
تا قیامت جھکے گی در پہ ترے | عاشقوں کی جبیں فریدالدینؒ
رہے آباد تیرا پاک پتن | سرزمینِ حسیں فریدالدینؒ

میں نے اعظمؔ جہاں پکارا ہے
مل گئے ہیں وہیں فریدالدینؒ

❋

جانِ اَولیا اعلیحضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

خوشا دلے کہ شود مُبتلائے مہرعلی — خوشا سرے کہ شود خاکِ پائے مہرعلی

کلاہِ فقر پسندم نہ افسرِ شاہی — ہمیں بس است کہ ہستم گدائے مہرعلی

چرا کُنم نہ دل و جاں فدائے نعلینش — کہ جان و دل ہمہ دارم برائے مہرعلی

مپرس از دل و دینم ز جان و ایمانم — فروختم ہمہ بریک ادائے مہرعلی

دلم اُمید نہ دارد کہ نا اُمید آید — ز بارگاہِ نبی آشنائے مہرعلی

ز حُبّ دولتِ دُنیا چہ فارغم واللہ — کہ ہست در دل و جانم ہوائے مہرعلی

ز گوشِ جاں بشنو کز حدیقۂ عرفاں — ز شاخ شاخ برآید نوائے مہرعلی

بہ فیضِ سیّدِ جیلان و خواجۂ اجمیر — بر آسماں نظر آید لوائے مہرعلی

دو گونہ ہست محال از بیانِ علم و ہُنر — کشودنِ گرہِ رمز ہائے مہرعلی

فقیرِ میکدہ ام با خرد چہ کار مرا — کہ خوردہ ام ز شرابِ ولائے مہرعلی

بہ دو جہاں نہ دہم لذّتِ اسیری را — بہ کشورے نہ فروشم سرائے مہرعلی

ز رُوئے تو نظر آید کہ محی دین توئی — کہ بر جبینِ تو بینم ضیائے مہرعلی

نہ صُوفیم نہ فقیہم نہ شاعرِ اعظم
شُدہ است بر منِ مسکیں عطائے مہرعلی

سیدی و مرشدی خواجہ غلام سرور شاہ عباسی چکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ

سرورِ من شیخِ من آقائے من — درگہش ملجائے من ماوائے من
سرورِ من حُبِّ من محبوبِ من

سرورِ من جانِ من جانانِ من — سرورِ من دردِ من درمانِ من
سرورِ من سروِ من گلزارِ من — سرورِ من جنّتِ بے خارِ من
اے کہ از ہجرِ تو سوزاں سینہ ہا — اے کہ در یادِ تو گریاں دیدہ ہا
آتشِ عشقِ تو سامانم بسوخت — گاہ دل را سوخت گہ جانم بسوخت
اے بہارِ گلشنِ مقصودِ من — اے قرارِ قلبِ غم آلودِ من
دیدہ ام روشن زخاکِ پائے تُست — مستیم از جام و از صہبائے تست
نورِ چشمِ سیدِ بطحاستی — رونقِ بزمِ شہِ والاستی
از پئے آلِ محمد مصطفےٰ — از پئے مشکل کشا شیرِ خدا
از پئے محبوبِ رب العالمیں — یک زماں حالِ خرابم را ببیں
رحم کُن برما کہ مانا کارہ ایم — چارۂ ما کن کہ ما بیچارہ ایم
آخر اعظم بندۂ کوئے تو ہست
بستۂ زنجیرِ گیسوئے تو ہست

مجذوبِ جیلانی حضرت قاضی محمدؐ عبدالحق قریشی قادریؒ

جلال پور جٹاں

سرِّ عبدالقادر است ایں عبدِ حق — گو بعالم نادرست ایں عبدِ حق
در صفِ صاحبدلاں لاثانی است — فیض یابِ حضرتِ جیلانی است
در دِلش عشقِ حبیبِ کبریا — بر لبش نعتِ محمدؐ مصطفےٰؐ
از مئے حُبِّ نبیؐ مستانہٗ — در تولّائے علیؓ دیوانہٗ
مہرِ تابانِ جہانِ حُسن و عشق — عندلیبِ گلستانِ حُسن و عشق
بر جبینِ او نشانِ سجدہ ہا — آشکار از چشمِ اُو صد گریہ ہا
سینۂ اُو مصدرِ اسرارِ حق — مرقدِ اُو مہبطِ انوارِ حق
روشن از نورِ جبینش بزم ہا — گرم از ذکرِ حسینش بزم ہا

گوہرِ کانِ سخا رخشندہ باد
شمعِ ایوانِ وفا تابندہ باد

اعلیحضرت مولانا محمد احمد رضا خان بریلوی

رحمۃ اللہ علیہ

پرتوِ نورِ ازل ہے رُوئے تابانِ رضا
سایۂ جنّت ہے زلفِ عنبر افشانِ رضا

رُو کشِ مُشکِ ختن ہے بُوئے بستانِ رضا
رشکِ طوبیٰ ہے ہر اک نخلِ گلستانِ رضا

علم و حکمت کو کیا جس نے شناسائے جنوں
ہے وہ فیضانِ رضا واللہ فیضانِ رضا

راہ پاتے ہیں یہیں سے رہروانِ کوئے دوست
جا کے ملتی ہے حرم سے کوئے ایوانِ رضا

دشت بھی سیراب کر ڈالے ترے فیضان نے
میرے دل پر بھی برس آ ابرِ بارانِ رضا

میں اُٹھوں گا حشر میں بھی ان کے مدحوں کے ساتھ
مر کے بھی ہاتھوں سے چھوٹے گا نہ دامانِ رضا

اک جہاں ہے اُن کے الطاف و کرم سے مستفیض
ایک اعظم ہی نہیں ممنونِ احسانِ رضا

❋

ماہِ رمضان

مژدہ اے دل کہ ترے درد کا درماں آیا
رحمتیں بانٹنے اللہ کا مہماں آیا

جس سے روشن ہوا ہر گوشۂ ایوانِ خیال
حق کی جانب سے وہ خورشیدِ درخشاں آیا

آپ آئی ہے اجابت مرے گھر پر چل کر
آپ چل کر مرے گھر چشمۂ حیواں آیا

سب کی بخشش کا وسیلا، غمِ عصیاں کا علاج
ہر مسلمان کی تسکین کا ساماں آیا

رحمتِ خالقِ کونین کا بحرِ مواج
پئے سیرابیِ گلزارِ دل و جاں آیا

حق کی رحمت کا نشاں، میری دعاؤں کا اثر
صورتِ ابر سوئے سوختہ جاناں آیا

بھول جاؤں نہ کہیں تشنہ لبوں کی فریاد
زندہ کرنے کو مرا جذبۂ ایماں آیا

یہ شرف اور کسی ماہ کو حاصل نہ ہوا
لے کے انعامِ الٰہی تہِ داماں آیا

اس کی عزت میں ذرا فرق نہ آنے پائے
سال کے بعد ترے گھر میں یہ مہماں آیا

کر گیا میرے دل و جان کو روشن اعظمؔ
ایک نظارہ جو صد حسن بہ داماں آیا

غزل

عاشق ہم از اسلام خرابست و ہم از کفر
پروانہ چراغ حرم و دیر نہ داند

عرفی رح

جس کی آغوش میں دریا ہے وہ قطرا ہوں میں
جس میں صحرا نظر آتا ہے وہ ذرّا ہوں میں
جانِ گلشن ہوں کبھی رونقِ صحرا ہوں میں
آج تک کوئی نہ سمجھا وہ معمّا ہوں میں
میں جھلکتا ہوں ہر اک رنگ کے آئینے میں
نورِ ہر چشم کا ہر قلب کا کھٹکا ہوں میں
جس کی دہلیز پہ جھکتی ہے تقدس کی جبیں
وہ تبسّم وہ جمالِ رُخِ زیبا ہوں میں
وسعتِ کون و مکاں گم مری پہنائی میں
جس میں بستا ہے زمانہ وہ زمانہ ہوں میں
لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کی صورت ہی نہیں
یہ اگر سچ ہے تو کس حسن کا نقشا ہوں میں
میں کسے یاد کروں کس کو پکاروں اعظم
اس بھری بزم میں بیگانہ ہوں تنہا ہوں میں

❁

واقفِ راہِ شریعت ہوں وہ فرزانہ ہوں
محرمِ رازِ حقیقت ہوں وہ دیوانہ ہوں

کعبۂ اہلِ طریقت ہوں وہ کاشانہ ہوں
مستیاں کرتا ہوں تقسیم وہ میخانہ ہوں

جس سے پیمانے کریں پیار وہ میخوار ہوں میں
جس سے میخوار لپٹ جائیں وہ پیمانہ ہوں

عشق و مستی کے چمن میں ہوں بہاروں کی طرح
علم و حکمت کا چھلکتا ہوا پیمانہ ہوں

اہلِ ایماں کی نگاہوں میں ہے بیت اللہ کا چراغ
بت پرستوں کے لیے زینتِ بتخانہ ہوں

کبھی مسجودِ ملائک ہوں کبھی سر بسجود
ہوں کبھی شمع کبھی صورتِ پروانہ ہوں

کبھی مندر کبھی مسجد ہے ٹھکانا میرا
کبھی کافر ہوں کبھی مومنِ فرزانہ ہوں

پوچھتے ہیں مجھے اربابِ بصیرت واللہ
وہ رخِ یار ہوں وہ جلوۂ جانانہ ہوں

کسی صورت سے بھی ملتی نہیں صورت میری
سب میں بے مثل ہوں یکتا ہوں جداگانہ ہوں

میں وہ پردہ ہوں کہ اُٹھ جائے تو کچھ بھی نہ رہے
دونوں عالم کا بھرم ہوں وہ پری خانہ ہوں

موت کیا مجھ کو مٹائے گی جہاں سے اعظمؔ
ذرے ذرے کی زباں پر ہوں وہ افسانہ ہوں

وہ گُل ہُوں نہیں جس کو بہاراں کی ضرورت
وہ درد ہُوں جس کو نہیں درماں کی ضرورت

ہے علم کتابوں میں مگر عشق نظر میں
اِنساں کو ابھی ہے کسی انساں کی ضرورت

کچھ ایسے بھی ہیں اشک مرے دیدۂ تر میں
جن کو ہے فقط دامنِ یزداں کی ضرورت

ایسی بھی ہے اک برق نہاں خانۂ دل میں
جس کو ہے کسی خرمنِ ایماں کی ضرورت

جو چھین لے مجھ سے مری آہوں کا بھرم بھی
مجھ کو نہیں ایسے کسی درماں کی ضرورت

اے دل جو نہ ہو اپنی حقیقت سے شناسا
مجھ کو نہیں اُس عاقلِ ناداں کی ضرورت

اعظم مری محفل میں نہ جنّت ہے نہ کوثر
آئے وہ جسے ہو غمِ جاناں کی ضرورت

✽

مانا کہ خلد کی سی بھی رونق کہیں نہیں
لیکن جہاں کے ہم ہیں یہ وہ سرزمیں نہیں

لاہوت سے پرے ہے مری سجدہ گاہِ شوق
جھک جائے جو زمیں پہ وہ میری جبیں نہیں

ہے بے نیازِ جلوہ مری چشمِ آگہی
اب کوئی دل نواز نہیں دل نشیں نہیں

اب جستجو نہیں کسی ناقہ سوار کی
لیلیٰ بھی اب مرے لیے محمل نشیں نہیں

اک میں ہوں اور ایک مری بیخودی ہے آج
دنیا میں اور کوئی مرا ہم نشیں نہیں

ہر نکتہ عمیق ہے ابجد مرے لیے
اب سخت میرے واسطے کوئی زمیں نہیں

تجھ کو سکوں ملے گا مری انجمن میں کیا
میرے جہاں میں کشمکشِ کفر و دیں نہیں

اعظم یہ ایک رمز و کنایہ کی بات ہے
حق کی زباں کھلے سرِ منبر، نہیں نہیں

کبھی بہشت کبھی لامکاں سے گُذرا ہُوں
ہر آستانۂ وہم و گماں سے گُذرا ہُوں

ہزار وادیٔ سُود و زیاں سے گُذرا ہوں
مگر خبر نہیں ہوتی کہاں سے گُذرا ہوں

تجھے تو علم ہے اے دوست تیری چاہت نے
جہاں جہاں سے گذارا وہاں سے گذرا ہُوں

اب اُس چمن میں ہُوں جس میں بہار ہے نہ خزاں
اب امتیازِ بہار و خزاں سے گذرا ہُوں

خدا کا شُکر ہے اب کوئی آرزو ہی نہیں
بھلا ہوا کہ غمِ دو جہاں سے گذرا ہُوں

اسی کا نام تجلّی اسی کا نام حجاب
مجھے یہی نظر آیا جہاں سے گذرا ہوں

جہاں کسی کا تخیّل نہ جا سکے اعظمؔ
مَیں لاکھ مرتبہ اس لامکاں سے گذرا ہوں

✽

اپنی ہستی میں نظر آیا نہ کیا کیا مجھ کو
کر دیا میری حقیقت سے شناسا مجھ کو

کون سا راز ہے جو مجھ سے چھپا کر رکھا
کون سا غم ہے جو ساقی نے نہ بخشا مجھ کو

وہ تو موجود تھا ہر آن رگِ جاں کے قریب
دیکھنے دیتا نہ تھا ہوش کا پردا مجھ کو

تا قیامت ترا میخانہ سلامت ساقی
اب تماشا نظر آتی ہے یہ دُنیا مجھ کو

دیکھ کر اپنی ہی صورت مرے آئینے میں
کوئی کہتا ہے بُرا اور کوئی اچھا مجھ کو

کون سا دل ہے جسے سوز نہ بخشا میں نے
کون کہتا ہے بھلا دے گا زمانا مجھ کو

حُسن کو روزِ ازل سے ہے نمائش کی طلب
کاش ہوتا کوئی پہچاننے والا مجھ کو

ہائے بے مائگیٔ اہلِ خرد اے اعظم
کوئی سمجھا بھی تو اتنا کہ نہ سمجھا مجھ کو

ہو جس میں بے خودی کا مزا وہ خودی ہے اور
جس میں خودی کا ہوش ہو وہ بیخودی ہے اور

اس زندگی کی موت سے گھبرا رہا ہے کیوں
اس زندگی کے بعد بھی اک زندگی ہے اور

تو زندگی سمجھتا ہے جس کو وہی ہے موت
میں جس کو موت کہتا ہوں "زندگی ہے اور

یہ بندگی ہے صرف قعود و قیام کی
جس میں قیام کفر ہے وہ بندگی ہے اور

یارب بہشت میں بھی وہ آسودگی نہیں
مجھ کو طلب ہے جس کی وہ آسودگی ہے اور

ساقی ترا کرم مرے قلب و نگاہ میں
پہلے کچھ اور تھی مگر اب روشنی ہے اور

اک مرثیہ ہے جس کو غزل کہہ رہے ہیں لوگ
زندہ کرے جو روح کو وہ شاعری ہے اور

اعظم خودی کے بعد جو حاصل ہو بے خودی
وہ بے خودی ہے اور وہ وارفتگی ہے اور

نظر کو رقصِ پروانہ بڑی مشکل سے ملتا ہے!
دِلوں کو ذوقِ رندانہ بڑی مشکل سے ملتا ہے

جسے دیکھو وہ دیوانہ جسے پُوچھو وہ دیوانہ!
جسے کہتے ہیں دیوانہ بڑی مشکل سے ملتا ہے

سمجھ میں آگیا اے شیخ راز اِس پارسائی کا
کہ اُن ہاتھوں سے پیمانہ بڑی مشکل سے ملتا ہے

مبادا یہ متاعِ ذوقِ سجدہ رہ میں لُٹ جائے
سنا ہے اُن کا کاشانہ بڑی مشکل سے ملتا ہے

اٹھا دو بزم سے اپنی مجھے لیکن یہ سمجھا دُوں
کہ اب ایسا بھی دیوانہ بڑی مشکل سے ملتا ہے

جہاں سرمستیاں تقسیم ہوتی ہیں نگاہوں میں
وُہ اہلِ دل کا میخانہ بڑی مشکل سے ملتا ہے

گدائے میکدہ ہے بے نیازِ جامِ جمِ اعظم
مگر یہ فقرِ شاہانہ بڑی مشکل سے ملتا ہے

٭

نظر آجاتی ہے راحت بھی پریشانی بھی
دل کا آئینہ ہے انسان کی پیشانی بھی

راحتِ غم بھی ہے اور لطفِ پریشانی بھی
اِک معمّا ہے مری چاک گریبانی بھی

ان کے اُٹھ جانے سے محفل پہ وہ رنگت نہ رہی
چھپ گیا چاند تو جاتی رہی تابانی بھی

دشمنِ جاں بھی یہی دشمنِ ایماں بھی یہی
دلِ صد پارہ جو شعلہ بھی ہے طغیانی بھی

تجھ کو کیوں ہو مری بے باک نگاہی کا گلا
اس میں شامل ہے ترے حسن کی عریانی بھی

مَیں نے یہ کہہ کے چھپایا تری بے مہری کو
آگ بن جاتی ہے خوشبو کی فراوانی بھی

دل کے ہوتے کہیں جانے کی ضرورت کیا ہے
اس میں وسعت بھی ہے وحشت بھی ہے ویرانی بھی

کیوں مرے جاتے ہو اعظم غمِ تنہائی میں
حاصلِ عشق ہے یہ بے سروسامانی بھی

جو دل کسی کی یاد سے غافل ہو پھونک دو
بے نور بے چراغ جو محفل ہو پھونک دو

ہنگامہ ہائے ہوسے ہو جس کی فضا تھی
کتنی بھی دلفریب وہ منزل ہو پھونک دو

میرا گلہ فضول ہے اے کاتبِ عمل
مجھ میں مری طرف سے جو شامل ہو پھونک دو

پردے سے لاکھ درجہ حسیں پردہ دار ہے
کتنا حسیں بھی پردۂ محمل ہو پھونک دو

سرکار آپ، اور مقابل ہو آئینہ
حق تو یہ ہے کہ جو بھی مقابل ہو پھونک دو

اعظم بلا سے اپنی وہ ہستی ہی کیوں نہ ہو
جو چیز اس کی راہ میں حائل ہو پھونک دو

آشنا اپنی حقیقت سے گر انساں ہو جائے
واقفِ جلوہ گہِ حضرتِ یزداں ہو جائے

زیست کی راہ کا ہر مرحلہ آساں ہو جائے
آشنا خار سے گر ذوقِ بہاراں ہو جائے

لیے بیٹھا ہے یہاں ذوقِ اسیری مجھ کو
ورنہ چاہوں تو ابھی وادرِ زنداں ہو جائے

ہو جو فرصت تو کبھی جانبِ میخانہ بھی آ
یہ وہ محفل ہے کہ زندہ ترا ایماں ہو جائے

لے چل اے عشق مجھے ایسے جہاں میں کہ جہاں
موت بھی آئے تو آئینہ حیراں ہو جائے

کبھی اللہ کی رحمت سے نہ محروم رہے
آدمی اپنے کیے پر جو پشیماں ہو جائے

جسم کی موت سے مرتا نہیں انساں عظیم
جاں اگر نورِ حقیقت سے فروزاں ہو جائے

❋

وہ ہے شریکِ رگِ جاں تو آرزو کیسی
چمن میں رہ کے تمنائے رنگ و بُو کیسی

کہاں دکھاؤں اسے کس طرف اشارہ کروں
نہ ہو جو قیدِ تعین تو سمت و سُو کیسی

نہ کچھ کہوں تو ہے سب کچھ کہوں تو کچھ بھی نہیں
ہے نطق سر بہ گریباں کہ گفتگو کیسی

وہ مجھ سے دور ہوا ہے دل تو جستجو بھی کروں
نگاہ میں جو بسے اُس کی جُستجو کیسی

نیا نیا ہے ابھی تیرا ذوقِ نظّارہ
دگرنہ یار ہو گھر میں تو ہا و ہُو کیسی

ہوائے سود نہ اندیشۂ زیاں اعظم
اٹھی ہے دل سے یہ تفریقِ ما و تُو کیسی

آپ آجاتے تو کچھ ناز اُٹھاتے ہم بھی
کبھی دل میں کبھی آنکھوں میں بٹھاتے ہم بھی

بزمِ ہستی میں ہمیں لائی ہے چاہت تیری
تو نہ اس بزم میں ہوتا تو نہ آتے ہم بھی

دیکھا جاتا نہ یہ ویرانی کا عالم اُن سے
ورنہ سو بار انھیں گھر میں بُلاتے ہم بھی

اِتنی مشکل ہے کسی رنگ میں ڈھلتی ہی نہیں
ورنہ تیری کوئی تصویر بناتے ہم بھی

جانے کس بات نے محشر میں ہمیں روک دیا
ورنہ ہر بات پہ اک بات بناتے ہم بھی

ہر قدم پر کوئی دیوار کھڑی تھی اعظم
راہ پاتے تو کبھی راہ پہ آتے ہم بھی

عشق میں خوگرِ آزار ہے کوئی کوئی
اہلِ دل میں بھی دل افگار ہے کوئی کوئی

حُسنِ صورت کے طلبگار بہت ہیں لیکن
حُسنِ سیرت کا پرستار ہے کوئی کوئی

بے پیے جس کی نگاہوں سے ٹپکتی ہو شراب
ساقیا ایسا بھی میخوار ہے کوئی کوئی

کھینچ رکھی ہے ہر اک ذہن نے تصویر تری
مئے دیدار سے سرشار ہے کوئی کوئی

دیکھ کر اُن کا کرم اپنے گنہگاروں پر
بے گناہوں کا طرفدار ہے کوئی کوئی

گرتے گرتے بھی جو ساقی ہی کے قدموں پہ گرے
ایسا مستانہ ہشیار ہے کوئی کوئی

زندگی جس کے تجسس میں گزاری ہم نے
اعظم اس غم کا خریدار ہے کوئی کوئی

✲

اِن دنوں دل کو سکُوں ہے نہ پریشانی ہے
میری دنیا میں نہ ظُلمت ہے نہ تابانی ہے

جب سے اُٹھے ہیں نگاہوں سے دُوئی کے پردے
لائقِ سجدہ ہر اک صُورتِ امکانی ہے

آشیاں ہوتا تو بجلی کا بھی کھٹکا ہوتا
یہ بھی اچھا ہوا گلشن ہے نہ ویرانی ہے

کوئی صحرا ہے نہ گُلشن ہے نہ غم ہے نہ خُوشی
مَیں جہاں ہُوں وہاں حیرانی ہی حیرانی ہے

پتّے پتّے کی زباں پر ہے اناالحق کی صدا
چمنِ دہر کا جو نقش ہے لافانی ہے

تو نہ پہچانے تو یہ کس کی خطا ہے اعظم
ذرّے ذرّے سے عیاں صورتِ پنہانی ہے

دل کو رہینِ لذتِ درماں نہ کر سکے
ہم اُن سے بھی شکایتِ ہجراں نہ کر سکے

اس طرح پھونک میرا گلستانِ آرزو
پھر کوئی تیرے بعد اسے ویراں نہ کر سکے

مہنگی تھی اس قدر ترے جلووں کی روشنی
ہم اپنی ایک شام فروزاں نہ کر سکے

بچھڑے رہے تو اور بھی رُسوا کریں گے لوگ
تم بھی علاجِ گردشِ دوراں نہ کر سکے

دِل ان کے ہاتھ سے بھی گیا ہم سے بھی گیا
شاید وہ پاسِ خاطرِ مہماں نہ کر سکے

اُن پر بھی آشکار ہو کیوں اپنے دل کا حال
ہم اس متاعِ درد کو ارزاں نہ کر سکے

اعظم ہزار بار لٹے راہِ عشق میں
لیکن کبھی شکایتِ دوراں نہ کر سکے

اتنے حیران ہو کیوں دیکھ کے صُورت میری
زندگی بھر کا ہے سرمایہ یہ وحشت میری

مَیں نہیں تھا تو نہ ہوتا مگر اے جانِ جہاں
کاش ہوتی تری محفل میں حکایت میری

مَیں گنہگار ہوں لیکن وہ گنہگار ہوں مَیں
مُسکرا دیتے ہیں وہ دیکھ کے صُورت میری

توبہ کرتا ہُوں گناہوں سے مگر اے رحمت
دیکھ کر تجھ کو بدل جاتی ہے نیّت میری

میری صُورت پہ نہ جا میرے گناہوں پہ جا
مَیں تو اچھا نہیں اچھوں سے ہے نسبت میری

جانے کیا رنگ ہے کیا حُسن ہے ویرانے میں
لوٹ آئی درِ رضواں سے عقیدت میری

اب تو یہ حال ہے اے عظمِ شبِ تنہائی کا
اپنی آنکھوں سے بھی پوشیدہ ہے صورت میری

آزاد کب ہُوئے ابھی درد و الم سے ہم
قیدِ حیات میں ہیں نِکل کر عدم سے ہم

اے چشمِ یار تیری مروّت کا شکریہ
دنیا میں جی رہے ہیں تو اک تیرے دم سے ہم

کوئی قدم غلط نہ اُٹھے اُس کی راہ میں
پھرتے ہیں دُور دُور دیارِ صنم سے ہم

اے رحمتِ تمام تری وسعتوں کی خیر
کس درجہ شرمسار ہیں تیرے کرم سے ہم

اے دل وہ کیا زمانہ تھا کیا زندگی تھی وہ
جب آشنا نہیں تھے غمِ بیش و کم سے ہم

یارب وہ اضطراب ہے جس میں مرا بھی ہو
گھبرا گئے ہیں شورشِ دیر و حرم سے ہم

اعظمؔ نہ مِٹ سکے گا جہاں سے ہمارا نام
کچھ نقش کر چلے ہیں جہاں میں قلم سے ہم

ہم بھی کیا زندگی گذار گئے
دل کی بازی لگا کے ہار گئے

موت سے کب تھے مرنے والے ہم
بول تیری زباں کے مار گئے

روکنے پر بھی اُن کی محفل میں
ہم گئے ، اور بار بار گئے

زندگانی کسے عزیز نہیں
ہم ہی تھے تیرا غم سہار گئے

داورِ حشر تجھ سے کیوں پُوچھے
تیرا صدقہ ہمیں اُتار گئے

کتنی سیدھی سی بات تھی اعظم
اُن کی زلفوں کے پیچ مار گئے

٭

کوئی صورت بھی کارگر نہ ہوئی
میری جانب تری نظر نہ ہوئی

سینکڑوں آفتاب ابھر آئے
ہجر کی رات مختصر نہ ہوئی

زندگی کو یہی ملال رہا
آپ کے ساتھ کیوں بسر نہ ہوئی

اک قیامت سہی یہ رات اے دوست
کٹ ہی جائے گی گر بسر نہ ہوئی

دل کے جانے کا غم نہیں اعظم
غم تو یہ ہے مجھے خبر نہ ہوئی

جگمگا اُٹھی میری تنہائی
آج کِس ماہ رُو کی یاد آئی

یا کوئی میکدہ بدوش آیا
یا کوئی زلف آج لہرائی

دیکھ کر کج روی زمانے کی
بن گئے ہوش مند سودائی

اب یہ عالم ہے اپنی راتوں کا
آپ آئے نہ مجھ کو نیند آئی

دل کی وسعت کے سامنے کیا ہے
عالمِ رنگ و بُو کی پہنائی

تیری فُرقت میں وہ بھی وقت آیا
زندگی زندگی سے شرمائی

اعظم اب چھوڑ دو تلاشِ حیات
زندگی جام میں اُتر آئی

✿

کیوں نہ ہو جذبۂ دل اپنے اثر سے محروم
ہو گئی چشمِ وفا حسنِ نظر سے محروم

عشق ہر حال میں انجام سے محروم رہا
شمع رہتی ہے سدا لطفِ سحر سے محروم

کھونے والے وہ بھلا تیری خبر کیا لاتے
زندگی بھر جو رہے اپنی خبر سے محروم

سجدے اب کون سی منزل کے تجسس میں ہیں
ہوتے جاتے ہیں تری راہ گذر سے محروم

یہ زمانے کی ہوائیں یہ حوادث اعظم
کر نہ دیں میری دعاؤں کو اثر سے محروم

آج کل دل کی جو حالت ہے ہمیں جانتے ہیں
ہم کو کس چیز کی حسرت ہے ہمیں جانتے ہیں

غمِ دُنیا، غمِ عقبیٰ کی حقیقت کیا ہے
ہم کو جس غم کی ضرورت ہے ہمیں جانتے ہیں

جس میں پابندیٔ سجدہ ہے نہ تاکیدِ قیام
اس عبادت میں جو لذت ہے ہمیں جانتے ہیں

ڈر رہے ہیں تری عظمت سے دگر نہ یارب
تیری رحمت میں جو وسعت ہے ہمیں جانتے ہیں

لوگ کہتے ہیں دو عالم کا اُجالا جِس کو!
کِس تبسم سے عبارت ہے ہمیں جانتے ہیں

پتہ پتہ چمن دہر کا سرتا بہ قدم
ایک خاموش شکایت ہے ہمیں جانتے ہیں

یُوں تو مِلتی ہیں ہر اک سے وہ نگاہیں اعظم
اُن کی ہم پر جو عنایت ہے ہمیں جانتے ہیں

✽

تری وفا میں تو کوئی کمی نہیں آئی — یہ اور بات کہ مجھ کو ہنسی نہیں آئی
تری نظر کو ہوس ہے، ابھی بہاروں کی — ترے جنوں میں ابھی پختگی نہیں آئی
قدم قدم پہ لٹا گرچہ قافلہ دل کا — لبوں پہ آہ مژہ میں نمی نہیں آئی
اٹھا سکے جو دلوں سے بھی تیرگی کا نقاب — ابھی ستاروں میں وہ روشنی نہیں آئی
انہی کے دم سے جو تھی اور انہی کے ساتھ گئی — دلوں میں لوٹ کے وہ زندگی نہیں آئی
چھپی ہوئی ہے جو اُن گیسوؤں کی ظلمت میں — ابھی قمر میں وہ تابندگی نہیں آئی
روا ہو جس میں ہر اک در کا سجدۂ تعظیم — ہمارے حصے میں وہ بندگی نہیں آئی
نوائے درد ہے میری نظر کی خاموشی — مری وفا کو ابھی شاعری نہیں آئی
کہاں رموز و کنایات جاننے والے — زباں پہ اب یہ شکایت کبھی نہیں آئی

ہزار مرتبہ مایوس ہو کے لوٹ گئی
قضا مرے لیے اعظم نئی نہیں آئی

ان کو منظور نہیں جان سے جانا میرا
ورنہ مشکل تو نہ تھا ہوش میں آنا میرا

ہوشیاری مرے مشرب میں خطا کاری ہے
کیوں نہ ہو کوئے خرابات ٹھکانا میرا

اُن کی آنکھوں میں بھی ہلکی سی چمک آ ہی گئی
کتنی پُر درد حقیقت ہے فسانہ میرا،

بے نیازِ درِ اغیار ہے چاہت میری
تو جو میرا ہے تو ہے سارا زمانا میرا

دوستو نامِ خدا اب مجھے آواز نہ دو
سخت دشوار ہے اب لوٹ کے آنا میرا

دونوں عالم ہیں تری بزم میں عظم کے سوا
کیا قیامت ہے تجھے یاد نہ آنا میرا

کوئی کون و مکاں میں کھو گیا ہے
کوئی کوئے بتاں میں کھو گیا ہے
غمِ جاناں سے گھبرا کر زمانہ
غمِ سود و زیاں میں کھو گیا ہے
زمیں والو جسے تم ڈھونڈتے ہو
فضائے لامکاں میں کھو گیا ہے
وہی اک اہلِ دل تھا کارواں میں
جو گردِ کارواں میں کھو گیا ہے
چلا تھا دل تجسّس میں کسی کے
ہجومِ رہرواں میں کھو گیا ہے
فقط اک سجدہ تھا اپنی جبیں میں
تلاشِ آستاں میں کھو گیا ہے
زمانہ ہو گیا اعظمؔ کو دیکھے!
نہ جانے کس جہاں میں کھو گیا ہے

جب بھی سوجھی شراب خانے کی
تھم گئیں گردشیں زمانے کی

کیوں بہاروں کو کر لیا ناراض
کیا ضرورت تھی مُسکرانے کی

زندگی سے بھی دو قدم آگے
ہے زمیں اُن کے آستانے کی

میرا دل ہے وہ آئنہ جس میں
پُوری تصویر ہے زمانے کی

بَرق سمجھے جسے چمن والے
آگ تھی میرے آشیانے کی

دو گھڑی آ کے میہماں بن کر
آرزو ہے غریب خانے کی

آسماں یا دُھواں ہے آہوں کا
یا ہے گرد اُن کے آستانے کی

مَیں ہوں عکسِ جمالِ یار اعظم
مَیں حقیقت ہوں اس فسانے کی

٭

ارماں نکل گیا نگہِ انتخاب کا
گوشہ سرک گیا جو کسی کے نقاب کا

محفل میں آ کے بیٹھ گئے میرے سامنے
سوچا ہے کیا علاج مرے اضطراب کا

رُخ سے ذرا نقاب اٹھا دو کہ دیر سے
دنیا کو انتظار ہے روزِ حساب کا

محسوس ہو رہا ہے کہ مَیں خود حجاب ہوں
مَیں شکوہ کر رہا تھا تمھارے حجاب کا

بخشا ہے جس نے حوصلۂ معصیت مجھے
ممنون ہُوں مَیں اُس کرمِ بے حساب کا

اعظم ہمیں بھی کھو کے یہ پچھتائیگا کبھی
کیا حال پُوچھتے ہو جہانِ خراب کا

٭

نہ کوئی ماہ وش نہ میخانہ
یہ ترا شہر ہے کہ ویرانہ

دوستو کوئی سنگ یا زنجیر
شہر میں آ گیا ہے دیوانہ

مجھ کو محفل میں آشکار نہ کر
میں ہوں رازِ درونِ میخانہ

امتحانِ جبینِ شوق تو دیکھ
ایک سجدہ، ہزار کاشانہ

ایک ہی شمع کی ہے لَو سب میں
دَیر ہو، کعبہ ہو کہ بُت خانہ

سوز اپنا، غم اپنا، درد اپنا
سب کچھ اپنا ہے دل ہے بیگانہ

آپ تو جانتے ہیں اعظمؔ کو
ایک سودائی، ایک مستانہ

نامہرباں تو پہلے بھی وہ عشوہ گر نہ تھا
جتنا قریب اب ہے کبھی اس قدر نہ تھا

مجنوں کو بھی نصیب نہیں اپنا جانشیں
دیوانہ تو ضرور تھا دیوانہ گر نہ تھا

ہنستے کٹی کہ روتے بہرحال کٹ گئی
اچھا ہوا کہ ساتھ کوئی نوحہ گر نہ تھا

رہتے ہیں تیرے ساتھ وہ اب سائے کی طرح
تیرے خیال میں کبھی جن کا گذر نہ تھا!

پہچانتا ہوں خوب ترے نقشِ پا کو میں
گذرا ہے کون دل سے مرے تو اگر نہ تھا

اچھے رہے کہ مر تو گئے آبرو کے ساتھ
وہ خوش نصیب جن کا کوئی چارہ گر نہ تھا

انجم نہ جانے کس کی رفاقت میں کٹ گیا
ورنہ یہ زندگی کا سفر مختصر نہ تھا

وہ آگ لگی ہے کہ بجھانا نہیں آساں
یوں اُلجھا ہے دامن کہ چھڑانا نہیں آساں

دِل غم کو چھپا لیتا اگر آنکھ نہ ہوتی
آئینے سے احوال چھپانا نہیں آساں

مَیں آؤں گا سو بار بُلا کر تو مجھے دیکھ
مَیں حُسن نہیں ہوں کہ پھر آنا نہیں آساں

چاہو بھی تو ممکن نہیں اب ترکِ ملاقات
دیوانے کو اب ہوش میں لانا نہیں آساں

وہ نقشِ قدم ہوں کہ مٹا سکتی ہے دنیا
لیکن مجھے اُس در سے اٹھانا نہیں آساں

آئینہ گروں نے کئی آئینے تراشے
لیکن تجھے آئینے میں لانا نہیں آساں

اعظم مجھے اس آگ میں ڈالا ہے خدا نے
جس آگ سے دامن کو بچانا نہیں آساں

اے جانِ جہاں کب تک یہ انجمن آرائی
سو آنکھ تماشائی سو آنکھ تمنائی

کہنے کو تو وہ مجھ سے سو بار ملے ہوں گے
احساس میں ہے لیکن اب تک وہی تنہائی

کشتی کا نظارا بھی اک دید کے قابل تھا
موجوں سے بھی ٹکرائی ساحل سے بھی ٹکرائی

کچھ اَور نہیں دیکھا جب سے تجھے دیکھا ہے
کچھ اَور نہ یاد آیا جب سے تری یاد آئی

پیمانے چھلک اٹھے وہ آنکھ جدھر اٹھی
میخانے اُمڈ آئے وہ زلف جو لہرائی

بے وجہ نہیں عظمؔ غنچوں کی یہ خاموشی
جو پھول ہنسا اُس نے ہنسنے کی سزا پائی

گھبرا گیا تھا کعبہ و بتخانہ دیکھ کر
جی خوش ہُوا ہے رونقِ میخانہ دیکھ کر

ساقی نے بزمِ خاص میں مجھ کو بُلا لیا
صرف ایک میری لغزشِ مستانہ دیکھ کر

مُڑ مُڑ کے دیکھتے تھے مرے ہم سفر مجھے
میں رُک گیا تھا راہ میں میخانہ دیکھ کر

اب مَیں تری نگاہ کا مطلب سمجھ گیا
اب ہاتھ کانپتا نہیں پیمانہ دیکھ کر

ناصح ترا خیال بجا، مشورہ درست
کچھ سُوجھتا نہیں درِ جانانہ دیکھ کر

کچھ لوگ مُسکرا دیئے کچھ لوگ رو دیے
مجھ کو شریکِ محفلِ رندانہ دیکھ کر

اعظم ہمارے ہاتھ سے پیمانہ گر گیا
ہر بُوالہوس کے ہاتھ میں پیمانہ دیکھ کر

٭

دلِ مضطر ترے نالوں کا جواب آیا ہے
بے نقاب آج کوئی حُسن مآب آیا ہے

کتنی بے کیف تھی، بے رنگ تھی بے رونق تھی
آپ آئے ہیں تو محفل پہ شباب آیا ہے

آگ ہی آگ تھی نشہ تھا نہ مستی نہ سرور
آپ آئے ہیں تو کچھ لطفِ شراب آیا ہے

اب اُداسی ہے نہ ظلمت ہے نہ تنہائی ہے
آپ کے آنے سے کس کس پہ عذاب آیا ہے

اعظم اب دل کو سنبھالوں کہ نظر کو روکوں
جانے کیا کیا لیے وہ مستِ شباب آیا ہے

✲

در عالمِ یکتائی گفتار نمی گنجد
اقرار نمی گنجد، انکار نمی گنجد

در محفلِ یک بیناں چہ مستی چہ ہشیاری
مستانہ نمی گنجد، ہشیار نمی گنجد

در مذہبِ درویشاں کفر است نہ اسلامے
ویرانہ نمی گنجد، گلزار نمی گنجد

در مسلکِ رندانہ اے شیخ چہ می پُرسی
تسبیح نمی گنجد، زُنّار نمی گنجد

اے عاشقِ نادانے دیدار چہ می خواہی
در عرصۂ لاہوتی دلدار نمی گنجد

چوں فاش کنی اعظم ایں سرِ حقیقت را
در جلوہ گہِ کثرت ایں کار نمی گنجد

جانِ من سوئے من انداز نگاہے گاہے
بشنو احوالِ دلِ چشم براہے گاہے

جانِ مشتاق بہ لب آمدہ از تشنہ لبی
بگذر اے ابر بسوئے خشک گیاہے گاہے

ناصحا منع نہ کردی تو ازیں راہ مرا!
گر تو دیدی رخِ آں یار براہے گاہے

بے خبر رَو کہ تو پروانۂ آں شمع نئی
دل نہ بستی تو بہ آں زلفِ سیاہے گاہے

اوّل اے جاں زدِلم صبر و قرارم بُردی
باز دیدی نہ بدز دیدہ نگاہے گاہے

ایں قدر مستِ شرابم کہ بہ جوشِ مستی
سجدہ کردم بہ درِ میکدہ گاہے گاہے

اعظمؔ آں درد کہ از آہ فسردہ می گردد
تیز تر می شود آں درد بہ آہے گاہے

چوں خمار اُفتد بگیرم جام را
من ندانم وقتِ صبح و شام را

بستہ ام دل با سرِ زلفِ کسے
دانم ایں آغازِ بے انجام را

چوں نہادم پا بہ راہِ عاشقی
سوختم سامانِ ننگ و نام را

یا قفس را از نگاہم دُور کن
یا قریبِ آشیاں نِہ دام را

رِندی و مستی ز ہُشیاراں مجو
کَے دہند ایں راز مردِ خام را

گر توانی گہ بہ درمانم بیا
شاد کن ایں بندۂ بے دام را

بگذر اے اعظم ازیں زُہدِ ریا
چاک کُن ایں خرقۂ بدنام را

٭

رحمتِ او گلہ دارد چہ جفاے کردی — بے خطا مُردی ندانی کہ خطاے کردی
بر ہوا داریِ خویش اینقدر اے دوست مناز — چیست یک جاں کہ بر آں شاہ فداے کردی
ہیچ مہماں نہ نشینم بہ سراے خاطر — اے غمِ یار ازاں روز کہ جاے کردی
ترسِ دوزخ ہوسِ خلد زدِل بیروں شد — برِ اسیرِ رُخ و گیسو چہ عطاے کردی
منم آنم کہ یکے جلوہ دل و جانم سوخت — تیز چوں بارِ دگر تیغِ اداے کردی
ایں محال است کہ یک لحظہ فراموش کنم — آں وفاے کہ بہ اندازِ جفاے کردی
چہ عذابیست کہ دل می پرد از بر یارب — عشق دادی کہ گرفتارِ بلاے کردی

عظم از کلکِ تو ایں طرفہ غزل حیرانم
از نئے خشک عجب پیدا نواے کردی

دادم بہ نگاہے دل و دیں خوش نظراں را
جادو نظراں گل رخاں سیمیں ذقناں را

وارستگی خواہی اگر از تلخی دَوراں
از دست مدہ صحبتِ شیریں دہناں را

آشفتگی و درد و جگر سوزی و مستی
نوریست کہ حاصل شود آں دیدہ وراں را

دیوانگی آموز، کہ آں پیرِ خرابات
بیروں کند از میکدہ صاحب ہنراں را

خوباں گلہ دارند کہ با ما نمی سازد
از غیرتِ چشم چہ خبر بے خبراں را

قتلِ من مسکیں بہ ازاں جور کہ روزے
دیوانۂ حسنِ تو بہ بینم دگراں را

اعظم غمِ عشق است عجب جنسِ گرامی
یک ریزہ نہ بخشند از و بوالہوساں را

✻

ماہ یک پرتوِ انوارِ صنم خانۂ ما مہر یک ذرہ زخاکِ درِ کاشانۂ ما
عرش یک پایہ زایوانِ نہاں خانۂ ما وسعتِ کون و مکاں گوشۂ ویرانۂ ما
ہیچ عیار نہ گنجد بہ دیارِ مستی ہیچ آفت نہ رسد تا درِ میخانۂ ما
عارفِ حسن پرستیم چہ کعبہ چہ کنشت ہمہ جا منزلِ ما و ہمہ جا خانۂ ما
وائے بر برقِ نگاہے کہ نہ دل را سوزد وائے بر شمعے کہ روشن نہ کند خانۂ ما
نورِ دیدہ طلبند از رہِ او دیدہ وراں کیمیا نیست غبارِ رہِ جانانۂ ما
عظمتِ مستیِ ما بادہ پرستاں دانند صوفیاں بے خبر از لغزشِ مستانۂ ما
کس نہ پرسید چہ خواہیم و چرا می نالیم کس ندانست چہ جوید دلِ دیوانۂ ما

تا قیامت نشوی محرمِ اسرارِ الست
تا بہ کامت نہ چکد قطرہ ز پیمانۂ ما

انوارِ چشتیاں

اجمیر ہست مطلعِ انوارِ چشتیاں ・ سُلطانِ ہند قافلہ سالارِ چشتیاں
حُورانِ خُلد را بہ نگاہے نمی خرند ・ آنانکہ دیدہ جلوۂ رخسارِ چشتیاں
یک خواہ دیک پرست دیک آگاہ دیک شناس ・ یک بین شدہ است دیدۂ بیدارِ چشتیاں
در بزمِ ہست و بُود نہ بینند غیرِ دوست ・ آنانکہ گشتہ محرمِ اسرارِ چشتیاں
سوزند خرمنِ خس و خاشاکِ ماسوا ・ گر اہلِ دل نئی نشوی یارِ چشتیاں
آں مُرغِ شوق کو کہ نیفتد بہ دامِ کس ・ گردد بہ یک نگاہ گرفتارِ چشتیاں
در قلب دو سرا نہ میسر شود ترا ・ وسعت کہ ہست در دلِ بیدارِ چشتیاں
حیراں مشو کہ ایں ہمہ رندانِ شہرِ تو ・ مستی خریدہ اند ز بازارِ چشتیاں
اے رہ روِ دیارِ محبت بیا بیا ・ درمانِ تُست سایۂ دیوارِ چشتیاں
تا قطرۂ چکیدہ بکامم ز جامِ چشت ・ شد سینہ ام خزینۂ اسرارِ چشتیاں

در رقص آمدم سرِ محفل چوں غوثؔ اچہ گفت
اَعلم کجاست ؟ بُلبلِ گلزارِ چشتیاں

تاریخِ طباعت "نیرِ اعظم"

از مخمورؔ سدیدی لاہور

ایک اِک ہے شعرِ اعظم بالیقیں — رُوح پرور، وجد آور، دِل نشیں
مصرع مصرع رُودکش باغِ جناں — ہر غزل ہے غیرتِ ارژنگِ چیں
اس کے ہے اشعار میں وہ رنگ و بُو — کھُل گئی ہو جیسے زلفِ عنبریں
اللہ اللہ نعتِ اعظم کے حضور — آ گئے ہیں وجد میں رُوح الامیں
نعتِ اعظم ہے کہ جامِ معرفت — شعرِ اعظم ہے کہ کیفِ ساتگیں!
عشق و مستی سوز و ساز و جذب و شوق — کون سا نشہ ہے جو اس میں نہیں
یُوں معانی ہیں نہاں اشعار میں! — جیسے ہو لیلےٰ کوئی محمل نشیں!
ہو گئی ہے تازہ پھر جامی کی یاد — کیوں نہ ہوں خوش رحمۃ للعالمیں
کہ دے اب مخمورؔ تو تاریخِ طبع — جس کو سُن کر جھوم جائے حُورِ عیں

تاجِ دَوراں، جلوۂ صبحِ شرف

۹۰   ۸   ۱۳

زینتِ ارکان، خیر المرسلیں!

دوہڑے

○

اَن ڈٹھیاں جہدی تاہنگ دلاں نوں اتے بِن ملیوں جہدی یاری
بِن زلفوں جہدا قیدی دو جگ بِن نیناں مست خماری
بِن ہجروں جہدی یاد ستاوے بِن صورت خلق پکاری
اعظمؔ اوس دی حمد کی لکھاں مری حمد ادھے کس کاری

○

جان اَزل دی روح ابد دی اتے باغ قدیم دا مالی
آپ مبترا ہر جا کولوں، نہیں اُس توں کوئی جا خالی
ہر صورت تھیں پاک منزّہ، ہر صورت مظہر عالی
اِک تصویر دے رخ نے اعظمؔ، دونویں تفصیلی اجمالی

○

اوہو ای اوہو اوہو ای اوہو ساتوں وِسیا ہور نہ کائی
اوہو ای اوہو اک اِکلا دِسّے ہر پاسے ہر جائی
وِچ زمیناں تے اسماناں ہر پاسے نظر دوڑائی
ہر آئینے دے وِچ اعظمؔ اِکو صورت نظریں آئی

○

○

کنھوں لبھنائیں کتھے لبھنائیں کیوں پھس گیا ایں وچ حجاباں
نہ اوہ ورد وظیفیاں دے وچ اتے نہ اوہ وچ کتاباں
عقل فکر دا کم نہ اوتھے نہ اوہ آوے وچ حساباں!
اعظم اپنا آپ پھرولیں کیوں پے گیا ایں وچ عذاباں

○

اک مقام اجیہا آیا جتھے حیرانی حیرانی
ہر پاسے انوار وجوبی سب ویرانی ویرانی
ہر پاسے تنزیہی جلوے ہر پاسے لا امکانی
اعظم دُور دراز خلا وچ دِسے ہُو ہُو دی سلطانی

○

وحدت دے دریا دے اندر اسیں ڈُب گئے تردے تردے
باقی دے وچ فانی ہو کے اسیں بچ گئے مردے مردے
جھڑے پھس گئے کثرت اندر رہ گئے پچھے ڈردے ڈردے
اعظم لکھ لکھ شکر خدا دا اسیں جت گئے ہردے ہردے

○

○

نَحنُ اَقربَ کہندا کہندا سوہنا ساڈے وِہڑے آیا
حبل ورید دی سیج وچھا کے ساڈے اندر ڈیرا لایا !
فِی اَنفُسکُم شمع جلا کے ساڈا لوں لوں آ چمکایا
اعظم یار دَسّے وِچ گھر دے اساں اینویں شور مچایا

○

جے اوہ رہندا کعبے اندر دس بُت خانے وِچ کیہڑا
جے اوہ رہندا وچ مسیتی دس میخانے وِچ کیہڑا
جے اوہ رہندا بستی اندر دس ویرانے وِچ کیہڑا
اعظم جے اوہ نُور شمع دا دس پروانے وِچ کیہڑا

○

یارب ایہناں لوکاں تائیں جے مَیں دسّاں عادت تیری
کرم ترے دی حد دکھا داں نالے دسّاں عنایت تیری
ویکھ کے وسعت فضل ترے دی کرے کون عبادت تیری
اعظم ڈردا گل نہ کردا متے رُس جائے رحمت تیری

○

○

میریاں عیباں ول نہ جاویں مری جھولی عملوں خالی
میں ادنے تے اسفل ازلوں تری ذات ازل توں عالی
نام لیوا محبوب ترے دا جہدے موہڈے کملی کالی
اعظم میرے عیب چھپاسی جہڑا دیس عرب دا والی

○

کون آیا اج دنیا اتے ہوئیاں گلی گلی رشنائیاں
ابراہیمی گلشن دے وچ اج عجب بہاراں آئیاں
جس نوں حاصل کرن دی خاطر پیاں مکے وچ دہائیاں
اعظم لعل حلیمہ لے گئی ہتھ مَل دیاں رہ گیاں دائیاں

○

بعد خدا دے سب توں افضل جہدا کلمہ پڑھے خدائی
پڑھے درود خدا جس اتے جہدا جبرائیل فدائی
جتھے کوئی رسول نہ پہنچے اوہدی اوتھوں تیک رسائی
اعظم اساں بہشت کی کرنا جے اوہدے در دی ملے گدائی

○

○

نور نبی دا اوس ویلے دا جدوں زمین اسمان وی نہیں سی
لوح محفوظ نہ عرش نہ کرسی اجے کون مکان وی نہیں سی
نہ سورج نہ چن نہ تارے اتے آن زمان دی نہیں سی
اعظمؔ آدمؑ حواؑ والا اجے نام نشان دی نہیں سی

○

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کہہ کے اوہنوں خالق نے وڈیایا
ایس توں پہلے ایڈا رتبہ کسے ہور نبی نہیں پایا
ختم رسل دی مہر لوا کے سوہنا سب توں پچھے آیا
ایسے خاطر اج تک اعظمؔ کوئی ہور نبی نہیں آیا

○

ہور نبی کوئی اونا ہندا تے اوہ آپ توں پہلے اوندا
پہلے نبیاں وانگوں اوہ بھی کوئی معجزہ نال لیوندا
یا کوئی نویں کتاب دکھوندا یا نواں پیغام سنوندا
لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اعظمؔ کیوں پاک نبیؐ فرموندا

○

○

ویکھن نوں اوہ ساڈے ورگا پر ایہیں کدوں اُس مُل دے
پتھر لعل دے بھا نہیں وِکدا پھُل کنڈیاں نال نہ تُل دے
جو اسرار حضورؐ تے کھُلّے اوہ ہر اِک تے نہیں کھلدے
اعظمؔ اوہ عرشاں تے پھردا ایہیں گلیاں دے وِچ رُلدے

○

رات معراج اسماناں تائیں، رَب دُلہن وانگ سجایا
سارے جلوے کٹھے کر کے اک نوری تاج بنایا
نال پیار بلا تشبیہوں محبوب دے سِر پہنایا
ایدوں اگے خبر نہیں اعظمؔ رب کیہ کیہ جھولی پایا

○

جبرائیل نے آن جگایا، جدوں سوں گیا سب زمانہ
بن ٹھن کے محبوب خدا دا ہویا عرشاں ول روانہ
جس جا اُتے جا نہ کوئی، اوتھے پہنچیا نبیؐ یگانہ
اعظمؔ دید دی خاطر سدیا وِچ بن گیا سیر بہانہ

○

○

لنگھ گئے سِدرہ توں حضرت تھلے رہ گئے سب ناسُوتی
عرش وی تھلّے نوح دی تھلّے تھلّے رہ گئے سب ملکُوتی
گذر گئے جبرُوتوں اگّے مُنہ تکدے رہے جبرُوتی
اعظم حیرت وِچ کھلو کے اُتاں دیکھن سب لاہُوتی

○

توں نہیں محرم شان نبیؐ دا کیوں کرنا ایں ایڈ بیباکی
اوہنوں اپنے ورگا آکھیں جہدے خادم نُوری خاکی
جس نوں خالق کول بُلا کے دسّے سارے راز افلاکی
اعظم اوہدے ورگا کہڑا، جہدے سِر تے تاج لولاکی

○

جے چاہیں توں مومن بننا، بن خدمت گار نبیؐ دا
کس کم جج زکوٰۃ نمازاں، جے کریں انکار نبیؐ دا
جے توحید دی لذّت چاہیں، پہلوں کر اقرار نبیؐ دا
اعظم کس کم سجدے تیرے جے نہ دل وِچ پیار نبیؐ دا

○

○

اِک پاسے محبوب خدا دا اِک پاسے کل خدائی
اَیدی شان تے اَیدی عظمت کِسے ہور اِنسان نہ پائی
سارے نبیاں نالوں اُچا، اَیڈا اُچا ہور نہ کائی
اعظم اوہنوں کون گھٹاوے جہدی رب کرے وڈیائی

○

جہڑا عاشق پاک نبیؐ دا اوہنوں خوف کی رُوز حشر دا
نہ اُس دوزخ دے وچ سڑنا تے نہ اوہنوں خوف قبر دا
جس نے جام عِشق دا پِیتا، اوہنوں زَہر اثر نہیں کردا
اعظم جہڑا عشق دا بندہ، اَوہ موت ہتھوں نہیں مردا

○

شاہنشاہا دیس عرب دیا، ترا وَسدا رہے مدینہ
کی آکھاں کس منہ نال آکھاں مرا روشن کردے سینہ
کی اَوقات مری کیوں آکھاں مرا کر جا پار سفینہ
جبرائیل جیہے ترے بَردے، ایتھے اعظم کَون کمینہ

○

○

کوئی عمل نہ چجدا میرا، تے مَیں کیویں یار نوں بھاواں
نہ کوئی علم نہ گُن کوئی پلّے، پیا اپنا آپ لُکاواں
دیکھ کے صورت اپنی وَتوں، تے مَیں آپے ای شرماواں
اعظم وچ دربار نبیؐ دے، دس کہڑے مُنہ نال جاواں

○

ہے مُنکر جہدے دل دے اندر نہیں عشق صدّیقؓ ولی دا
اوہ بھی جان ایمان توں خالی جہڑا دشمن عمرؓ جری دا
جنّت کدی نہ جاسی جس نوں نہیں پیار عثمانؓ غنی دا
اعظم اوہ بھی وڈّا کافر، جہڑا نہیں حُب دار علیؓ دا

○

چارے یار نبی دے عاشق، کوئی دِسّے نہ چاراں ورگا
نہ اِس دھرتی پیدا کیتا، کوئی اینہاں یاراں ورگا
نہ کوئی ہویا نہ کوئی ہوسی، اینہاں جان نثاراں ورگا
اعظم شان صدّیقؓ کی دساں، اِکّو یار ہزاراں ورگا

○

○

لمّی زلف محبُوب مرے دی جویں لمّی رات ہجر دی
متھے وِچّوں لاٹاں نِکلن، جویں طلعت مہر سحر دی
نین نرالے مست رسیلے وِچ جھلک مَا زَاغ بَصَر دی
اعظمؔ چمک دنداں دی اگّے کی قیمت قدر گہر دی

○

ذِکر ماہی دا لُوں لُوں رَچیا، اسیں اِکّو کم وِچ رُجھّے
عِشق رسُولؐ دیوانیاں کیتا سانوں اپنا آپ نہ سُجھّے
جہڑا نہیں اِس راہ دا راہی، اوہ ساڈا دَرد نہ بُجھّے
اعظمؔ وِرلا ای کوئی جانے، ساڈے روگ اندر دے گجھّے

○

یا رب ہور نہ منگاں تیتھوں مینوں یار دے دیس پُچا دے
جتھّے جھاڑُو دیہن فرشتے، اوہ سوہنا شہر دکھا دے
جنہاں گلیاں وِچ پھریا سوہنا اونہاں گلیاں دی خاک بنا دے
اعظمؔ تے جے کرم کما دیں، اینہوں یار دی دید کرا دے

○

○

جس دی مثل مثال نہ کوئی اوہ تے اِکو ذات شبیرؑ اے
حسبوں نسبوں ارفع اعلیٰ، اساں منیا جگ دا پیرا اے
سیرت ساری پاک نبیؐ دی، اتے متھیوں بدر منیر اے
اعظمؔ شکل حسین سخی دی، نری حیدر دی تصویر اے

○

تن دن دے ترہائے بیٹھے ہوئیاں سب دیاں خشک زباناں
فیر دی وَدھ وَدھ جاناں دتیاں اونہاں غازیاں شیر جواناں
بیعت یزید قبول نہ کیتی، تک آل نبی دیاں شاناں
اعظمؔ صبر حسینؑ دا ڈِٹھا، وچ کربل دے میداناں

○

اِک اِک کر کے ٹُر گئے سارے ہُن آئی حسینؑ دی واری
بھین آکھے میں صدقے ویرا مری جان ترے اُتوں واری
چھیتی آویں دیر نہ لاویں پچھے کلی بھین وچاری
اعظمؔ پھڑ کے واگ گھوڑے دی کھڑی زینبؑ کردی زاری

○

○

زینبؑ گھر وچ پئی پکارے، مری سُن لے عرض خدایا
کیوں دِل ڈب ڈب جاوے میرا کیوں ہو گیا درد سَوایا
پچھو تے کِسے راہی کولوں، اوہنے کیوں اپناں چِر لایا
اعظم لوک گھراں نوں آ گئے ، مرا ویرن کیوں نہیں آیا

○

زینبؑ آکھے آجا وِیرا، مینوں تیرا پیار ستوندا
جے توں چھڈ جانا سی مینوں مرے نال پیار نہ پَوندا
کی دسّاں تے کیویں دسّاں، میرا دسدیاں جی گھبروندا
اعظم جدوں سکینہ آکھے، مرا بابل کیوں نہیں اَوندا

○

خیمیاں اندر پردے داراں وچ سجدے سیس نوائے
بے درداں نوں ترس نہ آیا اوہناں خیمے ساڑ جلائے
صحن پکار پئی ہر پاسے، سب خیمیوں باہر آئے
اعظم اَج پردیسی بن گئے، آ ویکھ علیؑ دے جائے

○

بیدل ہو اِنج گھوڑیوں ڈِگا، جویں ڈُگ پیا ورق قرآنوں
بے اَدبی دی اوڑک ہو گئی، اِک کُوک اُٹھی اَسمانوں
اج جنازہ مہر وفا دا، اُٹھ چلیا ایس جہانوں
اَعظم صبر حسینؓ دا دیکھیں، نہیں کیستی ہائے زبانوں

نواں لباس پہنا کے زینبؑ، کیتا ہتھیں وِدیا بھائی
کی جانے اِس فیر نہیں اَونا، کھڑی سِر تے آن جُدائی
کی دَساں مَیں درد زینبؑ دا، جہدی لُٹی گئی خدائی
اَعظم کنب گیا عرش خُدا دا، جدوں لاش حسینؓ دی آئی

رات پئی تاریکی چھائی، جدوں سوں گئی کُل خدائی
نِکل کے خیمے وِچوں زینبؑ، ہر پاسے نظر دوڑائی
آدم زاد نہ ڈِٹھا کوئی، دَوڑی لاشاں دے وَل آئی
اَعظم لاش حسینؓ تے ڈگ پئی، آکھے چھڈ گیوں میٔوں بھائی

○

کربل دا میدان ڈرونا ، اُتوں گھپ ہنیری رَین اے
لاشاں نظر پیّاں ہر پاسے ، وِچ لاش امام حسینؑ اے
اک بی بی اس لاش دے اتّے بیٹھی کر دی رورووَین اے
اَعظم دَرد غماں دی ماری ، ایہہ تے سخی حسینؑ دی بَھین اے

○

کُھس گیا میتھوں پیار بھرا دا ، ہن کِہڑے پاسے جاواں
کِنہّوں دِل دا حال سناواں ، کِنہوں رورو سینے لاواں
ہر پاسے انھیر غضب دا ، کِس پاسے نظر اُٹھاواں
اَعظم رورو زینبؑ آکھے ، کی جیونا باہجھ بھراواں

○

کیوں نہ پاک نبیؐ دی جائی ، لوکو روَوے تے کُرلاوے
جِس دا باغ سارے دا سارا ، اَج اجڑیا نظریں آوے
غم اولاد دا ایہا نہیں جاندا ، نہ کِسے نوں رب دکھاوے
اَعظم ایڈا سہم نہ کوئی ، اِس دُکھوں رب بچاوے

○

○

مٹی وچ شہزادے رُل گئے ، کم دیکھ قضا قدر دے
اَج اوہناں دا یار نہ کوئی ، جہڑے دَردی نوَع بشر دے
نانے دے اسلام دی خاطر ، پئے سر قُربانی کردے
اَعظم گھُٹ پانی نوں ترسن ، جہڑے مالک حوض کوثر دے

○

دو جگ وچ آرام جے چاہیں تے نہ چھڈّیں در پنجتن دا
ہور کسے توں ڈر نہ بھاویں ، رکھّیں دل وچ ڈر پنجتن دا
نامنظور عبادت ساری ، نہیں پیار اگر پنجتن دا
اعظم اوہنوں اگ کیوں ساڑے جہدے دل وچ گھر پنجتن دا

○

دنیا وچ محبوب ہزاراں ، مرے یار دا وکھرا ناز اے
جس دے حُسن جمال دا شہرہ ، اساں سُنیا دُور دراز اے
ولیاں دا سرتاج سدا ہے ، نبیؐ پاک دا محرم راز اے
اَعظم اوہ لجپال اساڈا ، جہدا نام غریبؒ نواز اے

○

جیہڑا خادم غوثؒ جلی دا ، اوہنوں کوئی لتاڑ نہیں سکدا
نام لیوا جیہڑا ہندؒ ولی دا ، اوہنوں کوئی وگاڑ نہیں سکدا
جس گلشن نوں علیؓ وساوے اوہنوں کوئی اُجاڑ نہیں سکدا
اعظم جس تن عشق نبیؐ دا ، اوہنوں دوزخ ساڑ نہیں سکدا

کوٹ مٹھن دیئے ٹھنڈیئے وائے کدی شاد کریں دل میرا
لے پیغام وصل دا آویں ، ہووے غم دا دور ہنیرا
ہر دم تاہنگ جہاندی دل نوں کدوں پاسن میں دل پھیرا
خوش وسّے اوہ بستی اعظم ، جتھے یار فریدؒ دا ڈیرا

محبوباں دے محل اُچیرے ، جتھے جھات وی پا نہ سکاں
سدماراں تے سد نہ پہنچے ، کوئی عرض سنا نہ سکاں
جے چاہواں تے دکھیا دل دے کدی زخم دکھا نہ سکاں
اعظم نیوں لایا اُس جا تے ، جہدے کول وی جا نہ سکاں

○

کِتھے لائیو ای ماہی ڈیرا ، دل پھس گیا وِچ مجبوری
اکھیاں چھم چھم نیر وگاون ، چند ماندی باہجھ حضوری
نیڑے والے نت دید کرن ، مری قسمت دے وِچ دوری
اعظم جان کراں نذرانہ ، مری آس جے ہووے پوری

○

وچھڑگیاں دی یاد ستاوے اساں رورو حال ونجایا
مک گئی جان تے آس نہ مکی ، سگوں ہوئیا درد سوایا
گذر گیا دِن وچ اڈیکاں ، اگوں ویلا شام دا آیا
اعظم شام مرے دا کِدھروں ، اجے کوئی پیغام نہ آیا

○

ٹرگیوں سانوں کلیاں چھڈ کے دس کیویں دِل پرچائیے
لاگیوں جہڑی اگ وِچ سینے ، ہن کاہدے نال بجھائیے
کہڑا رُتے نال اساڈے ، کِنھوں رورو اسیں منائیے
اعظم یار یاراں نوں مِلدے ، اسیں کس نوں سینے لائیے

○

○

تینوں لبھدیاں آپ گواچے ، رہی اپنی خبر نہ کائی
ساتھوں بھارے گکھ گلیاں دے سانوں آکھن لوک سودائی
ننگ ناموس دا ساڑ کے چولا ، اساں پہنیا تاج گدائی
اعظم اپنا آپ گوایا ، تد یار نے جھاتی پائی

○

آپ آیوں نہ قاصد گھلیا ، اسیں تھک گئے تک تک ڈاکاں
طعنے دیون لوک بیگانے ، مُنہ موڑیا سجناں ساکاں
کیوں فریاد نہ پہنچی تینوں ، جہڑی چیر گئی افلاکاں
اعظم موتی اتھرواں دے ، اساں رول گھتے وچ خاکاں

○

ہُن آیوں تے مَیں جان نہ دیساں جھلے کون ہجر دیاں ماراں
وچ جدائیاں سال دہاڑے نے چند رُل گئی وچ بازاراں
اک اک پل اک سال دا گذرے دس کیویں عمر گذاراں
اعظم باغ بہشت نہ بھاوے مینوں بن سجناں بن یاراں

○

رات ہنیری راہ نہ جاناں، نالے دور سجن دا ڈیرا
قدم قدم تے خار ہزاراں، دُکھاں درداں پا لیا گھیرا
نہ غمخوار نہ ساتھی کوئی، اج کون ونڈے دُکھ میرا
اعظم آکھیں یار مرے نوں، کدی آپے ای پا جا پھیرا

جیوں جیوں پینڈا مشکل دِسّے، مرا شوق ہُلارے کھاوے
جیوں جیوں منزل نیڑے آوے دِل تیوں تیوں اُڈدا جاوے
دولت ازلی طلب دوامی، جہڑی رات دِنے تڑپاوے
اعظم جے ایہہ مٹ جائے دِل چوں بندہ جیوندیاں ای مرجاوے

لوئے لوئے آجا ماہی، ایہو کرم کمان دا ویلا
جیوندیاں جیوندیاں دید کرا جا، نہیں مکھ چھپان دا ویلا
اُڈ جاوے متے جان دا پنچھی، ہوئیا ساڈے جان دا ویلا
ساہ دا کوئی وساہ نہیں اعظم، ایہو تیرے آن دا ویلا

○

اک واری محبوب بُلاوے ، اسیں سر نوں پَیر بنائیے
سر منگے تے سر دیئیے ، اسیں کدی وی دیر نہ لائیے
کدی نہ یار دا شکوہ کرئیے ، بھاویں سُکھدیاں مَر جائیے
اعظم یاں یاری نہ لائیے ، جے لائیے تے توڑ نبھائیے

○

شالا یار ناراض نہ تھیوے ، منگاں ہر دم ایہو دُعائیں
نہ اکھیاں توں اوہلے ہووے ، تے نہ دیوے ہجر سزائیں
نیڑے وَسّے ہس رس بولے بھاویں آوے کدی کدائیں
اعظم ایہو حج اساڈا ، رہے راضی سِر دا سائیں

○

جے سوہنا مرے وِہڑے آوے تے مَیں صدقے ہو ہو جاواں
پلکاں نال بہاری دیواں ، نالے دِل دی سیج سجاواں
خاک مقدس قدم اوہدے دی تے مَیں چُم چُم سینے لاواں
اعظم سر قدماں تے رکھاں ، اکھاں پَیراں ہیٹھ وچھاواں

○

○

نہ مَیں واقف علم عرُوضوں، نہ مَیں سبب خفیف پچھاناں
نہ مَیں وتد دی صُورت ویکھی، تے نہ سالم مصرع جاناں
نہ متدارک نہ متقارب تے نہ رمل تے ہزج سیہاناں
اَعظم مَیں نہیں رجز دا قائل، مَیں تے دِل دیاں رمزاں جاناں

○

اک اک حرف سجن دے ناں دا سانوں رسدا وانگ قرآن اے
ہر دم یاد سجن وچ رہنا، ساڈا ایہو ورد گیان اے
صورت یار دی ویہندیاں رہنا ایہو سب عملاں دی جان اے
اَعظم ساڈا دین کی پچھنا ایں، ساڈا ایہو دین ایمان اے

○

مجنوں بن کے وچ بازاراں، کدی گلھاں وانگ رُلائے
کدی چڑھائے سُولی اُتے کدی آرے ہیٹھ چرائے
کدی کُہایا کُنبہ سارا، سر نیزے اُتے چڑھائے
اَعظم یار منّون دی خاطر، اساں کیہ کیہ رُوپ وٹائے

○

○

جے رب عشق دی دَولت دیوے ایدوں وَدھ عطا نہ کوئی
ہر بیماری عشق گواوے ، ایدوں ودھ دوا نہ کوئی
عاشق ہو کے ظالم ہووے ، ایدوں وَدھ جفا نہ کوئی
اعظم کِسے دا دِل نہ توڑیں ، ایدوں ودھ خطا نہ کوئی

○

پہلی منزل اَدب عشق دی ، بِناں ادب مُراد نہ پاوے
بے اَدباں دی بستی اندر ، کدی ٹھنڈی وا نہ آوے
ادب توں ودھ عبادت کِہڑی ، جہڑی رب تیکر پہنچاوے
اعظم اوہدے بخت سَوتے ، جِنھوں ایہہ دَولت مِل جاوے

○

محبُوباں تے نکتہ چینی ، جہڑا کرن توں باز نہیں اَوندا
اصل منافق جانیں اُس نوُں ، اوہ جھوٹا پیار رجتوندا
سانوں دسیا عشق دے مفتی ، جہڑا مُڑ مُڑ ایہہ فرموندا
اعظم جِتھے دِل لگ جاوے ، اوتھے عیب نظر نہیں اَوندا

○

○

چھڈ دے بے درداں دی یاری، متے ہو جاوی دِل کالا
ایس کولوں تنہائی چنگی، جہڑی بخشے نُور اُجالا
اوہ کی غم دی بولی سمجھے، جہڑا خوشیاں دا متوالا
دردمنداں دِیاں رمزاں اعظم، کوئی سمجھے درداں والا

○

دُنیا نال اوہ پیار نہیں کر دے، جہڑے عشق ماہی وِچ رنگے
جنت وَل اوہ جھات نہ پاون، جہڑے عشق دے کوچیوں لنگھے
وِچ درگاہ منظور نہ ہوئے، جہڑے جان دیون توں سنگے
اعظم عشق دے رہ نہ جاویں، ایہہ نے سِر قربانی منگے

○

نالے جان پیاری تینوں، نالے بھیں قُرب سجن دا
خدمت وَلوں جی چُراویں، اتے چا مخدوم بَنن دا
نالے مِٹھی نیندر سوویں، نالے شوق دیدار کرن دا
تن وِچ چھپیا رہنا ایں اعظم، اتے سودا کرنا ایں من دا

○

○

نہ چھڈ نہ چھڈ یار دا بوہا بھاویں لکھ واری دُرکارے
یار دتوں مُکھ موڑیا جنہاں، اوہ عشق دی بازی ہارے
اوہ نہ ہووے عشق دی بیڑی کتے ڈُب جائے اُدھ چکارے
اعظم جس تے سوہنا راضی، اوہو لگدا ای پار کنارے

○

راضی وِچ رضا دے رہیئے، ایدوں وَدھ شجاعت کہڑی
ہردم کریئے ذکر ماہی دا، ایدوں وَدھ حکایت کہڑی
یار دے کوچے آئیے جائیے، ایدوں وَدھ ریاضت کہڑی
اعظم یار نوں ویہندے رہیئے، ایدوں وَدھ عبادت کہڑی

○

یار نوں مَیلی اکھ نہ ویکھیں، نہیں تے مریں کافر ہو کے
کردا رہویں عبادت رب دی، بھاویں ساری عمر کھلو کے
نخل مراد کدی نہ پھلسی، بھاویں مرجاویں رو رو کے
اعظم ساری دُنیا تیری، جے توں رہسیں یار دا ہو کے

○

○

عاشق دا کم رونا دھونا، بن رودن نہیں منظوری
دل رودے بھانویں اکھیاں رودن وچ عشق دے رون ضروری
کوئی تے روندے دید دی خاطر، کوئی روندے وچ حضوری
اعظم عشق دچ رونا پیدا، بھانویں وصل ہووے بھانویں دوری

○

جہڑی لذت رودن اندر، اوہ وچ بیان نہ آوے
رونا دل دی میل اُتارے، نالے من دے روگ گواوے
رونا عشق دی شان وَدھاوے، نالے رُٹھڑے یار مناوے
اعظم رودن دھودن والا، کدی دوزخ وِچ نہ جاوے

○

رونا اَکھ نوں روشن کردا، اتے صیقل کریندا دل نوں
داغ سینے دے صاف کریندا، نالے موم کریندا اسل نوں
اک اَتھرو بخشش لئی کافی، جے پچھ کسے کامل نوں،
اعظم جے ایہہ دولت لبھنی، جا مِل کسے صاحب دِل نوں

○

○

ظاہر دی اکھ اوہو دیکھے، جہڑا ظاہر نظریں آوے
باطن تائیں پہنچ نہ سکے، پئی درتے ٹھوکر کھاوے
اپنیاں نوں پئی غیر بناوے، پئی غیراں نوں گل لاوے
اعظم ہون نصیب جے چنگے، کتوں دل دی اکھ رل جاوے

○

دیکھن نوں سب اکھیاں والے، پر اوہ ہتھ نہ آون اکھیاں
جہڑیاں وچ اُڈیک ماہی دی، نت مینہ برساون اکھیاں
جد دیکھن تے یار نوں دیکھن، کتے جھات نہ پاون اکھیاں
اعظم دیکھ دکان اجیہی، جتھوں اوہ مل جاون اکھیاں

○

جے لگ جان اکھیاں نال اکھیاں، کدی فیر نہ آون اکھیاں
لنگھ جاون لاہوتوں اگے، بڑی دور پچاون اکھیاں
ٹھنڈیاں کر دیون دوزخ نوں، جے نیر وگاون اکھیاں
اعظم اوہو اکھیاں والے، جہڑے رب نال لاون اکھیاں

○

○

بے پرواہاں محبوباں دے ، سارے ناز اٹھاون اکھیاں
دِل تے بھار پوے جس ویلے ، اوددوں بھار ونڈاون اکھیاں
جدوں کِسے دا یار نہ منّے ، اوددوں یار مناون اکھیاں
اعظم دِل جدوں دید نوں ترسے اوددوں دید کراون اکھیاں

○

جتھے دیکھن حُسن دا جلوہ ، کئی جال وِچھاون اکھیاں
پلکاں دی کدی سیج سجاون ، کدی وِچھدیاں جاون اکھیاں
جے پھس جاوے حُسن دا پنچھی ، تے نہ اکھ جھمکاون اکھیاں
اعظم جتھے پیش نہ جاوے ، اوتھے مُفت وِکاون اکھیاں

○

آپے لاون آپے روون ، آپے مُڑ پچھتاون اکھیاں
اپنے آپ نوں آپ پھساون ، آپے جان چھڑاون اکھیاں
آپے آپ خریدن جنّت ، آپے دوزخ جاون اکھیاں
اعظم اپنیاں بے پرواہیاں ، مِٹھے دل دے لاون اکھیاں

○

آ دس نیڑے نیڑے ڈھولا ، سانوں ہر دم تیریاں لوڑاں
دُنیا دے وِچ سجناں باہجوں ، نہیں پُوریاں ہُندیاں تھوڑاں
جد تیکر مرا عِشق سلامت ، کیوں ہور کِسے نال جوڑاں
اَعظم عشق دا کافر تھیواں ، جے یار وتوں مُکھ موڑاں

لکھاں عیداں نالوں چنگا ، سانوں اک دیدار کِسے دا
اوہنوں ساڈی قدر کی ہووے ، جہڑا نہیں بیمار کِسے دا
ساڈے دِل دا حال اوہ جانے ، جِنہوں ہووے پیار کِسے دا
اَعظم رو رو منگ دُعائیں ، شالا وِچھڑے نہ یار کِسے دا

آئی رات وصال دی یا رب ، اَج سُورج چڑھن نہ دیویں
واسطہ ای تینوں زلف ماہی دا ، ایہہ رات مُکن نہ دیویں
لگ گئی اے اکھ نال ماہی دے ، ہُن اکھ لگن نہ دیویں
اَعظم دی ایہہ پیاس اَزل دی ، ایہہ پیاس بُجھن نہ دیویں

○

لوکی مینوں طعنے دیندے، ایہدے اندر باہر پلیتی
جھوٹا عاشق بن بن بہندا، ایہنے کدی نماز نہ نیتی
نہ کدی دیکھیا سجدے کردیاں، تے نہ وڑیا کدے مسیتی
اعظم قسم نماز والے دی، میں تے کدی قضا نہ کیتی

○

کس کاری ایہہ زہد عبادت، جے قلب حضور نہ ہووے
تن دی میل گوائی کس کم، جے من چوں دور نہ ہووے
کیوں منصور دی بولی بولیں، جے وچ منصور نہ ہووے
اعظم کس کم نور اکھیاں دا، جے دل وچ نور نہ ہووے

○

اوہ کی عالم اوہ کی فاضل، جہڑا عشق دی رمز نہ جانے
کن فیکون دا راز نہ سمجھے، نہ اوہ الف تے میم سیہانے
اپنی ذات صفات نہ جانے، اینویں عارف بنے دھگانے
اعظم اوہو محرم رب دا، جہڑا اپنا آپ پچھانے

○

ضَرَبَ ضَرَبا ضَرَبُو ضَرَبَت ، ایویں پڑھ پڑھ مغز کھپایا
نہ کُجھ لبھا نہ کُجھ ڈٹھا ، کوئی مقصد ہتھ نہ آیا
اِکو دید سجن دی مینوں ، مرا سارا عِلم بھلایا
اَعظم اکو نام سجن دا ، مرے لُوں لُوں وِچ سمایا

مُلاں ہووے بھانویں غازی ، جیہڑا عاشق نہیں اوہ کافر
بھانویں جِت لئے عِلم دی بازی ، جیہڑا عاشِق نہیں اوہ کافر
بھانویں ہووے وقت دارازی ، جیہڑا عاشق نہیں اوہ کافر
اَعظم بھانویں لکھ نمازی ، جیہڑا عاشق نہیں اوہ کافر

نہیں لبھدی ایہہ جِنس بازاروں تے نہ ہر اک دے ہتھ آوے
نہ ایہہ ایڈی سَہل سَوتی ، جیہڑا چاہے خرید لیاوے
راتاں جاگے نفل گذارے ، بھانویں لکھ کوئی ورد کماوے
اَعظم عشق خزانہ ازلی ، اوہدا کرم ہووے تد پاوے

○

اوہ کی عاقل اوہ کی دانا، جہڑا اپنا آپ جتاوے
اپنیاں آپ کرے تعریفاں، آپے اپنی قدر ودھاوے
اوہو ای اپنا مُل پواوے، جہڑا اپنا آپ چھپاوے
اعظم جہڑی شے گھٹ لبھے، اوہدا آپے بھاء ودھ جاوے

○

کستوری نوں بھانویں کوئی، لکھاں پردیاں ہیٹھ لکاوے
دسّن دی کوئی حاجت ناہیں، اوہ اپناں آپ دساوے
جہڑا جوہر ہووے اندر ہر صورت باہر آوے
اعظم کامل مرد خُدا دا، سَو کوہ توں پچھانیا جاوے

○

اپنا آپ بچا اوہناں توں، جہڑے جھوٹ دا جال وچھاون
پہن لباس فقیری والا، پیٹے خلقت نوں پرچاون
دنیا کٹھی کرن دی خاطر، اوہ کیہ کیہ بھیس وٹاون
اعظم نہ اوہ راتیں جاگن، تے نہ کسے دا درد ونڈاون

○

○

ساتھوں راز چھپا نہ دل دا بھلا سانوں کون بھلا وے
ساڈے سینے وِچ آئینہ جتھے سب کجھ نظریں آوے
سانوں بخشیا دِل اوہ رب نے جتھے عرش دی جھاتیاں پاوے
اعظم نظر ملی اوہ سانوں، جہدا تیر خطا نہ جاوے

○

جہڑا اکھ دی رمز نہ سمجھے اوہنوں خدمت گار نہ سمجھیں
جہڑا غم وِچ ساتھ نہ دیوے، اوہنوں توں غم خوار نہ سمجھیں
جان دیوے تے دِل نہ دیوے، اوہنوں اپنا یار نہ سمجھیں
اعظم جہڑا طالب زر دا، اوہدے پیار نوں پیار نہ سمجھیں

○

کیوں کرئیے اسیں شکوہ رب دا سانوں کیوں ایہہ درد دِتو ئی
نہ کوئی ساڈا درد پچھانے، تے نہ کرے کوئی دلجوئی
کی ہوئیا جے درد منداں دا، ایتھے محرم راز نہ کوئی
اس دنیا وِچ جیوندیاں اعظم، کدی کسے دی قدر نہیں ہوئی

○

○

کیہ اعجاز نظر وِچ تیری ، جہڑا آوے اوہ وِک جاوے
پیشانی تے چمک نُورانی ، وِچ نیناں کجل سُہاوے
خُلق ترے نے موہ لئی دنیا ، کوئی وِرلا جان بچاوے
اعظم ایڈا سوہنا ساقی ، سانوں کِدھرے نظر نہ آوے

○

تیرے مُنڈیاں میخانے دل ، بھلا کیوں جاون مستانے
تیریاں اکھیاں دے وچ ساقی ، کئی ڈُب جاندے میخانے
جہڑے آون ڈُبدے جاون ، کیہ اپنے کیہ بیگانے !
اعظم خیر اس میخانے دی ، سدا پیندے رہن دیوانے

○

جد تک حُسن رہے وِچ پردے تے اوہ اپنی قدر ودھاوے
اکھیں ترسن اک جلوے نوں تے اوہ لکھیں ہتھ نہ آوے
تاجوراں دے تاج لہاوے ، اُتے قدماں ہیٹھ رُلاوے
اعظم جے گھُنڈ لہہ جائے سارا ، اُتّی سُو تر مُل پواوے !

○

○

دِل وچ سوچاں سوچے سسّی ہُن نال بلوچ رہیساں
نال سندور دے مانگ سجیساں، کئی ہار سنگار بنیساں
کیچم دی شہزادی بنساں، اتّے سَو سَو ناز کریساں
اَعظم ایہہ کیہ خبر تتی نوں، مَیں تے جان تھلاں وچ دیساں

○

لگدیاں سار وچھوڑے پے گئے، آ دیکھ سسّی دی زاری
ہوت پُنل دا کھوج نہ لبھے، کتھے جاوے درداں ماری
دِل دیاں سدھراں دِل وِچ رہیاں ڈٹھا یار نہ جاندی واری
اَعظم اک پَل غافِل ہوئی، رونا پے گیا عمراں ساری

○

سکھیاں دیہن سسّی نوں طعنہ، نی توں کیہ گل پالئی پھاہی
تینوں سمجھ کے رنج کیتی، تے اوہ بنیا کیچ دا راہی
اجے تیک نہ آیا مُڑ کے، اوہنے چنگی توڑ نباہی
اَعظم سسّی کون وچاری، ایہہ تے رب دی بے پرواہی

○

○

جے کوئی کرے شکایت ہوتاں سستی روڑے تے کُرلاوے
آکھے نہیں کوئی دوش پُنل دا مری قسمت دے وچ ہاوے
جمدیاں سار نجومیاں دَسیا، ایہہ چڑھسی عشق کچاوے
اعظم بھُل تے اپنی میری، میرے یار دا ناں کیوں آوے

○

سستی رو رو آکھے مائے، مینوں اینویں لوک ستاون
میریاں لگیاں روز ازل دیاں، مینوں اینویں پئے سمجھاون
بے درداں نوں ترس نہ آوے مرے سر دی چادر لاہون
اعظم کیچ نگر دیاں گلیاں، مینوں کعبہ نظریں آون

○

سستی سُتی تے یار گواچا، ویکھیں توں وی سَوں نہ جاویں
اک پل دے آرام دی خاطر، ساری عمر دا روگ نہ لاویں
جہڑا غافل ہوئیا موئیا، ایکتے غافل ہو نہ جاویں
اعظم سُتیاں عمر گذاری، ہُن جاگ کے یار منا دیں

○

سسّی ماں نوں آکھے مائے ، مینوں خوشیاں اُس نہ آئیاں
رج کے یار نہ ویکھن دِتا ، مینوں یار پنّل دیاں بھائیاں
چار دہاڑے رَل نہ بیٹھے ، اتے پے گیاں ایڈ جُدائیاں
اعظم غیر دا مُنہ نہ تکساں ، مَیں تے کیچ دے نال ویاہیاں

دس کھاں مائے نام خدا دے ، نی مَیں کہڑا عَیب کمایا
نہ مَیں غیر دی صُورت دیکھی ، تے نہ رب رسُول بھلایا
نہ مَیں کیتا مان حُسن دا ، تے نہ کِسے دا دِل دُکھایا
اعظم اکو عیب سسّی دا ، اوہنے کعبہ کیچ بنایا

ہیٹھاں تَتّی ریت تھلاں دی ، اُتّوں لو تھر دی وَگّے
جتھے پُوری اکھ نہ اُگھڑے ، جِتھے پَیر نہ بھُنجے لگّے
جھڑے پاسے دوڑے سسّی ، دِسّے موت کھلوتی اگّے
اعظم ڈردی پچھاں نہ ہٹدی ، کتے عشق نوں لاج نہ لگّے

○

پھڑ کے پیر اُڈھاں دے سستی، آکھے ایہہ کی ظُلم کیتوجے
کھو تساڈے ہتھ کی آیا، مینتھوں کیہڑا وَیر ربیوجے
لَے کے یار نوں ہو گیو راہی، مینوں سُتّی چھڈ گیوجے
اعظم کی تقصیر تتی دی، میرا یار وچھوڑ دتوجے

○

رکیہ سی جے اوہ ظالم ہوتی، مینوں اپنے نال رکھیندے
گھر وچ وانگ کنیز رہیندی مینوں خدمت گار بنیندے
اُڈھاں دی رکھوالی کردی، مینوں بھانویں گھر نہ دیندے
اعظم بھانویں کجھ نہ کردے، مینتھوں ٹکڑے پئے منگویندے

○

سستی مردیاں ہاڑا کیتا، مینوں ہرگز نہ کفنونا
مینوں اجے اڈیک کسے دی، مری لاش نوں ہتھ نہ لونا
جس ویلے میرا آجائے پنّوں، مینوں اوس ویلے دفنونا
اعظم پانی کجھ شہر دا، مری قبر اُتے چھڑکونا

○

سسّی عزرائیل نوں آکھے، مَیں نہیں خالی تینوں گھلدی
نہ مینوں اِنکاری کوئی، نہ مَیں مُنکر حکم ازل دی
نہ میں جان دیون توں ڈردی تے نہ مُہلت منگاں پل دی
اعظم جان دیواں گی ہَس کے، پہلوں بن آ شکل پُنل دی

سسّی اک وصیت کیتی، لوکو مَیں تے کرم کماؤ
میّت میری نوں اک واری، سارے کیچ دے وچ پھراؤ
جتھے ہر کوئی آوے جاوے، مینوں اوتھے نہ دفناؤ
اعظم جتھوں گذر پُنل دا، اُس راہ وِچ قبر بناؤ

نِکل کے رُوح سسّی دے تن چوں کیتی کیچ دے وَل تیاری
جا جگایو سُو ہوت پُنل نوں، دسّی حال حقیقت ساری
دوڑیا پچھلی پیریں بن عاشق، آ ڈٹھی اوسُو قبر پیاری
اعظم ہِل گئی قبر سسّی دی جد دِل سُنی اوسُو ہوت دی زاری

○

واہ عشقا جس گھر وچ آویں ، اُس گھر دی خاک اُڈاویں
غیرت آن تے شرم حیا دا ، توں بُرقع ساڑ جلاویں
بڑے بڑے سرداراں کولوں ، در در دی بھیک منگاویں
اَعظم پھلاں جیہے شہزادے ، وچ تھل دے مار گواویں

○

اِک نوں ڈِٹھا اِک نوں مَنّیا ، کیتا اِک ول دھیان سسّی نے
اپنا آپ ونجا کے عشق دا ، ویکھو رکھ لیا مان سسّی نے
جان دتّی پر جان نہ دِتّی ، ہتھوں عشق دی آن سسی نے
اَعظم جگ دے عاشقاں اُتے ، کیتا بڑا احسان سسّی نے

○

رکبہ دتیے کہڑا اپنّل اساڈا ، سانوں کِس دی یاد ستائے
کہڑا کیچ اساڈا کعبہ ، اساں کِتھے نین لگائے
کہڑا چکدا ای بھار بیگانے ، کہڑا سُندا ای درد پرائے
اَعظم نام سسی دا رکھ کے ، اساں اپنے درد سُنائے

○

○

دنیا کولوں وکھرا ہو جا، جے توں چاہنا ایں دید سجن دی
گلیاں دے وِچ لعل نہیں لبھدے نہیں ہر تھاں چمک حُسن دی
دِل دا شیشہ صاف نہیں کردا، نت دھوویں مَیل بدن دی
اعظم یار ملے گا تینوں، جدوں ہوش نہ رہی تن مَن دی

○

کیہ رہنا اُس بستی اندر، جتھے کسے دی دید نہ رائی
کوئی کسے دی وات نہ پُچھے تے نہ مہر محبت کائی
خلقت چور تے حاکم ڈاکو، دس کتھے جان سودائی
اعظم دیکھ اِس بندی خانیوں، ساڈی ہندی کدوں رہائی

○

غم دنیا دے وَدھ گئے ساقی دیہہ جام اک نام خدا دے
محشر تیکر ہوش نہ آوے، کوئی ایسی چیز پلا دے
دنیا توں بیگانہ کر دے، نالے مست الست بنا دے
اُترن وچ نہ آوے اعظم، کوئی ایسا نشہ چڑھا دے

○

○

کدتک ہجر دے دُکھ دنیا دے رہندے کدتک وِچ اسیراں
کدتک پیریں پائی رکھدے اسیں عقل دیاں زنجیراں
لاہ کے ہوش حواس دا چولا ، اساں کیتا لیراں لیراں
اعظم بھیس امیری چھڈ کے ، اسیں رل گئے سنگ فقیراں

○

پہن لیا اساں عشق دا چولا ، جیہڑا کدی میلا نہ ہووے
دیکھ لیا اوہ حُسن حقیقی ، جیہڑا کدی فنا نہ ہووے
مِل گیا اوہ محبوب اسانوں ، جیہڑا کدی جُدا نہ ہووے
اعظم اساں نماز اوہ نیتی ، جیہڑی کدی قضا نہ ہووے

○

کِسے دے نال وفا نہ کیتی ، اِس دنیا بے اِعتباری
نہ محبوب رہیا کوئی ایتھے تے نہ کِسے دی رہی سرداری
ایتھے کِسے دے پیر نہ لگے ، سب ٹُر گئے وارو واری
اعظم ایتھے دل نہ لاویں ، نہیں تے روسیں جاندی واری

○

○

چار دہاڑے دا ایہہ واسا ایہدا کیوں ایناں دم بھرنا ایں
جہڑی دولت نال نہیں جانی اوہ کٹھی کیوں پیا کرنا ایں
جہڑی اک دِن چھڈنی پینی اوہدی خاطر کیوں پیا مرنا ایں
اعظم جہنے وفا نہیں کرنی اوہدے نال پیار کیوں کرنا ایں

○

نہ ایہہ مال خزانے تیرے نہ ایہہ حسن جوانی تیری
جس دا مال اوسے لے جانا تینوں اینویں حرص ودھیری
پرائی شے دا مان کیہہ کرنا ، جہڑی نہ تیری نہ میری
اعظم سب کجھ چھڈ چھڈا کے ، اساں جا وڑنا وچ ڈھیری

○

جے لکھ سال رہیں وچ دنیا ایتھوں اوڑک توں ٹُر جانا
اوڑک دکھڑا وکھرا ہونا ، ایہہ سارا تانا بانا
سارے ساک قبیلے چھڈ کے ، تیرا ہوسی گور ٹھکانا
اعظم جپ لے نام خدا دا ، ایہو ویلا وقت سہانا

○

○

کی حقیقت اس دنیا دی، ایہہ جھوٹا سب افسانہ
جس دے اُتے مر مر جاویں، اوہ سارا مال بیگانہ
دنیا داری بڑی خواری، تے ایہہ دنیا بندی خانہ
اعظم جے چاہیں چھٹکارا، اتے بن جا مست دیوانہ

○

ایہہ دنیا نہیں منزل ساڈی، ساڈے دور دراز بسیرے
ملک فلک سب ہیٹھاں وسدے ساڈی دنیا ہور اُتیرے
لاہوتی پرواز اساڈی، ساڈے رتبے بہت اُچیرے
اعظم اصل مقام اوہ ساڈا، جتھے ذات قدیم دے ڈیرے

○

اِس دنیا نے موہ لیا سانوں، نالے اصلوں دور ہٹایا
قدم قدم تے جال حُسن دا، ساڈے رستے وِچ وِچھایا
دیس پرائے دے وچ آکے، اساں اپنا دیس بھلایا
اعظم اوہ مقام اسانوں، اجے تیکر ہتھ نہیں آیا

○

اُنیندرے

مُڈھ دی گل

اعظم چشتی ہوری پاکستان دے منّے پرونّے نعت خواں نیں پر شاعری دا وڈا ڈوہنگا تے گوڑھا شوق رکھدے نیں ایس لئی اوہ نعتاں دے لفظاں اندر چھپے ہوئے مفہوماں نوں سمجھن والے نیں۔ اوہناں دی نعت خوانی وِچ ایسے لئی اِک انوکھا تے اچرج درد ہوندا اے تے عقیدت اوہناں دے لہجے وچوں چوندی جاپدی اے میں جدوں وی اوہناں دی زبانی کوئی نعت سُندا ساں مینوں شک پیندا سی جے ایہہ نعت خواں وِچوں اِک شاعر وی جاپدا اے، تے ایہہ نعت خوانی دے نال نال نعت گوئی وی کردا ہووے گا۔ فیر اوہناں دی اُردو نعتاں دا مجموعہ "نیرِ اعظم" دے ناں نال چھپیا تاں میرے اِس شبے دی تصدیق ہو گئی۔

کجھ دِن پہلاں مینوں ایہہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی جے اوہ پنجابی وِچ وی شعر کہندے نیں۔ اوہناں دا پنجابی کلام میری نظر وچوں گذریا تاں مینوں محسوس ہویا جے اعظم چشتی نے پنجابی شاعری دی اِک روایتی فارم "دوہڑے" وِچ شعر کہن دے باوجود موضوع تے مفہوم دے لحاظ نال ایشیا دی شاعری دی اِک پُرانی روایت نوں وڈے حوصلے تے کامیابی نال توڑن دی کوشش کیتی اے۔ پرانے شاعر مجاز دی راہوں حقیقت تک اپڑدے سن۔ اعظم چشتی حقیقت دی راہوں مجاز تک پہنچے نیں۔ پچھلے زمانیاں وِچ لوکی زندگی دیاں حقیقتاں تے آزمائشاں ولوں گھبرا کے نسدے سن تاں اوہناں نوں ماورائیت وِچ پناہ لبھدی سی، اعظم چشتی ایس پناہ گاہ وِچوں نکل کے جیندی جاگدی زندگی ول آ رہے نیں ایہہ وڈے حوصلے دا کم اے۔ ایسے کتاب دے شروع دی شاعری وِچ اعظم چشتی پنجابی دے قدیمی شاعراں دی اس

لڑی دے اِک موتی جاپدے نیں جس نے پنجابی زبان نوں تاریخ دیاں وڈیاں وڈیاں منزلاں تے چڑھائیاں وِچ وی زندہ رکھیا، ایہناں وِچوں بہتے لوکی صوفی سن تے شاعری وِچ تصوف دے آن نال جیہڑی خوبصورتی ودھی اوہ ایہہ سی جے انسان دی وڈیائی دے گیت گائے جان لگے۔ تصوف نے لوکاں دے دماغاں تے مادرائیت دیاں دُھنداں پھیلان دا جناں دی کم کیتا ہووے مینوں تصوف دی شاعری اوس ویلے وڈی پیاری لگدی اے جس ویلے اوہ خدا نوں اِنسان تے صدقے کر دیندی اے پر تصوف دی شاعری دے ایس پاسے ول گھٹ شاعراں نے توجہ دِتی تے اوہ دُنیا دی بے ثباتی اِنسانی زندگی دے بے معنی پن اتے انساناں دیاں عقلاں تے شاناں حاصل کرن لئی نت نویں ہتھیار آزمان دی مذمت دے حصار بنو کے بہہ گئے ایسے رو وِچ اوہ عشق دی برتری ثابت کرن لئی عقلاں تے دانائیاں دی وی مذمت کر جاندے سن حالانکہ عقلوں کورا اِنسان عشق وی نئیں کر سکدا پرانی پنجابی تے اردو تے فارسی صوفی شاعری وِچ عقل نوں عشق دے مقابلے وِچ مار اگنا جاندا رہیا اے تے شروع وِچ اعظم چشتی دی ایہہ کہندے رہے نیں۔

فہم ادراک ڈُبے وِچ حیرت اتے حیرت وِچ حیرانی
سوچاں آپ پیّاں وِچ سوچاں اتے ہر تدبیر دیوانی
فکراں دی پرواز نہ اوتھے وِچ عقلاں سرگردانی
اعظم آسانی وِچ مشکل اتے وِچ مشکل آسانی

میں اعظم چشتی دی ایہہ شروع دی پنجابی شاعری پڑھ رہیا ساں تاں حیران ہوندا ساں کہ انسان اپنے آلے دوالے ولوں کس طراں اکھاں میٹ سکدا اے جس زمانے وِچ ایہہ شاعر زندہ اے اُس دے کجھ اپنے تقاضے تے اپنے مطالبے نیں۔ چاہیے انسان صوفی وی ہووے تاں اوہ ایہہ گل کس طراں بھل سکدا اے کہ ایہہ اِنسان

ایہہ پانی دا اک بلبلہ لکھاں میل دور چن تے جا اُتریا اے تے ہُن ہور لکھاں میل دور دے سیاریاں وَل ایس یقین نال تک رہیا اے جے اج نئیں تے کل اوتھے دی جا اپڑے گا تے اوس دی کائنات دا اور حبور ڈھونڈن دی پیاس کدی نئیں بجھے گی ایہہ اِنسانی عقل دے کارنامے نیں تے عقل دے ایہناں کالاں دا اعتراف کرن لئی عشق نوں چھپاناں نئیں پیندا بلکہ عقل ای اج دے لوکاں نوں کائنات دی کرید تے کھوج لئی عشق تے لگن سکھاندی اے۔ اعظم چشتی دی شاعری دے تیوراں توں میں اندازہ کرلیا سی جے اگے چل کے ایہہ شاعر عقل تے عشق دے درمیان دوستی پیدا کر لئے گا تے اوس نوں پتہ اے جے عقل عشقے باہجوں بے عقل اے۔ تے عشق عقلے باہجوں نرا جھلپ اے۔

اعظم چشتی دے پنجابی کلام دے مطالعے دے دوران میں اگے ودھیا تاں مینوں ایس طراں دے مصرعے تے شعر نظر آن لگ پئے۔

- عشق دی منزل طے نئیں ہوندی کسے پیڈ دردے باہجوں
- اعظم جے سچ آکھ سناواں مینوں پتھر مارن لوکی
- اعظم میں خود کعبہ اپناں میں کیتے سیس نوا داں
- دُھپ سورج توں وکھری ناہیں ایویں پا پاوی فرق دھکائے
- کسے خزانے دا دروازہ نئیں کھلدا ہمت باہجوں
- جس نوں رب وڈیانا ہووے اوہ محنت وچ دل لاوے
- صاحب ہمت چیر سمندر جھٹ لگدے جا کنارے
- صاحب ہمت سُٹ کمنداں کریندے اسیر ستارے

لیسَ لِلاِنسان سُنا کے سانوں رب نے ایہہ سمجھایا
بخشش دے قابل نہ ہوسیں جے توں خلق دے کم نہ آیا
وِچ سمندر ڈبیاں باہجوں کوئی موتی نئیں لیایا

اعظم جگ وِچ وڈا مرتبہ جِس پایا مَر کے پایا

ﷺ بندیاں نال بھلا کیہہ رشتہ ایہناں تلڑیاں بے خبراں دا

ﷺ جہل اندھیر غضب گمراہی اِک بربر تے ویرانی

علم ہدایت طلعت رحمت اِک سدا بہار جوانی

علموں باہجھ توقیر نہ حاصل نہ حاصل دید ربانی

اعظم علم دی دولت باہجوں ہر شخص کنگال زیانی

ایہہ عقل تے عشق دی صُلح صفائی ہون دے ثبوت نیں تے ایسے لئی مینوں اُمید اے جے اعظم چشتی دی شاعری وِچ جذبے تے حقیقت دا وڈا ملاپ ہو رہیا اے میری سمجھ دے مطابق عشق اصل وِچ اوہ ربط تے آہنگ اے جیہڑا کائنات توں لَے کے اِنساناں دے دِلاں تک چھایا ہویا اے۔ بس اِتنا سارا فرق اے جے ایس عشق تے عقل دے درمیان حداں نیئں کھچ اتے دوواں نوں اِک دُوجے لئی ناگزیر سمجھدا ہاں مینوں خوشی اے جے اعظم چشتی دا عشق دی نِرا بھجا عشق نیئں، جوان تے باغیرت تے توانا عشق اے۔ اوہناں دے عشق نوں ایہہ توانائی عقل نوں ٹھوکر مار کے نیئں بھی شاعر عقل نوں جدوں وی ٹھوکر مارے گا، دھرتیوں اُچا ہو کے ہواواں وِچ گھُل مِل جاوے گا تے ایس طراں دے دوہڑے نیئں کہہ سکے گا۔

کِسے دے سِر تے تاج حکومت کِسے حکم چلاون سکھیا

کِسے دے سِر دستار امامت کِسے علم پڑھاون سکھیا

کِسے نے پہنیا فقر دا چولا کِسے زُہد کماون سکھیا

اعظم ویکھ مقدر ساڈا اساں یار مناون سکھیا

عشقیہ شاعری دا ایہہ لہجہ آدمی نوں جیونا سکھاندا اے۔

اعظم چشتی ہوراں نے اپنے جنہاں دوہڑیاں وِچ اخلاقی درس وِتے نیں (تے ایہہ درس دی واعظ بن کے نیئں بلکہ شاعر بن کے دِتے نیں) اوہ سدا سُہاگن تے دُوجے

نیں۔ جدتک ایہہ دُنیا قائم اے تے ایس تے انسان وسدا اے ایس طراں دے دوہڑے زندگی دی اندھیری راتاں وچ مشالاں وانگوں لشکارے ماردے رہن گے دو، وہڑے میرے کولوں سُن لوہانی اس باغ وچوں پُھل چُھنّا پڑھن والیاں دا کم اے۔ میں صرف ایہناں پُھلاں دے رنگ دے مہکاراں دا تعارف کرا رہیا ہاں ———

سجناں نال پیار نہ کریئے نئیں تے فیر اظہار نہ کریئے
سجن ملکھ گناہی ہووے اودھے عیب شمار نہ کریئے
سجن بھانویں بن جائے دشمن اودھے اُتّے وار نہ کریئے
اعظم یار دے مہنے مرنئیے نئیں تے پہلوں ای پیار نہ کریئے

———

اِک ملدے پر دِلوں نہ ملدے نت پچھتے ملاون سینے
دکھڑیاں ہو کے کرن برابیاں، جیہڑے ہوون یار کمینے
بعضے کئی کئی سال نہ ملدے، پر اندروں ہون نگینے
اعظم اپنا خون بہا دِن جتھے یار دے وگن پسینے

اخیر وچ میری دُعا اے جے اعظم چشتی ہوری پنجابی شاعری وچ اوہ اضافے کرن جیہاندے اوہ اہل نیں کیوں جے اوہناں نے پنجابی شاعری دی سوہنی تے اچھی روایت نوں وی گھول کے پیتا ہویا اے تے نالے اوہناں نوں ایہہ دی خبر اے جے اوہ کس صدی وچ ساہ لے رہے نیں۔

احمد ندیم قاسمی

۱۴ راگست ۱۹۷۳ء

جان پچھان

بعض بندے اپنے مونہاندرے توں پچھانے جاندے نیں بعض خیالاں توں تے بعض اپنی آواز توں۔ پر پچھان لئی مونہاندرے۔ خیال یاں آواز وِچ کوئی نویں تے نویکلی شے ہوندی اے جس توں اوہ مونہاندرا اوہ خیال یاں اوہ آواز اچیرج ہو جاندی اے۔ تے ذہن تے نقش ہو جاندی اے۔ اعظم چشتی ہوری ہُن تیک تے اپنی آواز توں پچھانے جاندے سن پچھلے پنجیاں ورھیاں توں اوہناں دی آواز ساڈے ذہن نوں سُرور تے دِل نوں رفعت دے رہی اے۔ خُدا تے اوہدے رسولؐ نال پیار کرن والیاں لئی اعظم چشتی دی پچھان اوہناں دی آواز دا اوہ جادُو اے جہڑا دل تے دماغ نوں اس فانی دُنیا دے جھمیلیاں وِچوں کڈھ کے رُوح دی تردال تے سچائی دی انمول دھرتی تے لے جاندا اے جتھے ایس لوبھی دُنیا دے فریباں تے ضرورتاں دی لیک مُک جاندی اے تے ذات دے عرفان دی پدھری تے سُواری دھرتی شروع ہوندی اے۔

محمد اعظم چشتی ہوری اِک مُدت تیک پرانیاں شاعراں دے کلام نوں اپنی آواز دی مٹھاس نال نکھاردے رہے نیں ایس لئی اوہناں نوں ایس میدان دے وڈیاں وڈیاں اُردو پنجابی تے فارسی شاعراں دے کلام دا بڑے گوہ نال مطالعہ کرنا پیندا اسی۔ تے اوہ ایہو جیہا انتخاب کر کے لیاؤندے سن جہڑا سنن والیاں دے دِل موہ لیندا اسی۔ فیر ایہہ مطالعہ اوہناں نوں اپنے اندر رچیا ہویا محسوس ہویا زندگی دے تجربیاں تے دوستاں دے فریباں نے وی اپنا اثر وکھایا۔ نالے جذبے دی سچائی، حقیقت دے پیار تے دنیا دی بے ثباتی نے وی اپنا رنگ گوہڑا کیتا تے محمد اعظم چشتی ہوراں اپنے دل دی دھڑکن نوں اپنی آواز دا لباس پوا دِتا ایس طراں لوکی اعظم

چشتی ہوراں نوں شاعر آکھن لگ پئے ایس توں پہلاں اوہناں دیاں کتاباں "صدائے روح" رنگ و بو تے نیرِ اعظم دے ناواں نال آچکیاں نیں تے اوہ ایس میدان وچ فنکاراں تے فن دے پرستاراں کولوں داد لے چکے نیں۔ نری پنجابی زبان وچ ایہہ اوہناں دی پہلی کتاب اے۔

محمد اعظم چشتی ہوراں دے نویں چومصرعیاں دی کتاب "اُنیندرے" بارے مینوں کہیا گیا اے کہ میں اوہناں دی شاعری، فن تے خیال بارے اظہار کراں۔ سچی گل ایہہ وے کہ اپنے کسے ہمعصر شاعر دی تعریف کرناں یاں اوہدے تے تنقید کرناں بڑے دل گُردے دا کم اے تے سچ تے پردہ پا دیناں یاں اوہدے توں مونہہ پھیر لینا وی کسے سچے فن کار تے بڑا دکھا کم ایں۔ محمد اعظم چشتی ہوراں دی شاعری بارے اصل فیصلہ تے ایس کتاب دے پڑھن والے کرن گے یاں اون والا ویلا ایں تے ایس نوں اپنی سوچ نے اپنے ذہن تک ویکھیا اے تے ایس بارے جو کجھ محسوس کیتا اے اوہدا اظہار کراں گا۔

پنجابی شاعری وچ چومصرعے دی تاریخ بڑی پرانی ایں۔ ساڈی ساری کلاسیک شاعری اُنّے چومصرعے چھلّے ہوئے معلوم ہوندے نیں۔ فیر انیویں صدی دے اخیر وچ تے ویہویں صدی دے پہلے ادھ وچ چومصرعے دا رواج ہور وی ودھ جاندا اے۔ پر بہتے چومصرعے پیر وارث شاہ دی بحر وچ لکھے جاندے رہے نیں۔ تے ایہناں چومصرعیاں وچ حمد تے نعت دے نال نال معاشرے دے دوسرے مسئلیاں نوں وی شامل کر لتا گیا اے۔ ویہری دے مشاعریاں وچ تے غیر طرحی مشاعریاں وچ ایہہ رواج بہتا سی کہ شاعر چار چار مصرعیاں وچ اڈو اڈ موضوع تے وکھرے وکھرے خیال بنھ کے لیا وندے سن۔ فیر لمیاں نظماں وچ چار چار مصرعے اک ردیف قافیے نال بنھن دا رواج عام رہیا اے۔ تے ہُن تک چل رہیا اے۔ فرق صرف ایناں پیا اے کہ ہُن فارسی تے اردو دیاں اکھراں دی استعمال ہون لگ پیاں نیں تے عربی

رباعی دی بحر وِچ دی چو مصرعے لکھے جا رہے نیں۔

محمد اعظم چشتی ہوراں ایس کتاب وِچ صرف اپنے چو مصرعے پیش کیتے نے اِنج تے پہلاں وی پنجابی وِچ چو مصرعیاں تے دوہڑیاں دیاں کئی کتاباں چھپ چکیاں نیں۔ پر ایس کتاب دا اپنا نویکلا تے انداز وکھرا اے۔ جیہڑا دِل دے ڈونگھ وِچ اپنی تھاں بنا لیندا اے۔

محمد اعظم چشتی ہوراں دی ایس کتاب نوں پڑھ کے اِنج لگدا اے جویں اوہ کسے خاص شے دی تلاش وِچ نیں کوئی ایہو جیہی روشنی جیہڑی روح دی گہرائی وِچ چانن کردے۔ کوئی ایہو جیہی لو جیہڑی اندر دی کالخ نوں دھو دیوے۔ کوئی ایہو جیہی مٹھاس جیہڑی لہو دی کُڑتن نوں مکا دیوے۔ کوئی ایہو جیہی پالش جیہڑی دُنیا دے جھمیلیاں دے زنگ نوں لاہ کے خالص تے نہ ختم ہون والی لِشک دے دیوے۔ اِنج تے اوہناں نے ایہدے وِچ بڑے اچرج تے نویں موضوع دی چھوئے نیں تے کئیاں پرانیاں موضوعاں نوں نویں رنگ تے نویں رچاناں پیش کیتا اے۔ جنہاں وِچ دُنیا دا لالچ، ماہی دا وچھوڑا، یار دے حُسن دی تعریف، یار نوں مِلن دی تاہنگ، اڈیکاں دے جنجال، رُسیا یار منان لئی ہاڑے۔ ان گلیاں سدھراں دے دین، دُنیا دی بے ثباتی سجناں دی دُشمنی، گلیاں دی خشبو۔ آساں دی رُشنائی تے اُمیداں دے رنگاں دی وکھری ہوئی اے۔

محمد اعظم چشتی ہوراں دا محبوب پنجابی دی قدیم روایت وانگوں مادی ہستی دی گل کرن یاں سوہنی دی رُکھیئے داناں ور تن یاں ہیرا۔ مترں اکواہی اے تے اوہ حقیقت دی تلاش اے اوہناں دا مُطالعہ اوہناں دا سانجھ دیندا اے تے اوہناں دا مشاہدہ اوہناں نوں نویاں نویاں راہواں لبھن تے مجبور کردا معلوم ہوندا اے

محمد اعظم چشتی ہوری محسوس کردے نیں کہ جیہڑی راہ تے اوہ ٹُرے جاندے نیں اوہدیاں گُنجلاں کھولنا بڑا اوکھا کم اے۔ پر فیر وی اوہ ایہناں پیچیاں ہوئیاں گُنجلاں دے کھولن دا چارہ کر رہے نیں۔

نہ محسوساں نہ معلوماں اتنے نہ وچ ناپاں تولاں
نہ وِچ حداں نہ وِچ سمتاں نہ وچ نقشاں بولاں
نہ وِچ رسماں نہ وچ ریتاں دس کتھے جا کے ٹولاں
اعظم گنڈھاں دے وچ گنڈھاں دس کیہڑی کیہڑی کھولاں

گنڈھاں دے بھیداں نوں کھولدیاں ہوئیاں محمد اعظم چشتی ہوراں نوں ایہہ دی پتہ اے کہ ایس دنیا وچ سچ دی کوئی قدر نہیں کیوں جے سچ کوڑا ہوندا اے تے ایتھے جھوٹ دیاں مٹھیاں بولیاں دا دبج ہوندا اے۔ سچ آکھن تے ایتھے پتھراں توں ودھ کجھ نہیں لبھدا۔

جے میں مٹھیاں بولیاں بولاں مینوں واجاں مارن لوکی
جے میں تیغ حقائق کھولاں مینوں جھٹ دُرکارن لوکی
جے میں جھوٹھے سُخن الاواں مینوں جندڑی وارن لوکی
اعظم جے سچ آکھ سناواں مینوں پتھر مارن لوکی

سچ توں اگانہہ اپنی ذات دے عرفان دی منزل اے۔ کہندے نیں جے بندہ اپنے آپ نوں لبھ لئے تے اوہنوں رب لبھ جاندا اے۔ اپنی پچھان ہو جاوے تے جگ دی پچھان ہو جاندی اے تے منزل اپنے قدماں ہیٹھاں نظر اون لگ پیندی اے۔

کیہا مقام تے کیہڑی منزل میں کدھر قدم اٹھاواں
کیہی شراب تے کیہڑا ساقی میں کتھے ہتھ پھیلاواں
کیہڑا وصل تے کیہی جدائی میں کہنوں ڈھونڈن جاواں
اعظم میں خود کعبہ اپنا میں کتھے سیس نواواں

اج دے دور دے سارے فن کاراں وانگوں محمد اعظم چشتی ہوری یار تے جند جان، دین ایمان سب کجھ صدقے کرن نوں تیار نیں۔ پر یار دا لبھناں وی اپنی تھاں تے اِک مسئلہ اے مطلبی تے سجنڑے لبھ جاندے نیں۔ پر ایس دنیا وچ اوس یار دا لبھنا بڑا مشکل اے جدی چشتی ہوراں نوں تلاش اے۔

دس دنیا دی ایس دو کانوں کیہڑا بار شنا نئیں لبھدا
کیہڑا موتی کیہڑا ہیرا جیہڑا ایس بازار نئیں لبھدا
کیہڑا پھل تے کیہڑا میوہ جیہڑا ایس گلزار نئیں لبھدا
اعظم ایتھے جے نئیں لبھدا تے اوہ چنگا یار نئیں لبھدا

محمد اعظم چشتی ہوراں خاص طور تے سسی پنوں والے حصے وچ حقیقت نوں مجاز دا جیہڑا رنگ دتا اے تے نال شاعری دے جوہر وی دکھائے نے اوہ اوہناں دی فنی مہارت تے پختگی دی دلیل اے سسی دے پیدا ہون دا اوہ اینج ذکر کردے نیں۔

سُکا باغ ہویا پھر ہریا آئی فیر بہار چمن تے
گئی کھلار صبا خوشبوآں رنگ آیا سرو سمن تے
خبرے کیہ کہہ گئی کلیاں نوں ہتھ لان نہ دین بدن نے
اعظم کئی تحریراں پڑھیاں اج پھلاں دے دامن تے

سسی جد پندرہ سالاں دی ہو گئی تے اوہدی تصویر اینج کھچدے نیں

پندراں سال پلی وچ نازاں آ پہنچی چڑھی اسمانی
ٹیل ٹیل کر دی آئی اج مستیاں بھری جوانی
بھر کے نعت تے ویکھیا جاوے اینج لشکدی پیشانی
اعظم کرے اداس دلاں نوں آ دکھ تھلاں دی رانی

جس ویلے اوہ حقیقت نوں مجاز دا لباس پہنوندے نے تے کہندے نے

سسی ستی تے یار گواچا ویکھیں توں وی سوں نہ جاویں
اک پل دے آرام دی خاطر ساری عمر دا روگ نہ لاویں
جیہڑا غافل ہویا مویا کتے غافل ہو نہ جاویں
اعظم ستیاں عمر گذاری ہن جاگ کے یار مناویں

اعظم ہوراں دی ایس گلزار دا کوئی ایسا پھل نئیں جہدے بارے وچ کجھ کہن نوں

دِل نہ کردا ہوندا وے پر صرف اِک چومصرعہ اوہناں دا ہور سُن لو تے سمجھ آجاوے گی کہ لینہاں نوں ہجر نال کِنّاں پیار تے نالے اوہنوں بیان کرن دی کی سوہنی جاچ اے معلوم ہوندا اے کہ اعظم ہوری دُوسریاں دے دردنوں وی اپنے تے وارد کرکے بیان کر دے نیں۔

جدوں کسی دی ماں اوہنوں تھلاں وِل جان توں موڑدی اے تے کہندے نے

سَسّی آکھے سُن نی ماے ہُن تے ہجر سوالن چستی
نوں مجیس میرا باپ کایا میں تے فرض گزارن چستی
جان مرے سر قرض پُنل دا ایں ایہہ قرض اتارن چستی
اعظم یار نوں نظر نہ لگے اوہدا صدقہ وارن چستی

سچی گل تے ایہہ وے کہ محمد اعظم چشتی ہوراں دی ایہہ کتاب پنجابی شاعری وِچ اِک اَملا وادھا اے۔ اوہناں کول خیالاں دا اپنا پن، بیان دی شیرینی، بندشاں دی چُستی، زبان دی روانی تے سچائی نال پیار دی دولت اے۔ اوہناں دی شاعری نے حالی ہور دی منزلاں طے کرنیاں نیں۔ اوہناں دے خیالاں نے ہور وی اُچیاں اُڈاناں اے تے تصوف دے میدان وِچ اوہناں اجے بڑا اگے جانا ایں پر ایس لئی ہور ہمت تے ہور ریاضت دی لوڑ اے۔ میں اخیر وِچ محمد اعظم چشتی ہوراں دا اِک چومصرعہ ای اوہناں دی خدمت وِچ پیش کرناں واں

کے خزانے دا دروازہ نئیں کھُلدا ہمت باہجوں
کوئی کال نئیں حاصل ہوندا دِن رات دی محنت باہجوں
اُبّ کوئی مقام نئیں مِلدا کِسے کرڑی مشقت باہجوں
اعظم یار دی دید نئیں ہوندی کِسے خاص ریاضت باہجوں

روف شیخ
سیکرٹری پنجابی سب ریجن پاکستان رائٹرز گلڈ لاہور

ایس سچائی نوں کون جھٹلا سکدا اے جے ہر زبان اپنے وچ اک اچرج کشش ، اک انوکھی ڈونگھائی تے اک نویکلا سبھن رکھدی اے پر بس سمجھناں واں کہ جہڑی مٹھاس ، جہڑا رس تے جہڑا ساڈی پنجابی زبان نوں ملیا اے اوہ شاید ای کسے ہور زبان نوں نصیب ہویا ہووے خاص طور تے تصوف تے عرفان دیاں ڈونگھیاں رمزاں ، وصل تے ہجر دیاں نازک وارداتاں دا اظہار کرن لگیاں جناں ساتھ ایہہ زبان دیندی اے اوہ ہور کوئی زبان نئیں دیندی ۔

پر میں ایہہ گل ایس لئی نئیں کر رہیا جے میں پنجابی آں تے مینوں پنجاب دی دھرتی نال عقیدت وی اے تے عشق وی ۔ میں تے صرف ایہہ کہہ رہیاں جے ایس زبان دا وی اک اپنا حسن اے تے اپنا مقام اے ، جہنوں کسے ہور زبان دا بندہ نئیں سمجھ سکدا ۔

مثال دے طور تے عارف کھڑی رحمتہ اللہ علیہ دا ایہہ شعر

جے میں ویکھاں عملاں ولے کجھ نئیں میرے پلے
جے تا ویکھاں رحمت تیری بلے بلے بلے

کنّاں سوکھا ، سادہ تے سوہنا ہون توں علاوہ کناں اُچا تے درد نال بھریا ہویا اے ۔ ہُن جہڑا بندہ بلے بلے دے اوس گہرے مفہوم نوں نئیں سمجھ سکدا اوہ ایہدی داد وی کیہہ دیوے گا ۔
کسے چنگی شے نوں ویکھ کے حیرت دے اظہار لئی ایدوں چنگے الفاظ کہڑی زبان وچ ملدے نیں ۔ ایہہ الفاظ اپنے اندر کنیاں کیفیتاں تے کیا معنا لکائی بیٹھے نیں ، شاید ایہہ لگیاں تے ورتے جاندے

نیں میں دسناں ایہہ چاہناں واں جے اُنج تے ہر زبان اپنے تیور ہر زمانے وچ بدلدی آئی اے پر ایس دور دے پنجابی شاعراں دا کلام پڑھن توں بعد ایہہ منناای پئے گا جے اج توں کجھ سال پہلوں پنجابی زبان دے حسن دا ایہہ نکھار ویکھن وچ نہیں آیا - تے پنجابی زبان دی جہڑی شکل اج ساہمنے آئی اے اوہ ایس توں پہلاں نظر نئیں آئی -

میری پنجابی ہُن والی پنجابی نہیں ، میری پنجابی میاں محمدؒ بُلّھے شاہ دی منعم رسل تے خواجہ غلام فرید والی پنجابی اے پر میں کوشش کر رہیاں جے اج دے پنجابی شاعراں وانگوں میرے وی لکھن دی جاچ آ جاوے ، میری بڑی دیر دی خواہش وی سی تے دوستاں دی فرمائش وی ایہی اک کتاب نِری پنجابی وچ لکھاں تاں جے میں وی پنجابی شاعراں وچ اپنا ناؤں لکھا لیاں ایس توں پہلوں میریاں تِن کتاباں غذائے روح ، رنگ و بو تے نیر اعظم دے ناواں تے چھپ چکیاں نیں پر اوہناں وچ فارسی وی اے اردو وی تے پنجابی وی -

ایس کتاب دے اخیر تے سسّی پنوں دا قصہ تے میں اپنے یار عبدالشکور بیدل دی فرمائش تے لکھیا اے نہیں تے ہاشم شاہ رحمۃ اللہ علیہ ورگے صوفی عالماں ، کاملاں ، سچیاں تے ڈونگھیاں لوکاں دے ساہمنے میں ایہنوں اک گستاخی توں ودھ نئیں سمجھدا -

محمد اعظم چشتی

۷۷ مارچ ۱۹۷۳ء

دوہڑے

قلمے کر تعریف اُس رب دی جہدی ذات قدیم قدیمی
نال ندامت کر مُنہ کالا دس اپنی عجز یتیمی
رکھ کے سر کاغذ دے اُتےّ اتے کر سجدہ تعظیمی
اعظم بناں زباناں نوں جس نے تینوں کیتی دان کلیمی

فہم ادراک ڈُبےّ وِچ حیرت اتے حیرت وِچ حیرانی
سوچاں آپ پیاّں وچ سوچاں اتے ہر تدبیر دیوانی
فکراں دی پرواز نہ اوتھے وِچ عقلاں سرگردانی
اعظم آسانی وچ مُشکل اتے وچ مُشکل آسانی

ہر گھر دا مہمان رنجھیٹا اتے زینت ہر محفل دی
رنگت رونق ہر گلشن دی اتے دھڑکن ہے ہر دل دی
علّت غائی ہر ممکن دی اتے رفعت ہر منزل دی
اعظم بینائی ہر اکھ دی اتے کنجی ہر مُشکل دی

نہ محسوساں نہ معلوماں اتے نہ وچ ناپاں تولاں
نہ وچ حدّاں نہ وِچ سمتاں نہ اوہ وچ گفتاراں بولاں
نہ وچ رسماں نہ وِچ ریتاں دس کتھّے جا کے ٹولاں
اعظم گنڈھاں دے وِچ گنڈھاں دس کیہڑی کیہڑی کھولاں

مخفی کنز وجوب دے موتی دس رولن والا کیہڑا
ایہہ اسرار رموز حقائق دس کھولن والا کیہڑا
ایہہ اوراق صحائف فلکی دس پھولن والا کیہڑا
اعظم جے میں حادث فانی دس بولن والا کیہڑا

بے پرواہی ویکھ سجن دی جتھّے عقل دی پیش نہ جاوے
عملاں والے دور ہٹاوے بے عملاں نوں گل لاوے
تاجاں والے در در رولے لٹے منگتیاں تخت بٹھاوے
اعظم کیسے نوں گھر آیا کوئی کیمیوں خالی آوے

نیڑے وَسّے شکل نہ دَسّے سانوں ایس حیا نے پھٹیا
اَون پیغام پر آپ نہ آوے سانوں ایس وفا نے پھٹیا
بَرسن تیر کمان نہ دِسّے سانوں ایس ادا نے پھٹیا
اعظم جیہڑی نظر نہ آوے سانوں اوس قضا نے پھٹیا

قُل آکھے نالے آپ نہ بولے جانے کون حقیقت گُجھی
عقل وچاری سر پھڑ بیٹھی رہی وِچ دلیلاں رُجھی
پیر فقیر پئے وِچ سجدے جدوں کوئی گل نہ سُجھی
اعظم کِسے قلندر باہجوں ایہہ وِچلی رمز نہ بُجھی

جد کوئی معبود نہ دُوجا کیوں لا الٰہ فرماویں
جد توں قائم ذات اپنی وِچ ساتھوں کس دی نفی کراویں
اوہنوں اپنا عین کیوں سمجھیں جیہنوں ہتھیں آپ بناویں
اعظم ورگے نافہماں نوں کیوں وہماں دے وچ پاویں

اِک اَنا منصُور نے آکھی اِک اَنا فرعون پُکاری
اِک اَنا مظہر وحدت دی اِک وحدت دی اِنکاری
اَنا اَنا وچ فرق گھنیرا اِک رحمت تے اِک خواری
شکلاں ویکھ نہ بھُلّیں اعظمؔ اِک نُوری اے اِک ناری

اِک دَر چھڈ بیٹھے محکم پھڑ بیٹھے اتے اِک دے ہو کے رہئیے
اِک دے ناز اُٹھا بیٹھے رَج رَج سارے جگ دے ناز نہ سہئیے
اِک نوں منیئے اِک تے مریئے کدی غیر دِا ناں نہ لیئے
اعظمؔ جیہڑا اِک دا دشمن اوہدی صُحبت وچ نہ بہیئے

اپنے آپ توں وِچھڑیاں ہوئیاں مینوں صدیاں کئی ولیاں
اپنا نام نشان نہ ملیا نہ کدھروں خبراں ملیاں
اپنی صُورت ویکھن کارن میریاں رو رو اکھیاں آئیاں
اعظمؔ مرشد کامل باجھوں کرے کون ایہہ دُور جُدائیاں

مَیں تے ماہی ویکھن نوں دو وِچّوں اِک گل بات اساڈی
اِکّو تھاں دے اِکّو گھر دے وِچوں اِکّو گھات اساڈی
اِکّو رمز تے اِکو بولی وِچّوں اِکّو جھات اساڈی
اعظم اِک خمیر اساڈا اِچھوں اِکو ذات اساڈی

قُل کہہ کے توحید اپنی داجھدے مُونہوں اعلان کراوے
کون کرے وڈیائی اس دی رب جِس دی شان وِدھاوے
کیہہ اوہ حُسن ہووے گا آخر رب جِس دے ناز اُٹھاوے
کیہہ اوہ شہر ہووے گا اعظم رب جِس دیاں قسماں کھاوے

دیس عرب ول جاندیا راہیا مینوں لے چل نال مدینے
مَیں وی ویکھ لواں اوہ نگری جِتھّے وَسدے یار نگینے
جس دھرتی تے رحمت والے سدا کھُلے رہن خزینے
اعظم مَیں اُس خاک نوں چُماں جِتھّے لائے قدم نبیؐ نے

ذرہ ذرہ تنکا تنکا بھرپور حضورؐ دے نور دوں
پتہ پتہ، ڈالی ڈالی معمور حضورؐ دے نور دوں
سورج چن ستارے سارے پُرنور حضورؐ دے نور دوں
اعظم کُل ہنیرے جگ دے ہوئے دور حضورؐ دے نور دوں

دِل دا درد تے سوز جگر دا اتے اشک آنودنگا ہاں
ایہہ گوہر نہ وِچ دکاناں نہ ایہہ وِچ خزانے شاہاں
بڑے نصیب ہوون تد لبھن ایہہ یار سجن دیاں راہاں
اعظم عشق رسولؐ دی نعمت کدوں ملدی اے گمراہاں

کیوں مخلوق دے دل نہ بھانواں میں تے گیت رسولؐ دے گانواں
کیوں نہ دُنیا وِچ سکھ پانواں میں تے گیت رسولؐ دے گانواں
کیوں نہ ماناں ٹھنڈیاں چھانواں میں تے گیت رسولؐ دے گانواں
اعظم دوزخ میں کیوں جانواں میں تے گیت رسولؐ دے گانواں

دوزخ جاوے یا کوئی حاسد یا کوئی منافق جاوے
یا جاوے کوئی ظالم جابر جیہڑا کسے دا دِل دُکھاوے
دوزخ جائے بے ادب نبیؐ دا جیہڑا یا مُنکر کہلاوے
اعظمؔ نہ بے ادب نہ مُنکر ایہنوں کیہڑی اگ جلاوے

لوکی آکھن تیرے ورگا کوئی ہور نہ بد اعمالا
ایڈا اوگنہار رنگیلا اتے نالائق مُنہ کالا
رب دے قہر غضب توں تیرا ہُن بچنا نہیں سُوکھالا
اعظمؔ لوکی ایہہ کیہہ جانن مرا راکھا کملی والا

میریاں عیباں نالوں یارب تیری رحمت بُہت وَدھیری
میری ذات صفات کیہہ کُجھ ہیں کوئی ذات اوقات نہ میری
مَیں مدّاح رسُولؐ ترے دا ایہو آس اُمید بتیری
بخش لویں جے اعظمؔ نوں وی نئیں گھٹدی رحمت تیری

تُوں داتا اسیں منگتے تیرے ترے باہجھ نہ ہون گذارے
ہے لج پاپاں گھرانہ تیرا ساڈی لاج ترے ہتھ پیارے
پردہ پوشی منصب تیرا اسیں بھُلّنہار نکارے
اعظمؔ نوں وِچ حشر نہ بھُلّیں ایہدے عیب چھُپائیں سارے

آکھن نوں تے سَب جگ سوہنا مِرے یار جیہا نہ کوئی
ویکھ کے جس دے نَین رسیلے سب خلقت کھلی ہوئی
حُسن یوسفؑ اِک جلوہ اُس دا جنہوں ویکھ زلیخا موئی
اعظمؔ جو اِس در توں ردّیا اوہنوں کِدھرے مِلے نہ ڈھوئی

بادِ صبا جا ویکھ جے تیری ہووے وِچ دربار رسائی
آکھیں نال ادب دے سجناں کد ہوسی دُور جُدائی
کیوں توں سانوں یاد نہ کیتا کیوں ساڈی یاد بھُلائی
اعظمؔ کیہہ تقصیر اساڈی اجے ساڈی وار نہ آئی

کیہہ میں تے کیہہ دعوے میرا ئیں کون عاجز بے چارا
ہر صفتوں ہر وصفوں خالی اتے بے ہنرا ناکارا
عیباں دے وچ ڈباّ ہویا سارے جگ توں اوگنہارا
اعظمؔ ہیں مدّاح نبیؐ دا میرا ایہو اِک سہارا

ہے کدھرے دربار اجیہا جتھےّ جا کے درد سُناواں
ہے کوئی ہور سخی تیں ورگا جتھے جا جھولی پھیلاواں
ہے کوئی تیرے ورگا سوہنا جہنوں محرم راز بناواں
اعظمؔ کوئی طبیب نہ ایسا جہنوں دِل دے زخم وکھاواں

اج وی زندہ عاشق رب دے ذرا ویکھیں نظر اُٹھا کے
قبراں اندر شاہی کردے آ ویکھ کدی آزما کے
سب کجھ سُندے سب کجھ ویہندے اتے سب کجھ دھیان لا کے
اعظمؔ رب نال واصل کردے ایہہ اکھ نال اکھ ملا کے

اِک محیّ الدین جیلانیؒ جہدی عرشاں تک مشہوری
غوث الاعظمؒ صدر ولایت جہدی وِچ درگاہ منظوری
اِک محیّ الدین قصوری جیہڑا دائم وِچ حضوری
اعظم نوں اِک نظر کرم تھیں جس نے کیتوں کیتا نوری

مَیں صدقے اُس سوہنے اُتوں جہدا دِسدا نئیں کوئی ثانی
وَلیاں دا محبوب کہاوے ایہہ عارف مرد ربانی
شاہنشہ ایہدے دَر دے منگتے ایہدے قدماں وِچ سُلطانی
اعظم لاثانیؒ تے کِدھرے نہیں علی حسین دا ثانی

بے انداز احسان سجن دے جیہڑے باہر حد شماروں
وِچ غلاماں شامل کیتا نالے بخشیا شرف دیداروں
خادم توں مخدوم بنایا اتے پھُل بنایا خاروں
اعظم مینوں کیہہ نہیں ملیا شاہ سرورؒ دے درباروں

چھڈ دے ہور تعلق سارے اِک لا سر وَر نال یاری
کر دے جان حوالے اوہدے اتے رہ وِچ خدمتگاری
خدمت وِچ نہ فرق لیا دیں بھانویں جھڑک دیوے لکھ واری
اعظم قدم پچھاں نہ رکھیں بھانویں سِر تے پھِر جائے آری

جیہڑی یار دے کم نہ آوے اوہ جان بھلا کس کم دی
جیہڑی حالی دَردماہی توں اوہ رنت شکار ستم دی
عِشق علاج ہر اِک مُشکل دا اتے عِشق دوا ہر غم دی
اعظم جیہڑا عِشق دا زخمی اوہنوں حاجت نہیں مرہم دی

لُٹ لے اج خزانے ربدے اُٹھ بے خبرا انجانا
رحمت ربدی جوشاں اندر متے فیر پئے پچھتانا
دُنیا منگ لے عُقبیٰ منگ لے بھانویں منگ لے عِشق ربانا
اعظم جو جی آوے منگ لے اج جو منگیں مِل جانا

عِلم فضیلت والیاں پنڈاں اساں سِر توں لاہ کے سٹیاں
رہے دُنیا نہ دِین دے کم دے ہوئیاں ساڈِیاں چوڑ ترٹیاں
لُوں لُوں زخمی انگ انگ زخمی سارا تن مَن پٹیاں پٹیاں
اعظمؔ عِشق دے ایس بپاروں اساں ایہو کھٹیاں کھٹیاں

زِینت دی کیہہ حاجت اوہنوں جیہدے گل وِچ عِشق دا گہنا
جیہڑا خود محبُوب دِلاندا اوہنے کِسے دا ناز کیہہ سہنا
جِس نُوں چڑھ جائے عِشق دی مستی اوہنے جنت نوں کیہہ کہنا
اعظمؔ جِس وِچ کعبے والا اوہنے کعبے وِچ کیہہ رہنا

کِسے دے سِر تے تاج حکُومت کِسے حکم چلاون سِکھیا
کِسے دے سِر دستار امامت کِسے عِلم پڑھاون سِکھیا
کِسے نے پہنیا فقر دا چولا کِسے زُہد کماون سِکھیا
اعظمؔ ویکھ مقدّر ساڈا اساں یار مناون سِکھیا

بے درداں نوں حال نہ دسیئے بے ادباں کول نہ بہیئے
سب دیاں سُنیئے سب کجھ سُنیئے کدی دِل دا بھید نہ دیئے
کدی کِسے دا گِلا نہ کریئے سدا مستی دے وِچ رہیئے
اعظمؔ جیہڑا کرے بُرائیاں اوہنوں کدی نہ مندیاں کہیئے

واسا تیرا دِل وِچ میرے اتے دِل میرا ہتھ تیرے
جیویں مَیں آئینے اندر اتے آئینہ ہتھ میرے
ہر شَے اُتے قبضہ تیرا اُوں تُوں وِچ تیرے ڈیرے
اعظمؔ ظاہر باطن سانوں دِسیں تُوہیں چار چوفیرے

نہ اِنکار کریں اج ساقی اج موسم بڑا سہانا
مستی دا اج مینہہ پیا وسدا نہیں پیاس دا کوئی ٹھکانا
تیرے کول شراب پُرانی ساڈا روگ وی بہت پُرانا
اعظمؔ ہس ہس ٹال نہ سانوں اساں پیتیاں باجھ نہ جانا

لگا جدوں بازار ازل دا لوکی چوراں وانگ سدھائے
کسے نے لُٹی علم دی دولت کوئی میر فقیر بن آئے
کسے چرائی حسن جوانی کسے ہاسے جھولی پائے
اعظم ویکھ جہالت ساڈی اسیں عشق خرید لیائے

پہلی نظرے لُٹ لیا ماہی سانوں تیریاں ہار شنگاراں
قاتل نین تے ناگن زلفاں سپے دوروں ماراں
کسے نوں کول نہ پھٹکن دیندا تیرے حسن دے پہریداراں
اک اکلا توں نئیں اعظم ایتھے ہو گئے قتل ہزاراں

آجا پر دیوں باہر ساقی دیہہ جام اک خمر طہوروں
میخانے دیاں دھماں سن کے اسیں آئے دوروں دوروں
گھر آئیاں دیاں لاجاں رکھ کے نہ خالی گھل حضوروں
اعظم دی ایہہ آس پرانی ایہدی جھولی بھر دے نوروں

نیناں والیا موڑ نیناں نوں دِل سینیوں باہر آوے
تیر چلا پر ویکھ کے ماہی جیہڑا ایہدی قیمت پاوے
ہر کوئی اس لائق کِتھے جیہڑا زخم نیناں دے کھاوے
اعظم ایہہ امانت ساڈی کیوں ہور کِسے وَل جاوے

عقل عیّار مکّار ازل تھیں جیہڑی سَو سَو رُوپ وٹاوے
عِشق انجان انبھول نمانا ہر دُکھڑا سینے لاوے
اِک ہشیار تے اِک دیوانہ کیہڑا اِک دُوجے نوں بھاوے
اعظم ایہہ تفریق ازل دی اِس فرق نوں کون ہٹاوے

کوئی کہے خُداوند باری ساڈی دُنیا دِین سوارے
کوئی کہے ایمان دی کشتی ساڈی لگ جائے پار کنارے
کوئی بخشش دا شیدائی کوئی جنّت توں جِند وارے
اعظم ایہہ نہ آکھے کوئی رب عاشق کر کے مارے

آ گئے تنگ فرشتے میرے میریاں لکھ لکھ کے بُریائیاں
نہ مَیں بیٹھا نہ اوہ بیٹھے کئی مُدّتاں اِنج وہائیاں
مَیں اگےّ اوہ پچھےّ پچھےّ پر مَیں نہ دِتیاں ڈھیاں
اعظم آوڑک تھک ٹُٹ بیٹھے ہتھوں قلماں چاپٹ پائیاں

ہو گیا کیہہ جے ایہہ تن خاکی سدا دُودِ بِیں جرّا
رہے ہمیش شکار ستم دا غم کھاندا آہیں بھردا
سوز فراق دی اگ وِچ سڑدا پر مُونہوں اُف نہ کردا
اعظم پر ایہہ جان تے میری نِت کرے طواف اُس در دا

کر کر چِلےّ پڑھ پڑھ تسبی توں ساری عُمر گذاری
کئی تِویت کرا کے ویکھے نہ دِل دی گئی بیماری
سارے وِرد وظیفے کیتے کوئی تیر نہ لگاّ کاری
اعظم مڑ آ ایس بازاروں لا نال قلندریاری

اُٹھ دِلا چل ڈھونڈن چلیئے اینویں دِلبر ملِدے ناہیں
عِشق وفادِیاں لمّیاں واٹاں نئیں مُکدیاں نال صلاحیں
جنہاں طلب وصال سجن دی اوہ کد اٹکن وِچ راہیں
اعظم کدی تے آن سُنیسی اوہ دردمنداں دیاں آہیں

اِک پاسے دولت دُنیا دی اِک پاسے یار بُلاوے
اِک پاسے بیٹی عقل پُکارے اِک پاسے عِشق وِکاوے
توں اُس دولت نوں کیہہ کرنا جیہڑی یار توں دُور ہٹاوے
اعظم یار دا ساتھ نہ چھڈیں بھاویں سب کجھ لُٹیا جاوے

دُو دن دے آرام دی خاطر نہ کریں ایمان دا سودا
ویکھ کے جھوٹے حُسن دا جلوہ کریں نہ جان دا سودا
جگ دی جھوٹی شہرت بدلے نہ کریں قرآن دا سودا
اعظم جان جاوے تے جاوے پر کریں نہ آن دا سودا

دولت منداں نُوں غم بُہتے مَیں کیوں ایہہ دولت منگاں
جیہڑی لُٹ لئے چین دِلے دا کیوں اوہ حکومت منگاں
جیہڑی یار دے من نہ بھاوے مَیں کیوں اوہ شہرت منگاں
اعظم جیہڑی یار وچھوڑے مَیں کیوں اوہ جنّت منگاں

کِس کاری اوہ دولت مندی جِھتّوں خالی مُڑن سوالی
جیہڑی کرے نہ دُور ہنیرا اوہ کِس کم چمک ہلالی
جِس دا کِسے نہ میوہ چکھیّا بھلا کِس کم دی اوہ ڈالی
اعظم کِس کاری اوہ بُوٹا جیہڑا ہووے سایوں خالی

بِن عشقوں ایمان نیئں لبھدا لکھ کریئے وعظ قرآنوں
بِن درد وں عرفان نہ حاصل بھانویں ذکر کرو دِل جانوں
بِن قربانی یار نہ مِلدا لکھ کریئے وِرد زبانوں
اعظم ایہو دِین اساڈا جیہڑا وکھّرا کُل جہانوں

نئیں دس میرے ماہی اُتوں دیواں کر قُربان زمانہ
دِل دی اوہدا جان دی اوہدی کیہہ کرے نثار دیوانہ
سِر دی اوہدے لائق ناہیں جیہڑا کر دیواں نذرانہ
اعظمؔ یار منوّن دی خاطر دس کیہڑا کراں بہانہ

توُں فرزانہ مَیں دیوانہ بنی آن مُصیبت بھاری
تینوں مستی علم ہُنر دی میتوں نام دی چڑھی خُماری
تینوں ہَسّن نال محبت میںنوُں رووَن دی بیماری
اعظمؔ پتھر تے شیشے دی دَس کویں نبھے گی یاری

نادانا ایہہ بستی دِل دی بِن یاد آباد نہ ہووے
بِن یادوں ایہہ دِل دا پنچھی کِسے صورت شاد نہ ہووے
سدا رہے برباد اوہ محفل جِنھتے یار دی یاد نہ ہووے
اعظمؔ اوہ برباد نہ ہُندا جیہدا دِل برباد نہ ہووے

کیوں نہیں ڈِگدا رب دے در تے ایہہ کیہہ تیری زندگانی
کد تک رب دے نال بغاوت کد تیکر ایہہ نادانی
بُریاں دی صُحبت وِچ بہہ کے نہ کر برباد جوانی
اعظمؔ کیوں مُنہ کالا کرنا ایں اوہدی کر کر نافرمانی

زُلف تے نین محبُوب مرے دے کیہڑا ویکھ فدا نہ ہویا
کِس نے جلّی تاب حُسن دی کیہڑا ویکھ فنا نہ ہویا
جِنہے ویکھ لیا اِک واری اوہ فیر جُدا نہ ہویا
اعظمؔ میرے یار دی اکھ دا کدی تیر خطا نہ ہویا

کیہڑا مردا ای نال کِسے دے کیہڑا اپنی جان گواوے
کیہڑا اوڑدا ای ایس جھنجھٹ وِچ کیہڑا جان دُکھاں وِچ پاوے
سارے روندے دُکھ اپنے نوں کیہڑا کِسے لئی اشک بہاوے
اعظمؔ ایسا کوئی نہ ڈِٹھا جیہڑا کِسے دا درد ونڈاوے

چنگیاں اُتے ہر کوئی راضی اوہناں کوئی نہ دُور ہٹاوے
چنگی صورت والیاں تائیں تک ہر کوئی سینے لاوے
منداں دے کوئی کول نہ بیٹھے اتے نہ کوئی کول بٹھاوے
اعظم مردِ خدا دا اوہو جیہڑا منداں نال نبھاوے

مٹی نوں اکسیر بنا دے وہ وا کیا بات ادب دی
ادب مراد تے ادب حضوری بڑی اُچّی ذات ادب دی
اپنا آپ گوایاں باجھوں نہ ملے خیرات ادب دی
اعظم مرکے حاصل ہوئی مینوں ایہہ سوغات ادب دی

بھانویں شاہسوارِ قلم دا بھانویں کیڈا استدلالی
اُچّے فکر شعوراں والا بھانویں زیرک وانگ غزالی
غیبوں جا مضمون لیاوے اتے وِچ پرواز اں عالی
شعراں وِچ تاثیر نہ اعظم جے شاعر دردوں خالی

حُسن مجازی کون سراہندا جے عاشق زار نہ ہُندے
صاحب دی پہچان کیہہ ہُندی جے خدمتگار نہ ہُندے
کیویں ہُندی قدر پھُلاں دی جے پھُل نال خار نہ ہُندے
اعظم کتھے جاندی رحمت جے او گنہگار نہ ہُندے

ماں آکھے نی تیتھے ہیر کیہڑے پے گیوں وِچ بکھیڑے
توں امانت چاک رانجھن دی کِتھوں پا لئے نی گل کھیڑے
نرا جنجال ملامت جگ دی ساری عُمر دے جھگڑے جھیڑے
اعظم کیہہ تقصیر تیتی دی اُس کدوں ایہہ ساک سہیڑے

اکھ اوہو جیہڑی دید دی پیاسی رہ یار دا ویکھن والی
دِل اوہو جیہڑا دردان بھریا رہے یار دا سدا سوالی
سر اوہو جیہڑا ہوش دا دشمن رہے سدا دا نا تیوں خالی
اعظم عشق دے ایس چمن وِچ رہے سدا بہار نرالی

کیہڑے منہ نال جاواں کعبے دلوں غیر جُدا نہ ہویا
جیہڑے گھر وچ یار نے رہنا اوہ اجے صفا نہ ہویا
جیہڑا وعدہ کر کے آئے اجے تیک وفا نہ ہویا
اعظم یار دی اک نگہ دا میتھوں قرض ادا نہ ہویا

اِس دُنیا وِچ ہر کوئی نچیا کوئی کن پڑوا کے نچیا
کوئی یار گوا کے نچیا کوئی یار منا کے نچیا
کوئی پوشش لہا کے نچیا کوئی سیس کٹا کے نچیا
اعظم منبر تے کوئی نچیا کوئی دار تے جا کے نچیا

اُتے خار نچایا نچے اُتے دار نچایا نچے
اکھاں بھار نچایا نچے سر بھار نچایا نچے
کوئی قدم بے تار نہ ہویا جس تار نچایا نچے
اعظم کوئی عذر نہ کیتا جویں یار نچایا نچے

جیہڑا اُس سنجانوں خالی اوہ سبھیں آن توں خالی
جیہڑا صبر رضا توں خالی اوہ جان احسان توں خالی
جیہڑا صدق یقین توں خالی اوہ نورِ عرفان توں خالی
اعظم جیہڑا پیار توں خالی اوہ دین ایمان توں خالی

عِشق کتاباں وِچ نیئں لبھدا نہ ایہہ دولت ہر ہتھ آئی
نہ ایہہ شمع جلے ہر دل وِچ نہ ہر گھر وِچ رُشنائی
ایہہ شراب نہ ہر میخانے نہ ہر بندہ سودائی
اعظم اوہ کوئی وِرلا وِرلا جنہوں صُورت یار دِکھائی

ہر کوئی اپنا مَن پرچاوے اتے اپنا یار رجھاوے
کِسے دا سجدہ کیچ نگر ول کوئی ہیر دا چاک سداوے
کِسے دا کعبہ دَرِ شیریں دا کوئی لیلیٰ دے گُن گاوے
اعظم ساڈا سجدہ اوتھے جِتھے کعبہ سیس نواوے

اِک سوہنا اِک مُنہ دا مِٹھّا اُتوں قاتِل بن رسیلے
توبہ کون بچے اِس پھاہیوں ہوتے سب ناکارے حیلے
چاکر بن گئے ناجاں والے جیہڑے تکدیاں ایں گئے کیلے
اعظمؔ ایتھے کئی گھر اُجڑے کئی لُٹّے گئے قبیلے

چنّاں مَنّ لیا چانن تیرا کر دیندا اے دُور ہنیرا
ایہہ بھی منّیا دُنیا اُتّے ایہہ بڑا اِحسان اے تیرا
اے پَر اِس رُشنائی اُتّے توں نہ کر مان ودھیرا
اعظمؔ قسم خُدا دی ایہنے اجے یار نہیں ڈِٹھا میرا

جس دیاں وچ اڈیکاں مَر گئے اسیں رو رو اُبھّے ساہیں
جس دے غم وِچ شام سویرے اسیں بھردے ٹھنڈیاں آہیں
دِل وِچ رڑکن داغ ہجر دے وِچ سینے بھنڈکوں بھاہیں
اعظمؔ اُس محبوب اسانوں اجے تیک پچھاتا ناہیں

سوہنا جانے نا ایہہ جانے لوں وسیدا رہو وہاتی

کردی رہے تہیکی اس تنکی جھتری ہیٹی وچ جدائی

کردی رہے ان ملے کا تینوں پائیں لوں جس دا تیپائی

کردی رہے تیکھی کار اس اعظم تینوں سر کیتا سودائی

عشق آباد دکھاتا ساڈا آں اسیں پھر سے وار حسن دے

کعبہ حسن آباد اساڈا آں اسیں قدرت گلزار حسن دے

پڑھدے اسیں نماز حسن دی آں اسیں پہرے دار حسن دے

اعظم نامہ عشق دی وردی آں اسیں جان نثار حسن دے

آگیا سدّا سجناں وَلّوں اسیں نال خوشی ٹُر چلّے
یار اساڈا اَر وِیپا ویکھے ساڈی قسمت بلّے بلّے
آگئی رات وصال دی نیڑے ساڈے کیڈے بخت سوّلے
اعظم یاراں نوں کیہہ ہویا ایہہ رو دن کیہڑی گلّے

نہ منگاں مَیں مال خزانے نہ مَیں تخت حکومت منگاں
نہ منگاں شہرت وڈیائی نہ شان تے شوکت منگاں
نہ منگاں مَیں تاج نہ شاہی نہ عزّت حشمت منگاں
اعظم مَیں تے عشق دا بندہ مَیں تے عشق سلامت منگاں

توں کیہہ جانیں سار عشق دی نہ توں عشق دے بھیڑے وڑیوں
نہ تیری اکھ لگی کدھرے نہ توں عشق دی اگ وچ سڑیوں
نہ توں یار نوں کیتا راضی نہ توں عشق دی سُولی چڑھیوں
اعظم علم تے پا نہ پڑھیوں توں اینویں دخت نوں پھڑیوں

پیار شریعت پیار طریقت ایہہ پیار دا کُل پسارا
پیار مجاز تے پیار حقیقت ایہہ پیار دا سب چمکارا
سب ظہور فَاَحبَبتُ دا ایہہ پیار دا سب نظارا
پیار نوں ایہہ وڈیایاں اعظم ایہہ پیار دا اَرد لاسارا

پیار ایمان تے پیار عبادت سب پیار دا تانا بانا
پیار دی دولت ہتھ نہ آوے جے نہ ہووے فضل ربانا
پیار کسے دا ارد نہ کرنا نہ ظلم نام رکھانا
اعظم جنہاں پیار نہ کیتا اونہاں جنت مُول نہ جانا

جد تک فخر عبادت دل وچ نئیں ڈھوئی وچ درگاہاں
جد تک مان گمان علم دا کوئی قدم نہ پوے اگاہاں
کیتے جتن ہزار زلیخا نہ یوسف کرے نگاہاں
اعظم وصل نصیب ہویو سُو جدوں رُلن لگی وچ راہاں

شِیشہ دل دا صاف نہیں ہونا کِسے شیشہ گر دے باہجوں
عِشق دی منزل طے نیئں ہونی کِسے دِیدڑ دے باہجوں
لَااِلٰہ دی رمز نیئں لبھنی کِسے ذات فقر دے باہجوں
اعظم یار دی دید نیئں ہونی کِسے اہل نظر دے باہجوں

یارب کیہہ زمانہ آیا کیوں ہو گئی خلق بیگانی
جُھوٹھی مُوٹھی دی سب یاری اتے جھوٹھی سب زندگانی
سِر وِی دیندے جان وِی دیندے پر رکھ کے مُنہ زبانی
اعظم لکھیں ہتھ نہ آوے جیہڑا سجن دِل دا جانی

سجناں نال پیار نہ کرئیے نیئں تے فیر اظہار نہ کرئیے
سجن لکھ گُناہی ہووے اودے عیب شُمار نہ کرئیے
سجن بھانویں بن جائے دشمن اودے اُتے وار نہ کرئیے
اعظم یار دے مرنے مرئیے نیئں تے پہلوں ای پیار نہ کرئیے

کئی واری مر مر کے ڈِٹھّا سو وار بچے طوفانوں
کوئی نہ سمجھیا دُکھڑے دِل دے نہ پچھیا کسے زبانوں
اوہدوں پیار کرے گی دُنیا جدوں ٹُر گئے ایس جہانوں
اعظم فیر نہ واپس اونا جیہڑا نکلیا تیر کمانوں

اِک مِلدے پر دِلوں نہ مِلدے نِت پیتے مِلاون سینے
وکھریاں ہو کے کرن بُرائیاں جیہڑے ہوون یار کمینے
بعضے کئی کئی سال نہ مِلدے پر اندروں ہون نگینے
اعظم اپنا خُون بہاون جِتھے یار دے ڈِگن پسینے

دَس دُنیا دی ایس دُکانوں کیہڑا ہار شنگار نئیں لبھدا
کیہڑا موتی کیہڑا ہیرا جیہڑا ایس بازار نئیں لبھدا
کیہڑا پھل تے کیہڑا میوہ جیہڑا ایس گلزار نئیں لبھدا
اعظم ایتھے جے نئیں لبھدا تے او چنگا یار نئیں لبھدا

اِس دُنیا وِچ کون اساڈا سانوں کون سیہانن والا
کیہڑا ساڈی بولی سمجھے سانوں کون پچھانن والا
ویکھن نوں سب جانن والے پر کوئی نہ جانن والا
اعظم ایسا یار نہ ملیا جیہڑا دِل دے جانن والا

ڈُھم جھماندے علم ہُنر دی اوہ آپ نہ مُونہوں کہندے
اپنی اگ وِچ سڑدے رہندے اتے غم جبر دے دُکھ سہندے
نام نمُود دی طلب نہ رکھدے اتے پِچھے پِچھے رہندے
اعظم جیہڑے ککھ نہ جانن اوہ اگے ہو ہو بہندے

بے سُریاں سُر ہتھ نہ آیا تد سُر دی کرن بُرائی
آکھن سُر دی لوڑ نہ سانوں اساں سُر خالق نال لائی
نالے کرن بے ادبی سُر دی نالے کھاندے پھرن کمائی
اعظم اوہ کد بنن گیانی جیہڑے سُر دے نئیں شیدائی

ایہہ کیہہ جانن سُر دی عظمت جدوں خالق کُن فرمایا
ہر شے دی تخلیق نوں پہلے ایسے سُر نے چانن لایا
ایسے سُر دی مستی اندر ہر چیز نے رُوپ وٹایا
اعظم مَوجُودات دے دَر دی ایہنوں کُنجی رب بنایا

سُر تمہید اثر کیفیّت اتے رُشنائی بینائی
سُر خاموشی سُر گویائی اتے سُر اسرار لقائی
سُر اونچائی سُر گہرائی اتے سُر انوار خلائی
اعظم کراں زیارت حق دی جنہاں جھاتی سُر وچ پائی

سُر لبھیّاں جے رب رُس جاندا قاری انج قرآن نہ پڑھدے
ترتیلاں تے تجویداں دے اوہ ویہڑے کدی نہ وڑدے
لحن داودی دی رُشنائی نہ ہُندی لہندے چڑھدے
اعظم خواجہ اجمیری دا اسیں دامن مول نہ پھڑدے

سجناں نالوں دُشمن بُہتے آئی کِس کم ایہہ فن کاری
کِس کم آئے ایہہ جگرا تے اتے کِس کم سُخن نگاری
کِس کم ایہہ سوچاں گہرائیاں اتے کِس کم گِریہ زاری
اعظم سُخنوری وِچ پے کے اساں کیتی غلطی بھاری

چھڈ دِلا کِس غم وِچ ڈُبیوں ایہہ ریت ازل توں آئی
خلقت کولوں طمع اجر دا وہ وا تیری دانائی
جِس دِیاں حمد ثنائیں اندر توں ساری عُمر لنگھائی
اعظم اوہدا بُوہا چھڈ کے کیوں جھات غیراں وَل پائی

اجے تینوں دیدار نہ حاصِل نہ یار نے مُکھ وکھایا
تینوں یار دی محفل وِچّوں اجے نئیں بُلاوا آیا
دو جگ دے محبُوب نے تینوں اجے اپنا نئیں بنایا
اعظم جے توں عاشق ہندوں کیوں لبھدا عیب پرایا

جے تیری اِس شُعُوری دا کِتے پے گیا مُل درگاہے
بَن جاسیں محبُوب خُدا دا تُرجاسیں اِک نگاہے
فیر نہ رکھسیں اِس کِسے تے نہ وِنڈسیں ایس گناہے
سارے رستے چھڈ کے اعظمؔ پے جاسیں اِکو راہے

مَیں مردی تے توں نہ مردوں توں موئیوں مَیں نہ موئی
لِف گئی کمر تے سِر نہ جُھکیا اینویں ضائع وقت گیوئی
سِر جُھکیا تے دِل نہ جُھکیا اجے مُشکل حل نہ ہوئی
اعظمؔ جِس دی مَیں نہ موئی اوہنوں وِچ درگاہ نہ ڈھوئی

جد تک خلقت دی نظراں وِچ توں اِک گنہار نہ ہوسیں
اِس رُسوائی دے جنگل وِچ توں جد تک خوار نہ ہوسیں
جد تک اپنے دُشمن دا وی توں خدمت گار نہ ہوسیں
اعظمؔ عشق دے اِس دریاؤں توں کدی وی پار نہ ہوسیں

چار ولایت دی سر داری جنہوں گھر بیٹھے مِل جاوے
کیوں ویکھے اوہ غیراں وَل تے کِتے کیوں جھولی پھیلاوے
اوہ کیوں دَر دَر پھرے گوا چا جِتھے اسو ہنے دے مَن بھاوے
اعظم اوہنے ہور کیہہ لینا جہنوں یار دے اَون بُلاوے

ہُن مرنے دا غم نہ مینوں، مینوں نویں ملی زندگانی
دُنیا نویں نواں پہناوا نالے مِل گئی نویں جوانی
نواں سُرور نویں کیفیت نواں رنگ نویں تابانی
اعظم میرے سرور مینوں ہُن کر دِتّا لافانی

جی چاہے ہُن ایس جہانوں کِتے جُھگّی دُور بنانواں
جِتّھے آوے نہ کوئی جاوے نہ کِسے دا اپنے پرچھانواں
لاہ کے سارے گلوں گلاویں گل عِشق دی مالا پانواں
شاید ایسے چِلّے اعظم مَیں رُسیا یار منانواں

لامحدود دِلے دی وُسعت جیہدے وِچ کونین سمائی
طُور وی ایتھے عرش وی ایتھے ایہدے اندر رَب وڈیائی
وِچّے جنّت وِچّے دوزخ ایتھوں جُھلّیں پئی خدائی
اعظم سب کُجھ گھر وِچ ڈِٹھا جدوں اندر جھاتی پائی

دِل درویش سمُندر اگ دا کوئی اِس دا بھیت نہ آئے
درداں دے بے اَنت طُوفاناں ایہدے اندر ڈیرے لائے
لکھّاں بجلیاں پی کے بیٹھا کئی دوزخ وِچ سمائے
اعظم جے اِک چِنگ اُڈاوے سارا عالم سڑ بل جائے

میرے دل دی آتش کولوں لئی دوزخ اگ اُدھاری
پَل وِچ ہووے خُشک سمندر جے میں سٹ دیاں اِک چنگیاری
جھٹ پٹ ساڑ سُواہ کر دیوے کیہڑا لاوے اِس وِچ تاری
جے کر جان پیاری اعظم نہ لا ساڈے نال یاری

جس نوں رب وڈیانا ہووے اوہدا محنت وِچ دِل لاوے
جس نوں اُچیاں کرنا ہووے اوہنوں وِچ مُشقت پاوے
جس نوں رکھنا ہووے خالی اوہنوں عیب جوئی سکھلاوے
اعظمؔ اپنے نوں چنگیاں دا اوہنوں نافرمان بناوے

کسے خزانے دا دروازہ نہیں کھُلدا ہمت باجھوں
کوئی کمال نہ حاصل ہُندا دِن رات دی محنت باجھوں
اُچا کوئی مقام نہ مِلدا کِسے کڑی مُشقت باجھوں
اعظمؔ یار دی دید نہیں ہُندی کِسے خاص ریاضت باجھوں

صاحب ہمت چیر سمُندر جھٹ لگدے جا کنارے
بے ہمت نوں کھال سمُندر جیہڑے بیٹھا کرے نظارے
صاحب ہمت ست کمنداں کریئن اسیر ستارے
اعظمؔ بے ہمت ناکارہ سدا ڈھُوندا رہے سہارے

لَیسَ لِلاِنسَان سُنا کے سانوں رب نے ایہہ سمجھایا
بخشش دے قابل نہ ہوسیں جے توں خلق دے کم نہ آیا
وِچ سمندر ڈُبیّاں باہجوں کوئی موتی نئیں لیایا
اعظم جگ وِچ وڈّا رُتبہ جس پایا مر کے پایا

جیہڑے ایس اتھاہ خلا وچ اَج ڈھونڈن بیٹھے اسراراں
اِک سیّارے وِچّوں پاسن اجے مقصد کئی ہزاراں
ایہہ سب عین مشیّت اندر کوئی صورت نئیں انکاراں
اعظم اجے کروڑاں سَودے وِچ قُدرت دے بازاراں

زُحل، مرّیخ، عطارد، زُہرہ اجے دُور رنگہ دے جالوں
مُشتری، اتے زمین پلوٹو کئی کوساں دُور خیالوں
اجے کِسے نوں خبر نہ کوئی پورسیں پنجوں دے حالوں
اعظم کٹھن منازل قُدرت کدے حل نہ ہندے قانوں

یارب نہ منگی میں دولت تیتھوں نہ لمی زندگانی
نہ اسباب نہ محل نہ ماڑی نہ دُنیا دی سُلطانی
کردے روشن قبر مری نوں ہُن صدقہ سُر رُثانی
اعظم آون جاون والے ایتھوں پیون جام نورانی

جیہڑا آوے قبر مری تے اوہدی دُور ہووے بیتابی
چمن اُمید اوہدے وِچ آوے جھٹ رونق تے شادابی
اکھاں وِچ رُشنائی آوے ہووے دِل دی دُور خرابی
اعظم ہر بیماری جاوے نالے مِلے مراد شتابی

قبر مری دے چارچو فیرے لوکی پڑھن درود ہزاراں
ہُندی رہے تعریف نبیؐ دی اُتے برسن نت انواراں
اندر باہر جگمگ ہووے اُتے لگیاں رہن بہاراں
اعظم جے رب سُن لئے میری اوہدا لکھ لکھ شُکر گذاراں

سسی پنوں

نہ وچ لامکان مقید نہ ہیں وِچ اطراف سماواں
کون مکان دی وسعت کیہہ شے چوداں طبقاں وِچ نہ آواں
کوئی چیز محیط نہ مینوں بے انت بے حد اکھواں
جس ویلے ہیں حد وِچ آواں اتے اعظم نام رکھاواں

میرا نور چمن صحرا وِچ مرا نور دیوار تے در وِچ
میرا حسن جبین بصر وِچ مری چمک عقیق گہر وِچ
میرا رنگ فضاواں اندر مری طلعت شام سحر وِچ
اعظم مشرق مغرب تیکر مرا نور دِسے ہر ہر وِچ

میرا نور ظہور فلک وِچ مرا نور نجوم قمر وِچ
میرا نور زمین زماں وِچ مرا نور اشجار ثمر وِچ
میرا نور خلا ملا وِچ مرا نور بحار تے بر وِچ
اعظم میرا نور تجلا دِسے ہر بستی ہر گھر وِچ

کیہا مقام تے کیہڑی منزل ہیں کدھر قدم اٹھانواں
کیہی شراب تے کیہڑا ساقی ہیں کِتھے ہتھ پھیلانواں
کیہڑا وصل تے کیہی جُدائی ہیں کہنوں ڈھونڈن جانواں
اعظم مَیں خود کعبہ اپنا مَیں کِتھے سیس نوانواں

جِس دِن دا ساقی نے مینوں وحدت دا جام پِلایا
اپنا آپ ڈِٹھا ہر پاسے کوئی غیر وجُود نہ پایا
اپنے آپ نوں کِیتے سجدے کِتے ہور نہ سیس نوایا
اعظم مے خانے وِچ آ کے مینوں پُوجا داول آیا

جے مَیں مِٹھیاں بولیاں بولاں مینوں واجاں مارن لوکی
جے مَیں تلخ حقائق کھولاں مینوں جھٹ دُرکارن لوکی
جے مَیں جھُوٹھے سُخن الاواں میتھوں جندڑی وارن لوکی
اعظم جے سچ اکھ سُناواں مینوں پتھر مارن لوکی

عُمراں گُذریاں کر حمداں محمُود تائیں نہ ڈِٹھا
تھک گئے کر کر زُہد عبادت معبُود تائیں نہ ڈِٹھا
گھس گیا متھا کر کر سجدے مسجُود تائیں نہ ڈِٹھا
اعظمؔ غیب دے پِچھے دوڑے موجود تائیں نہ ڈِٹھا

بے صُورت دیاں سُن سُن گلّاں جد طلب قرار نہ پایا
وسّن والے وِچ خیالاں جد کدی نہ مُکھ دکھلایا
قُرب وصال دیاں تاہنگاں نے جدوں بُہتا آن ستایا
اعظمؔ توڑ حصار حقیقت ہیں وَل مجاز دے آیا

ہر شے عدم عدم وِچ ہر شے وِچ عدم ہر اِک وڈیائی
شاہد ہر تحریر عدم دی جدوں ہو مُتشکّل آئی
پہن لباس تعیّن وَاجب ہُن وکھری جوت جگائی
اعظمؔ ایہہ عدمیّت ہر شے جہنوں لاشے کہے خُدائی



جہدا سینہ روشن ہویا اے سوز گدازوں وچ اے
جنھے جتی اے ایہہ بازی اے عجز نیازوں وچ اے
جنھے پائی اے اوہ منزل بھلا ایں نمازوں وچ اے
اعظم کہدا واصل ہویا اے عشق مجازوں وچ اے

خورشید رقم

کجھ اِس تڑپ جگایا مینوں تد آیا دھیان سسّی دا
کجھ یاراں فرمائش کیتی کراں حال بیان سسّی دا
کجھ دِل اُتے اثر پُرانا سُن صِدق ایمان سسّی دا
اعظم تد میں قلم اُٹھائی لگّاں درد سُنان سسّی دا

شہر بھنبور اِک بہمن راجہ جیہڑا آدم جام کہاوے
خوش اقبال تے صاحب سیرت ہر دُکھیّا دا غم کھاوے
دَولت عِزّت شہرت والا کوئی انت حساب نہ آوے
اعظم پر اولاد نہ گھر وِچ ایسے غم وِچ سُکدا جاوے

جِس گھر وِچ اولاد نہ کوئی اوتھے کھان نوں آون دیواراں
ہوون لکھ سامان خوشی دے نہیں پُتّراں باہجھ بہاراں
دے کے جان خریدن لوکی جے وِکدے ہون بازاراں
اعظم کون سُنے رب باہجوں بھاویں کر کیتے جتن ہزاراں

رات دِنے نِت کرے دعائیں جاوَلیاں دے درباراں
آکھے ہتھ اٹھاؤ سارے رَب میریاں سُنے پُکاراں
نئیں اولاد نصیب جے میرے مرکے رِس کم باغ بہاراں
اعظم کرو سفارش میری رَب کرے ناراض نہ یاراں

شہر بھنبھوروں چار کوہاں تے اِک بیٹھا مَرد دیوانہ
سیف زبان تے قطب قلندر اُنج جھلّا تے مستانہ
آدم جام گیا دَر اوہدے جا کھولیا سَب افسانہ
اعظم مِلے مراد جے میری مَیں جان کراں نذرانہ

جے مَیں آن ڈِگاں دَر تیرے مینوں باہنوں پکڑ اٹھانویں
مَیں آیاں فریادی بَن کے مینوں خیر حضوروں پانویں
چنگیاں دا سَو گاہک بازاراں توُں مندیاں نوں گل لانویں
اعظم ویکھیں پیارے نوں مری صُورت ول نہ جانویں

اوڑک جوش آیا رحمت نوں ہیپا چھٹا ابرِ کرم دا
بجھ گئی پیاس زمین چمن دی لگا کھڑن گلاب اِرم دا
آ گیا رنگ بہاراں اُتے مُنہ زرد ہویا ہر غم دا
اعظم ڈِگ کے بَن گیا موتی اَج اِک قطرہ شبنم دا

دِن شب قدر حسن دے امبروں اِک ڈِگا آن ستارا
شہر بھنبھور دی دھرتی چمکی پیا ایسا اِک لشکارا
حسن تے عشق اِکو گھر اُترے اِک بجلی تے اِک پارا
اعظم سستی آ گئی جگ تے ہویا فضل خدا دا بھارا

سُکا باغ ہویا پھر ہریا آئی فیر بہار چمن تے
گئی کھلار صبا خوشبواں رنگ آیا سرو سمن تے
خبرے کیہہ کہہ گئی کلیاں نوں ہتھلاں نہ دیہن بن تے
اعظم کئی تحریراں پڑھیاں اَج پھُلاں دے دامن تے

پُھٹّے رنگا رنگ شگوفے بھری نال مراداں جھولی
لایا آن نسیم نے ڈیرا پُھل کھیڈن لگ پئے ہولی
ہس پئے غُنچے نچّیاں شاخاں اتے کلیاں وی اکھ کھولی
اعظم پرت آئی ہر رونق پُوری ہوئی فقیر دی بولی

عُمر دیاں سُتّیاں سدھراں نے اج فیر لئی انگڑائی
عشق دیاں بے نُور اکھیّاں نوں اج فیر مِلی بینائی
اُجڑے ہوئے محلاں اندر اج فیر وجّی شہنائی
اعظم خوشیاں دی شہزادی خود دین مُبارک آئی

ہر رنگ دے پُھلّاں دیاں سیجاں اَج گھر وِچ سجّن لگیاں
شرم حیا دیاں نازک بُلّیاں اَج کِھڑ کِھڑ ہسّن لگیاں
راگ تے رنگ تے خوشیاں والیاں اج محفلاں جمّن لگیاں
اعظم لُطف سخاوت والیاں اج ندیاں وگن لگیاں

گھر گھر دے وِچ شادیاں رچیاں گھر گھر وجے شدیانے
میخواراں لئی قدم قدم تے جوہن کھُل جاوا میخانے
اکھّاں وِچ خوشیاں دا چانن اتے ہتھّاں وِچ پیمانے
اعظمؔ ایہہ شراب محبّت لوکی پی پی ہون دیوانے

اِک دِن اُٹھدیاں سانجھ سویرے کُجھ صاحب عِلم بُلائے
سخت باریک دماغاں والے کُجھ اہل نجُوم منگائے
جوتش رمل جفر دے ماہر آ اِردا گرد بہائے
اعظمؔ ایس غریب ستی دے ہُن سمجھ بُرے دِن آئے

کھول خزانیاں دے دروازے آکھے جو منگو لے جاؤ
ایس مرے دِل دے ٹکڑے دی قسمت دا حال سناؤ
کِتنی عُمر ہوسی اِس پُھل دی ذرا خوب حساب لگاؤ
اعظمؔ کیہہ مقسوم ستی دا ذرا مینوں وی سمجھاؤ

ویکھ زمین تے چن اسمانی اوہ بیٹھے کھول کتاباں
کدی تلاوت کرن قمر دی کدی کرن شمار شہاباں
اندروں شاماں تیک نہ نکلے جیوں ڈُبّے وِچ حساباں
اعظم دسّن تے کیہہ دسّن سَتّی ویکھی وِچ عذاباں

اِک دُوجے وَل ویکھن سارے کجھ مُونہوں نہ فرماندے
سارے عاجل سِر سُٹ بیٹھے کجھ ڈردے کجھ شرماندے
اُڈ گئے ہُنر ورا ں دے طوطے مُنہ پیلے ہو ہو جاندے
اعظم سخت ہوئے درماندے کجھ پیندے تے نہ کھاندے

اپنی لائی ہوئی اگ وِچ لگّے آپے بھُجّن سارے
وَسدا شہر اُجاڑن لگے ایہہ جاہل غربت مارے
عِلم نجوم آیا ہتھ بھُکّھیاں کدی رَج نہ کھان وچارے
اعظم ڈُوبن خلقت تائیں خود بیٹھے رہن کنارے

بندیاں نال بھلا کیہہ رِشتہ ایہناں تاریاں بے خبراں دا
کیہہ تقدیر دے نال تعلّق ایہناں گُونگیاں بے عقلاں دا
دس کاغذ دِیاں ایہہ تصویراں کد کرن علاج غماں دا
اعظمؔ ہتھ دیاں ایہہ تحریراں کد دَسدیاں حال دلاں دا

اسماناں دیاں خبراں دیندے جنہاں خبر نہ اپنے گھر دی
سب نوں بخشن مال خزانے خود بھیکھ منگن دَر دَر دی
ہِل ہِل پڑھن قرآن زباناں اُتے دِل وِچ خواہش زر دی
اعظمؔ ایہناں بے عملاں دی کد اثر نصیحت کردی

جہل انھیر غضب گمراہی اِک بربر تے ویرانی
عِلم ہدایت طلعت رحمت اِک سَدا بہار جوانی
عِلموں باہجھ توقیر نہ حاصل تے نہ حاصل دید ربّانی
اعظمؔ عِلم دی دَولت باہجوں ہر شخص کنگال زیانی

عِشق بِناں ہر عِلم جہالت اتے غرق جہان کریندا
سُورج بِن جیوُں نُور اکھیاں دا نئیں رسنہ کوئی وکھیندا
سوز بِناں ہر ساز نکارا بھاویں ڈونگھے راگ ایندا
اعظم جے دس ہُندا میرے ہیں ساڑ کتاباں دیندا

سد کے فیر نجوُمی سارے خود شہزادے فرمایا
دیہو جواب سوال مرے دا دسّو کیہہ کُجھ نظریں آیا
جیوُں جیوُں دیر لگاؤ سارے میرا ہووے وہم سوایا
اعظم آکھ معصوُم سسّی دی اَج رکھیں لاج خدایا

جھکدیاں جھکدیاں ڈردیاں ڈردیاں سر کرکے نیویں سارے
آکھن رب دیاں لِکھیاں اگے بھلا کون کوئی دم مارے
ڈِٹھا اِک سمُندر اگ دا جدھے نظر نہ آون کنارے
اعظم سسّی سڑدی ویکھی اُس دوزخ دے وچکارے

سسّی جدوں جوانی چڑھسی ایہہ عشق کسے نال کرسی
عزّت آن گمان وڈیائی اتے غم کھاسی دُکھ جرسی
سارے جگ دے طعنے سُنسی اتے قولوں مُول نہ ہرسی
اعظم وِچ تھلاں دے سڑسی اتے موت کولوں نہ ڈرسی

ہو بیہوش ڈِگا شہزادہ سُن تختوں آن زمینے
سڑ گیا جگر ہویا دِل گھائل اگ بھڑک پئی وِچ سینے
اِک پل وِچ پتھرا گیاں اکھّیں لگے موتی آون پسینے
اعظم ایہہ طوفان تدآوے جدوں ڈُبنے ہون سفینے

ہوش آئی تے کھولیاں اکھّیں ویکھے بِٹ بِٹ چار چوفیرے
اکھّیں نیر بدن تے لرزہ اتے دِل وِچ درد گھنیرے
کل جس گھر خوشیاں دا چانن اج ہو گئے گھُپ ہنیرے
اعظم عیش آرام دے خانے اج غماں نے لائے ڈیرے

اُٹھیا قہر غضب دا ابھریا وڈّی آن تے غیرت والا
آکھے لکھّ اولاد پیاری کرے کون قبول مُکالا
نکلی دِلوں محبت پدری اتے سخت ہویا دل کالا
اعظم لکھّ اولاد گناہی نیئں ہُندیں قتل سوکھالا

رات پئی تے اُٹھ شہزادے کجھ محرم راز بُلائے
آکھے کرو کوئی صُورت ایسی مینوں سسّی نظر نہ آئے
ہوش حواس چلے ہو رخصت لگے اپنے بنن پرائے
اعظم قتل معصُوم نہ چنگا ایہنوں روڑھ دیو دریائے

لے سسّی ہُن رب حوالے تینوں جمدیاں پئے وچھوڑے
کون وساوے اُجڑیاں جھوکاں کہڑا ٹُٹّے ہوئے دل جوڑے
کون مِلاوے وِچھڑ گیاں نوں کہڑا عقل دے مان تروڑے
اعظم ہونی ہو کے رہنی بھلا کون قضا نوں موڑے

سُن کے اِک وزیر نے ادبوں شاہ اگے عرض گذاری
بے پرواہی دی چسکّی وِچ کیوں لگا ایں ایہن وچاری
کیوں برباد کریں گھر اپنا کیہہ دوش اُس اوگنہاری
اعظم ظُلم نہ بھاوے رَب نوں فیر نال اَولاد پیاری

رائی اثر نہ ہویا دِل تے آ کاریگر بُلوائے
آکھے اِک صندُوق بناؤ جہنوں دُنیا ویکھن آئے
صندل دا صندوق بنایا وِچ لعل جواہر لگائے
اعظم سونے دے پُھل بُوٹے بڑی محنت نال بنائے

کپڑیاں نال زنجیر سسّی نوں اَتے وِچ صندُوق لِٹایا
ساری حال حقیقت لِکھ کے اودھے گل تعویذ اِک پایا
جگ وِچ اودا دردی کہڑا جدا ساتھ نہ دیوے سایا
اعظم وچ دریا بے دردّاں جا ہتھیں آپ رُڑھایا

ہر پاسے طوفان غضب دا اتنے دریا ٹھاٹھاں مارے
چڑھیاں قہر غضب دیاں چھلاں نہ نظر پن اون کنارے
گھمن گھیر اندھیر چوفیرے سسی آن پھسی وچکارے
اعظم اوہدی بانہہ رب پھڑدا جہدے ٹُٹ جان سب سہارے

شہروں دور پتن دریا دے اک دھوبی مرد خدا دا
ادھکھڑ عمر تے نام محمد اتے پُتلا شرم حیا دا
کیہہ ویکھے بجھ رُڑھدا آوے جہدی حدوں چمک زیادا
اعظم کدی ڈرے وِچ دل دے کدی پھڑن دا کرے ارادا

اوڑک سُٹ مہار خدا اتے آ وچ دریائے وڑیا
پکڑ لیا صندوق سنہری جہڑا لعل جواہر جڑیا
آکھے یاں اج قسمت جاگی یاں اج نصیبا سڑیا
اعظم اوہ ایہہ بھید نہ جانے اوہدا ہتھ خدا نے پھڑیا

خوشیاں غمیاں رَل مِل آئیاں ہُن نہ رووے نہ ہسے
چھا گئی یاس اُمید دی بدلی جہڑی نہ کھُلّے نہ وسّے
ڈونگھیاں وہناں دے وِچ ڈُبیا کُجھ نہ بولے نہ دسّے
اعظم مارے کدی کلاوہ کدی دیکھ صندوق نوں نسّے

تھوڑی دیر رہی ایہہ حالت صندوق اخیر کھُلایا
کیہہ دیکھے صندُوق دے وِچوں لشکارا باہر آیا
چاندی دی معصوم گُڈی نے انگوٹھا مُنہ وِچ پایا
اعظم اوہنوں کہڑا ڈوبے جہدے سر تے رب دا سایا

وِہندیاں سار ڈِگا وِچ سجدے اتے ہوش ٹھکانے آئی
آکھے لکھ لکھ شُکر خُدا دا جہنے ایہہ رحمت فرمائی
ہو گیا مالا مال دِناں وِچ بستی آنڈھ گوانڈھ دُہائی
اعظم جھُگیاں دے وسنیکاں اج لئی خرید خُدائی

ساری عُمر اک کرن عبادت تے مقصد ہتھ نہ آوے
اِکناں سُتیاں دے دروازے آ خود رحمت کھڑکاوے
اِکناں کئی دریاں ڈبیاں تاہنگاں اتے یار نہ جھاتی پاوے
اعظمؔ اِکناں نوں گھر بیٹھے سوہنا آپے آ گل لاوے

سستی دی تفریح دی خاطر اِک سوہنا باغ لوایا
ہر پھل تے ہر پھُل دا بُوٹا اُس باغ دے وِچ لگوایا
پانی وانگ رُڑھائی دولت اِک محل تیار کرایا
اعظمؔ ہر اپنا بیگانہ اَج دین مُبارک آیا

کئی خادم کئی نوکر چاکر کئی خدمت گار رکھائے
محلاں دے وِچ اندر باہر کئی جھاڑ فانوس سجائے
بے قیمت قالین ایرانوں چا بھیج نفر منگوائے
اعظمؔ سُتے بخت دھوبی دے اج سستی آن جگائے

جتھے قہر غضب دیاں لو واں اوتھے رقص کرن اج سائے
جس دھرتی تے کاگ نہ بولے اوتھے قمریاں شور مچائے
جتھے بلے نہ نیل دا دیوا اوتھے کئی سورج چڑھ آئے
اعظمؔ واہ واہ قدم سستی دا، جس جھلکے آن رجائے

پندرہ سال پلی وچ نازاں آ پینگھ چڑھی اسمانی
عیلی عیلی کردی آئی اج مستیاں بھری جوانی
بھر کے نظر نہ ویکھیا جاوے انج لٹ لٹ کرے پیشانی
اعظمؔ کرے اداس دلاں نوں آ ویکھ تھلاں دی رانی

ہر محفل وچ ذکر سستی دا ہر لب تے نام سستی دا
جہڑا سنے دلوں بن جاوے اوہ نفر غلام سستی دا
سن سن صفتاں عاشق بنیا ہر خاص تے عام سستی دا
اعظمؔ ویکھ آغاز جوانی آوے یاد انجام سستی دا

ڈِھندے ای رَہ جان ویکھن والے سَتّی لنگھ جائے جِس راہوں
زُلفاں وِچوں جھڑن ستارے اتے بجلیاں ڈِگن نگاہوں
کیہڑا دعویدار حُسن دا اوہنوں پکڑ لیسا وَباہوں
اعظم کیوں نہ رب اکھواوے جہنوں حُسن مِلے درگاہوں

جاندے راہی رَہ بُھل جاون جدوں یار شنگار کریندے
اک وَل دِوچ سَو فتنے جاگن جدوں زُلفاں یار کُھلیندے
ناز انداز تے عشوے غمزے پیئے دِل دا خون کریندے
اعظم نہ چُپ کیتیاں راضی تے نہ مُونہوں بولن دیندے

ویکھن کارن بُوھا مَلّیا آ بڑے بڑے شہبازاں
نہ بیٹھن نہ اُڈن جوگے رہیتاں یاد نہ اَج پروازاں
معشوقاں نوں بُھل گئے نخرے اَج ویکھ سَتّی دیاں نازاں
اعظم نک محراب ابرو دے کیتی لگ پیئے پڑھن نمازاں

محبوباں نوں صدقے جائیے کیوں پُچھن حال کِسے دا
اوہ کیوں دیہن جواب کِسے نوں کیوں سُنن سوال کِسے دا
کوئی مرے مرے لکھ واری کیوں کرن خیال کِسے دا
اعظم اوہ کدہتھوں دیندے جھڑے لُٹن مال کِسے دا

توبہ توبہ حُسن مستی دا جھنوں ویکھ حیا شرماندی
گورے گورے مُکھڑے اُتے پئی کالی زُلف سُہاندی
جے تکدی اَج ہیر سستی نوں اوہ آپ رانجھا بَن جاندی
اعظم سمجھ کے حُسن دا قبلہ پئی خلقت سیس نواندی

چن دی چاننی پھکی لگے جدوں مُکھ توں نقاب اُٹھاوے
سُورج وانگ شعاع حُسن دی جھڑی پریوں باہر آوے
اکھ اکھیڑے تے انج جاپے جویں میخانہ کُھل جاوے
اعظم پلکاں نیزے تانے کوئی غیر نہ جھاتی پاوے

بجلی ڈر دی لشک نہ مارے جے اوہ متھے تیوڑی پاوے
کھول دیوے جے وَل زُلفاں دے اتے راہی رہ بھُل جاوے
پھس جاوے جے جان دا پنچھی اوہنوں اُڈنا یاد نہ آوے
اعظم قہر دی حُسن جوانی جہدی جھال نہ جھلّی جاوے

پھُلاں دی رنگت اُڈ جاوے جدوں پیر چمن وِچ پاوے
جتھے جتھے قدم ٹکاوے اوتھوں دھرتی لِف لِف جاوے
اعظم ایڈا روپ سسّی تے جہڑا وِچ تحریر نہ آوے
جہڑا نہ ویکھے اوہ سہکے جہڑا دیکھ لوے پچھتاوے

دُوروں دُوروں آون دھوبی اتے منگن ساک سسّی دا
کہن جوان دھیاں گھر منڈیاں کر و قصّہ پاک سسّی دا
رشتے داراں بوہے مَلّے اتے دِل غمناک سسّی دا
اعظم سُن شادی دِیاں گلاں ہویا سینہ چاک سسّی دا

کول بٹھا کے ماں پیو پُچھیا دِسیے توں دی بول زبانوں
دَس کوئی دِل دی گل اسانوں کجھ کر اظہار بیانوں
سانوں دُنیا جیوُن نہ دیندی کویں بچیئے ایس طوفانوں
اعظم او نِقّے ہاں کر لیئے جِنھتے توں خوش دِلوں بجانوں

بھج گئی جان ہوئی آزُردہ اُٹھ بیٹھی چُپ چپیتے
ماں پیو اگے بول نہ سکّی اِنج گھُٹ لہو دے پیتے
کوئی درد بیان نہ کیتا آکھے جو بِیتے سو بیتے
اعظم لگ گئی اگ ارماناں اکھ کھُلی تے لب سیتے

کڑھدیاں ساری رات گذاری ایہہ دھوبی ہیں شہزادی
میں اس گھر انمُلا موتی میں لائق نئیں اس جادی
ایہہ گھٹیا میں اُچّے گھر دی کیہہ نسبت شاہ گدادی
اعظم ایہہ تفریق ازل توں بھانویں سب مخلوق خُدادی

نااُمید ہوئے جد دھوبی اوہناں فیر صلاح بنائی
شہر بھنبھور دے والی اگےّ جا ساری گل سُنائی
دھوبی گھر مٹھیار شہزادی جہدی چار ے کُوٹ دُہائی
اعظمؔ اوہ لائق اس گھر دے اوہنوں ویکھ کرو گرُمائی

آدم جام خوشی وچ آکے اِک خدمت گار پہنچایا
آکھے آکھ اُس دھوبی تائیں ایہہ ساک مرے من بھایا
سسّی کڈھ تعویذ صندُوقوں ہتھّ خدمت گار پھڑایا
اعظمؔ اوہ کیہہ لگدے میرے جہناں ہتھیں روہڑ گوایا

پڑھ تعویذ ہویا شرمندہ نالے سینے نال لگاوے
آکھے کون مِرا اج دردی جہڑے وِچھڑے آن ملاوے
جاگ پئی فر اُلفتِ پدری بِن ویکھیاں چین نہ پاوے
اعظمؔ گذر گیا جد ویلا ہُن رویاں کیہہ ہتھ آوے

ماں پیو نوں اولاد دوں ودھ کے بھلا کہڑی چیز پیاری
فیر پیغام پہنچایا ماں نے مینوں مُکھ دکھا اِک واری
دِھیئے معاف کریں تقصیراں تیتھوں میں صدقے بلہاری
اعظمؔ صاف جواب دِتو سوہن کِس کم ایہہ غم خواری

شہر بھنبھور سوداگر زادہ جہدے فن دیاں جگت دُہائیاں
غزنی نام مصور بھارا اوہنوں دِتیاں رَب وڈیائیاں
باغ اپنے وچ سوہنیاں سوہنیاں تصویراں خوب سجائیاں
سسی نال سہیلیاں اعظمؔ اُس باغ نوں ویکھن آئیاں

نظر پئی تصویراں اُتے ڈِٹھی اِک تصویر نرالی
خوش صُورت خوش قامت سوہنا اتے شکل شہزادیاں والی
لمی اکھ چوڑی پیشانی ہر نقش برائیوں خالی
اعظمؔ تیر لگا وِچ سینے اُڈ گئی چہرے دی لالی

ہو بے چین مصوّر تائیں لگی پچھّن وِچ حیرانی
دَس ایہہ کوئی آدم زادہ یا ایہہ کوئی حور اسمانی
کیہڑے مُلک دا ایہہ شہزادہ ایہدا دَس توں پتہ نشانی
اعظمؔ چین حرام مرے تے جے نہ ملیا دِل دا جانی

لگا کہن مصوّر ہس کے ایہہ ہوت علی دا جایا
جہڑا کیچ ولایت دا والی اتے پنّوں نام رکھایا
لوکی کرن زیارت اوندے رب حُسن عطا فرمایا
اعظمؔ سُن کے مُڑ گھر آئی دِل ڈاھڈا اقابو آیا

اَج جوانی دی اکھ اُگھڑی آ لگّی لین انگڑائیاں
لگّیاں نکلن ہاواں دِل چوں لگی کرن محسوس جدائیاں
لگی رہن اُداس ہمیشہ پنڈاں غم دیاں سِر تے چائیاں
اعظمؔ ہار شنگار صفائیاں سب عشق نے آن بھلائیاں

درداں دا طوفان دِلے وِچ اتے اتھرو وچ نگاہاں
ماں پیو کولوں وکھری بہہ بہہ نِت رووے اُبھے ساہاں
رات پوے تے اڈِیاں چُک چُک ویکھے یار دیاں راہاں
اعظم ہُنے اُڈیکن لگ پئی سسی کر کر لمیاں باہاں

سجناں عشق دا روگ اولڑا رب کسے دے پیش نہ پاوے
مرن آساں نہ جیون سَوکھا بیڑی اَدھ وچکار ڈباوے
تاجراں نوں تخت چھڑاوے سب مان گُمان وِنجاوے
اعظم ایہہ اوہ موت فرشتہ نہ جان لیاں بِن جاوے

جس دے نال اساں نیوں لایا اوہ سِکھیا ای نہیں غمخواری
عجز نیاز قبول نہیں کردا اتے نہ کردا دِلداری
بے پرواہیاں دے وِچ رہندا الکھ کریئے گریہ زاری
اعظم دے گئی عمر دا رونا کسے اَن ڈِٹھے دی یاری

سُجھی اِک تدبیر سسّی نوں رَل سب سہیلیاں جاؤ
باپ والے پتن دے اُتے چا چُنگی اِک بٹھاؤ
جہڑا راہی گُذرے اوتھوں اوہنوں پاس مرے لے آؤ
اعظمؔ جے کوئی حُکم نہ منّے اتے مینوں فیر بُلاؤ

پُورا سال گذاریا اینویں نہ دِل دا مقصد پایا
کئی لکھ نقشہ گُذریا نظروں پر کوئی نہ من وِچ بھایا
اپنے دِلبر ورگا سوہنا کوئی ہور نظر نہ آیا
اعظمؔ اوہ کد غیر نوں تکدے جہناں اِک دا وِرد پکایا

اِک دِن کیچ شہر دے وَلّوں اٹھ دس سوداگر آئے
پہنچے آن پتن دے اُتّے پہرے داراں پکڑ بٹھائے
پُہنچیا جد پیغام سسّی نوں اُس ملنے قدم اٹھائے
اعظمؔ ویکھ بلوچاں بولی میرے یار دے دیسوں آئے

لے کے نال اوہناں گھر آئی آکھے کون کوئی لِتھ آیو
مَیں جند واری ہوت پُنل توں کوئی اوہدی خبر سنایو
جوڑے ہتھ آکھے مُڑ جایو اتے ہرگز دیر نہ لایو
اعظم نال پُنل لے آؤ تد اپنی جان چُھڑایو

ہو حیران گئے سوداگر اتے سمجھ گئے گل سارے
کون لیاوے نال پُنّوں نوں وِچ سوچاں پئے وچارے
ہوت علی دی شان اُچیری کہڑا پہنچے اوس دوارے
اعظم ڈر ہیئے بے پرواہیوں او تھے کون بھلا دم مارے

دو سردار اُٹھے کرداں سسّی اگے عرض گذاری
سانوں دیہو اجازت چھیتی نالے اُٹھاں دی اسواری
رکھ کچاوے شُتر سواراں کیتی جھٹ پٹ دل تیاری
اعظم آکھیو یار مرے نوں تینوں سدّی درداں ماری

عرض کیتی آہوت دے اگے طے کر کے راہ ڈُراڈی
کہن بھنبھوڑ دی اِک شہزادی کیتی قید اُس قوم تساڈی
ریشم وانگ ملائم زبانوں اتے اندروں دل دی ڈاہڈی
اعظم بھیجو نال پنل نوں تد چھُٹ دی جان اساڈی

فکر لگا دِل ہوت علی دے ایہہ سُن کے رام کہانی
کیویں گھلاں نال پنوں نوں ہووے مشکل کویں آسانی
محلوں باہر اس قدم نہ رکھیا کیوں گھلاں جُوہ بیگانی
اعظم ایہہ معصوم شہزادہ متے لگے داغ جوانی

ایہہ گل سُن کے ماں پنل دی ڈُبی ڈاہڈی وچ حیرانی
ایہہ میرے بن چین نہ پاوے اتے میں ایہدی دیوانی
میرا باغ اُجاڑن آ گئے کِتھوں ایہہ ظالم کروانی
اعظم کدی وساہ نہ کھاواں ایہدے نال مری زندگانی

ماواں دے دِل نرم گُلابوں کد کرن قبُول جُدائی
کردیون قربان خزانے کرلین قبُول گدائی
پُتراں دا ہر عیب چھُپاون نہ سُنن کدے بُریائی
اعظمؔ اوہ محرُوم مُرادوں جنہاں ماں دی قدر نہ پائی

ماں ورگا غم خوار نہ کوئی جانے کون حقیقت ماں دی
کسے ولایتوں کسے بازاروں نئیں لبھدی شفقت ماں دی
جس دے پلے عمل نہ کوئی نِت ویکھے صُورت ماں دی
اعظمؔ لکھ حجاں توں افضل اِک وار زیارت ماں دی

سارے فرض فریضیاں نالوں اُچا فرض محبت ماں دی
ایہہ ویلا مُڑ ہتھ نئیں اونا رہیں وِچ اطاعت ماں دی
ماں دی قدر اویسؒ پچھاتی جنہے سمجھی عظمت ماں دی
اعظمؔ نئیں اصحابی بنیا جہڑا چھڈ کے خدمت ماں دی

نا اُمید ہوئے گل سُن کے آئے کول پُنل کر وانی
کہندے وِچ بھنبھور شہزادی جیہڑی شکلوں ماہ کنعانی
رووے تے لے نام پُنل دا کوئی ہور نہ یاد کہانی
اعظم اُٹھ چل نال اساڈے اوہدی خطرے وِچ زندگانی

جیہڑا پیار دی اکھ نال ویکھے اوہدی آپے بانہہ پھڑ لیئے
کدی نہ اوس توں نظر چُرایئے کدی دُور نہ اوس توں رہیئے
ہر دم اوسے دے گُن گایئے ہر ناز نزاکت سہیئے
اعظم صدیاں وِچ بنیئے لبھدا جہنوں دِل دا محرم کہیئے

سُن بے چین ہویا شہزادہ اوہناں کراناں دیاں گلاں
اندر عشق طوفان اُٹھایا کدھ ٹلیاں رہن اُچھلاں
پانی نال ہویاں پُر اکھیاں اتے سینے دے وِچ سلاں
اعظم کیہڑا دیلا ہووے در جا سجناں دا ملاں

کیتی راتو رات تیاری لَے کے نال شُتر اسواراں
ہو گیا شہر بھنبھور روانہ چھڈ بَیٖن بھراواں یاراں
بُھل گیا شہر بھنبھور دے جا وچ کیچم دیاں باغ بہاراں
اعظم صُبح ہوئی جا پُہنچے وِچ دِلبر دے بازاراں

جا اُترے وِچ باغ سسّی دے چھڈ دِتّے شُتر اوارا
پل وِچ جا ویران کیتو نے جہڑا باغ جہانوں نیارا
پھر بدار سسّی وَل دوڑے آ دیکھ بلوچاں کارا
اعظم دیہو سَندا ایہناں نوں کر دو ظُلم دا آن نتارا

سسّی سوچے کون بلوچی جہدی میتھوں شان اُچیری
کہڑا اوہ شہزادہ جِس دی میتھوں عزّت آن ودھیری
کِتے ایہناں وِچ اوہ نہ ہووے جِنّے لُٹ لئی دُنیا میری
اعظم باجھ پُنّل نہیں کوئی جِنّے کیتی ایڈ دلیری

لے کے نال سہیلیاں سسّی جد باغ اپنے وَل آئی
نہ اوہ چمک جلال چمن تے اتے نہ اوہ حُسن صفائی
ویکھ اُجاڑ ہوئی افسردہ اتے رونی شکل بنائی
اعظمؔ پیاسی دید پُنل دی فرسیج اپنی ول آئی

راتاں دا جگراتیاں مارا وِچ باغ پنوں جد آیا
ڈِگ پیا آکے سیج سسّی تے آنیندر غلبہ پایا
کِیہ ویکھے کوئی ملک نُورانی جہدا چنّوں حُسن سوایا
اعظمؔ لکھ لکھ شُکر خُدا دا جہنّے وِچھڑیا یار رلایا

سسّی دیکھ ہوئی دیوانی سیّاں وِچ حیرانی جھلیاں
کدی رکھّے سر قدماں اُتّے چُمّے کدی سپیراں دیاں تلیاں
رودن لگ پئے وانگ سودائیاں کدی ہسّے وانگر جھلیاں
اعظمؔ بجھ گئی اگ ہجر دی گئی ہور اگاں آبلیاں

مُدّت پچھوں ماہی ملیا رہی عقل نہ ہوش ٹھکانے
جاگ پئے سب درد دِلے دے ہوئے تازہ زخم پرانے
آئی فیر بہار چمن وِچ مُڑ وَسّے نین نمانے
اعظم جان لبان توں پرتی جد دِل ڈٹھا یار سرہانے

کیڈے اُچّیاں بختاں والا جہدا دِلبر گھر آ جاوے
واہ مقدّر اُس دھرتی دے جتھّے قدم محبُوب ٹکاوے
عاشق جس دی دُھوڑ نوں ترسے اوہ آپ پھیرا آ پاوے
اعظم کدی شفا نہ منگے جہنوں سوہنا پُچھن آوے

جس نُوں یار مِلے ہس رَس کے اوہدے قبضے وِچ گُلزاراں
جس نوں حاصل قُرب سجن دا اوہدے قدماں ہیٹھ بہاراں
جس دی یار کرے غم خواری اوہنوں حاجت کیہہ غم خواراں
اعظم جس تے سوہنا راضی اوہدے پیراں توں جند واراں

آتش عشق الئبے لائے ہوئیا ملن دا شوق سوایا
ڈر دی ڈر دی سکدی سکدی چا شوق دا ہتھ ودھایا
حدّوں باہر ہوئی بے چینی سسّی باہنوں پکڑ اٹھایا
اعظم ویکھ نصیب عشق دے جہنوں حسن جگاون آیا

ملیاں جد نظراں نال نظراں گئے دونویں بن تصویراں
اکھ جھمکن نہ بولن موہنوں جیویں کاغذ تے تحریراں
اک دُوجے نوں کیتا زخمی چا اک دُوجے دیاں تیراں
اعظم عشق ہراں اج کیتے دونویں سینے لیراں لیراں

دل وچ سوچاں سوچے سسّی ہُن نال بلوچ رہیساں
نال سندُور دے مانگ سجیساں کئی ہار شنگار بنیساں
کیچم دی شہزادی بنساں اتے سو سو ناز کریساں
اعظم ایہہ کیہہ خبر تتّی نوں ہن تھے جان تھلاں وچ دلیساں

عاشق منگے وصل ہمیشہ تے فیر نہ پاوے
محبوباں نوں کول بٹھایاں لیکن چین نہ آوے
نیہے دی اگ جیہی پیارے سب تن من پھوک جلاوے
اعظم وصلوں ہجر چنگیرا اندھا جانوں تج جاوے

۱۲۰۵

جہڑی لذّت وچ اُڈیکاں اوہ لبھدی نئیں وصالوں

جہڑی مستی یاد سجن وچ اوہ حاصل نئیں جمالوں

وچ حضوری خوف ہزاراں ڈر لگے قہر جلالوں

اعظم عشق قیمت اوہ سینہ جہڑا سدا آباد خیالوں

سہ ۱۸-۱۲ ارشب

ہر اِک نوں نہئیں وصل سخوندا ایہہ بھتیاں راس نہ آوے
محبوباں دی خدمت والا کوئی وِرلا بھار اٹھاوے
سچا عاشق اس بستی وِچ کدی ڈردا پیر نہ پاوے
اعظم اینویں بے خبری وِچ کِتنے بے ادبی ہو جاوے

چھڈ دِتا سسّی بِروانان اوہناں کر لئی کُجھ تیاری
کہن پنّوں چل نال اساڈے ہتھ جوڑن کر کر زاری
پنّوں نظر اُٹھا نہ ویکھے جِہدا مطلب صاف اِنکاری
اعظم عاشق دُنیا بدلے کد چھڈدا اے یار دی یاری

بِروانان جا ہوت علی نوں ایہہ ساری گل سُنائی
ہو انھیر گیا ہر پاسے پئی چارے کُوٹ دُہائی
وِچ بروہاں ڈِگ کر ڈِگی سُن ہوت پُنل دی مائی
اعظم عشق لگا ہُن چمکن آ ہون لگی رُسوائی

کیتی شہر بھنبھور تیاری سُن ہوت پُنل دیاں بھائیاں
آکھن کون اوہ دھوبن زادی جس پائیاں ایڈ جدائیاں
لُٹن لئی سہاگ سسی دا اِک دُوجے قسماں پائیاں
اعظم پُہنچے شہر سسی دے اتے خبراں جا پُہنچائیاں

پُہنچی خبر پُنوں اُٹھ نسیا کے نال بھراواں آیا
لگ لگ نال گلے سب رودن اتے دل وِچ کھوٹ سمایا
سسی سمجھ بھرا پُنل دے وِچ خِدمت فرق نہ پایا
اعظم لکھاں نعمتاں چُن کے اُس دستر خوان سجایا

دارُو پا بیہوسی والا دِتا کر بیہوش دیوانہ
ادھی رات ہوئی جس ویلے جدوں سوں گیا کُل زمانہ
وِچ کچاوے سُٹ پُنل نوں اتے ہو گئے کیچ روانہ
اعظم وسدا شہر سسی دا اج کر چلے ویرانہ

گئی رات ہوئی رشنائی جد سستی سُرت سنبھالی
نہ کروان نہ اُوڈھ نہ پُنّوں نہ اوہ رات والی خوشحالی
ہو بیہوش ڈگی غش کھا کے جد ول ویکھیا ویہڑا خالی
اعظم کیہہ اُس نار دا جینا جہدا اُس جائے سر دا والی

کہندی روکو یار مرے نوں پا چلیا جے اج وچھوڑے
پیریں پئے پئے منتاں کیتیاں اتے لکھ واری ہتھ جوڑے
سُنجا نظر آوے اج ڈیرا ہو گیا سینہ پھوڑے پھوڑے
اعظم کون اَج دردی میرا جہڑا یار مرے نوں موڑے

زلفاں کھول مٹی سر پائی اگ لائی ہار شنگاراں
اِک اِک کر کے اُجڑن لگیاں اَج حُسن دیاں گلزاراں
رُڑھ گیا کجلا اُڈ گئی لالی اتے ہو گیا حال بیماراں
اعظم نیناں دے دریاؤں لگا پانی مِلن پیاراں

لگدیاں سار وچھوڑے پے گئے آ ویکھو سسّی دی زاری
ہوت پُنل دی شکل نہ لبھّے کِتھّے جاوے درداں ماری
دِل دیاں سدھراں دِل وِچ رہیاں ڈِٹھا یار نہ جاندی واری
اعظم اِک پل غافل ہونی رونا پے گیا عمراں ساری

لگ گئی اکھ تے اکھ نہ لگی اکھ ماہی باجھ نہ جُڑدی
ڈردی ماری ہس نہ کردی رہے اندرے آپ وِچ کُڑھدی
بٹ بٹ تکدی بول نہ سکدی جاندی بحر غماں وِچ رڑھدی
اعظم جگ دے طعنے سُندی پر یار ولوں نہ مُڑدی

جنہاں دی اکھ لڑ گئی لدھے اوہ پھردے ونگ سودائیاں
نہ اوہ شان شوکت دے طالب تے نہ چاہندے اوہ وڈیائیاں
ذکر ماہی وِچ رہن ہمیشہ نِت لبھدے اوہ تنہائیاں
اعظم نیند حرام اوہناں تے جنہاں چکھیا بھار جدائیاں

عاشق ہو کے سونویں راتیں ایہہ گل نہ تینوں پھبدی
دِنے کسے دے ہتھ نہ آوے جیہڑی دولت راتیں لبھدی
جیہڑا جاگے اوہو پاوے نئیں قسمت وِچ ایہہ سب دی
اعظم جاگ اوسے نوں آوے ہووے جس تے رحمت رب دی

سسی سُتی تے یار گواچا ویکھیں توں وی سوں نہ جاویں
اِک پل دے آرام دی خاطر ساری عمر دا روگ نہ لاویں
جیہڑا غافل ہویا مویا کِتے غافل ہو نہ جاویں
اعظم سُتیاں عمر گذاری ہُن جاگ کے یار مناویں

نہ کر بیٹھیں عشق دا دعویٰ جے رکھنا ایں قدم بچھوہاں
اِس درگاہ نہ ہویا کوئی سر دِتیاں باجھ اگوہاں
دانشمند ہوشیار نہ کوئی کدی وڑیا ایس بروہاں
اعظم عشق دے راہ اوکڑے نہ پھس جاویں اَن سوہاں

بے پرواہی ویکھ پُنل دی سب قول قرار بُھلایوس
سُتی چھڈ کے ہو تیار روانہ ہِک ذرہ ترس نہ آیوس
تیر ہجر دا مار کلیجے مینوں درداں ڈُسے وَس پایوس
اعظمؔ کیہہ گُناہ کر بیٹھی کیوں تھلاں وِچ رُلایوس

مُڑ مُڑ کے بُوہے دل دوڑے کِتنے سوہنا مُڑ گھر آوے
بخش دیوے تقصیر مری نُوں کِتے جھات کرم دی پاوے
ترس پوے کِتنے جے مَن اوہدے مرے دِل دی اگ بُجھاوے
اعظمؔ لکھ نیازاں وَنڈاں جے ماہی سے گل لاوے

سارے جگ دی بے آرامی اتے بے خوابی تنہائی
دردا اُداسی نا اُمیدی اتے بدنامی رُسوائی
چُپ چُپ رہنا وکھریاں بہنا تیرے عشق ایہہ ریت سکھائی
اعظمؔ عُمر دا رونا دے گئی تری دو دِن دی اشنائی

کیہہ تقصیر ہوئی محبوبا دس کیوں ساتھوں چت چایا
نہ کوئی سکھ سنیہڑا گھلیا تے نہ سانوں کول بلایا
کوئی نہ پچھے حال اساڈا توں جد دا دیوں بھلایا
اعظم خلق رہی اک پاسے ساتھوں رس گیا ساڈا سایا

کیہہ سی جے اینہاں دس جاندوں ہن کیہڑی رتے آسیں
کیہڑے سال مہار مڑیسیں کیہڑے چن آ پھیرا پاسیں
کیہڑی رات گلے آ لیسیں کیہڑے وار دیدار کراسیں
اعظم جے نہ مڑیوں چھیتی کد سانوں کول بلاسیں

آونا نئیں تے اینہاں دس دے توں رسیا ایں کیہڑی گلے
کیوں توں آونا جانا چھڈیا غم پا کے ساڈے پلے
لکھ لکھ چٹھیاں عاجز ہوئے اساں لکھ سنیہے گھلے
اعظم لوک مناون عیداں اسیں رہ گئے کل ملے

میرا ہو کے غیر نوں ویکھیں اِک واری کرن نہیں دیناں
غیراں اگے دَرد اپنے دا اظہار وی کرن نہیں دیناں
زُلف تری دا ہور کسے نوں دیدار وی کرن نہیں دیناں
اعظم ہور کِسے نال نیؤں نیں پیار دی کرن نہیں دیناں

ماں آکھے جے اوہ تیرا ہُندا تینوں ہتھیں آپ جگاندا
جے نہ نیچ سمجھدا تینوں تیرے ولّوں کیوں چت چاندا
سسّی کہے ایہہ دوش بھرانواں جہناں بیہوشی وچ آندا
اعظم جے وِچ ہوش دے ہُندا مینوں سُتّی چھڈ نہ جاندا

لائی جہنّے جان دی بازی اوہ موت کولوں نہ ڈریا
جہڑا مِٹ گیا یار دے رہ وچ اوہ مر کے وی نہ مریا
جت گیا اوہ جس ہی نہ کیتی جیہڑا بول پیا اوہ ہریا
عِشق دے اِس دریا وِچ اعظم جیہڑا ڈُب گیا اوہو تریا

ماں آکھے اِنج نہ کر دھیئے ایہہ پینڈے بُہت اوّلے
دیہن بلوچ نہ ساتھ کسے دا ایہہ بڑے بے فیض نگلّے
عشق کرن بہاں اُوٹھ چراون کد پیار نبھاون جھلّے
اعظم اوہ کد سُنن کسے دی پیا عشق جنہاں دے پلّے

سسّی رو رو آکھے مائے مینوں اینویں لوک ستاون
میری لگّی روز ازل دی مینوں اینویں پئے سمجھاون
بے درداں نوں ترس نہ آوے مرے سر دی چادر لاہون
اعظم کیچ نگر دیاں گلیاں مینوں کعبہ نظریں آون

سکھیاں دیہن سسّی نوں طعنہ نی توں کیہہ گل بالئی پھاہی
تینوں سمجھ کے نیچ کمینی تے اوہ بنسیا کیچ دا راہی
اجے تیکر نہ آیا مُڑ کے اوہنے چنگی توڑ نباہی
اعظم سسّی کون وچاری ایہہ تے رب دی بے پرواہی

جے کوئی کرے شکایت ہوتاں سسّی رووے تے کُرلاوے
آکھے نہیں کوئی دوش پُنل دا مری قسمت دے وِچ ہاوے
جدیاں سارنجُومیاں دسّیا ایہہ چڑھسی عشق کچاوے
اعظم بھُل تے اپنی میری میرے یار دا ناں کیوں آوے

ماں سمجھاوے کُل سُن سسّیئے نئیں ہوت کِسے دے سکّے
نہ ایہہ لگیاں توڑ نبھاون نہ ایہہ قول قرار دے پکّے
سسّی آکھے ہٹ جا مائے مینوں کھان دیہہ تھل دے دھکّے
اعظم یار اوسے نوں مِلدا جیہڑا مرنوں مُول نہ جھکّے

ماں آکھے نی سچ دس سسّیئے ترے دِل وِچ کینداڈیرا
کہیں ظالم نری لُٹ لئی دُنیا کہیں چھین گوایا تیرا
سسّی آکھے چُپ کر مائے نہ اوہ ظالم نہ لُٹیرا
پچھلے بھانویں اعظم کولوں اوہ تے خانہ کعبہ میرا

ظالم آکھیں ہوت پُنل نوں مائے ایڈا قہر کمانویں
کریں بے ادبی یار مرے دی کیوں ظالم نام رکھانویں
مَیں تے مَر گئی مَران توں پہلوں میں نوں مَوتوں پئی ڈرانویں
اعظم ہٹک کے عشق دی راہوں مینوں کافر پئی بنانویں

ناسمجھے انجانے سیئے کیوں نکلی ایں شہر بھنبھوروں
کیہہ ہویا اس مَت تری نوں کیوں اُکھڑ گئی ایں ٹوردوں
نہ کھُتیاں ایہہ گنڈھاں مویئے اَج تیک کِسے شہ زوروں
اعظم کِسے نوں یار نہ ملیا بِن مَریوں تے بِن گوروں

سسّی ماں نوں آکھے مائے مینوں خوشیاں راس نہ آئیاں
رَج کے یار نہ ویکھن دِتّا مینوں یا پُنل دیاں بھائیاں
چار دہاڑے رَل نہ بیٹھے اتنے پَے گیاں ایڈ جُدائیاں
اعظم غیر دا مُنہ نہ تکساں میں تے کیچ دے نال ویاہیاں

ماں ہوڑے سسّی اُٹھ اُٹھ دوڑے لتے ہتھ ملے ڈُٹ کھاوے
رہ گئی یاد نہ مانگ نہ مینڈھی کھوہوے وال مٹی سِر پاوے
بُھل گئے سارے ناز نہورے ہُن ہار شنگار نہ بھاوے
اعظم کس کم غازے غمزے جے یار گلے نہ لاوے

ہو دلگیر سسّی فر بولی مائے عشق چھپاواں کیویں
جھڑے دوزخ وچ ڈِگ پیّاں اوتھوں جان بچاواں کیویں
عشق وفا دے کافراں اندر ہُن نام لِکھاواں کیویں
اعظم جان گوایاں باجھوں میں یار نوں پاواں کیویں

جان نہ جان بھاویں محبوبا ہن تے لگیاں توڑ نبھیساں
رہ وچ تیرے رُل کے مرساں پر پچھاں نہ قدم ہٹیساں
تیرے شہر دے ٹکڑے منگساں تیرے کُتیاں دے پیر چُمیساں
اعظم جان امانت تیری جد منگسیں پیش کریساں

جاون والے مُڑ نہ آئے دِل غرق ہویا وِچ آہیں
لکھاں ناؤں ہولیاں کر کے مینوں رول گئے وِچ راہیں
دُنیا توں بیگانیاں کیتا مینوں اوس ماہی دیاں چاہیں
اعظم وِچ اُڈیک ماہی دی روواں کر کر لمیاں باہیں

آ وے پُنل کیوں دیراں لائیاں تیاں بکن دید نوں اکھاں
یاد تری اِنج سینے اندر جویں چنگیاری وِچ لکھاں
ہُن کِدھرے مِل جاویں مینوں تینوں سانبھ نیناں وِچ رکھاں
اعظم تیں جیہا ہور نہ کوئی میں ورگیاں تینوں لکھاں

لگیاں والے چُپ نہ کردے بھاویں دیئے لکھ دلاسے
رووں نال وہارا وہناں دا کدی کرن قبول نہ ہاسے
ایس جہان دیاں نظراں توں اوہ رہندے پاسے پاسے
اعظم نام نمود مٹا کے وِچ گلیاں پھرن اُداسے

دس کھاں مائے نام خُدا دے نی مَیں کیہڑا عیب کمایا
نہ مَیں غیر دی صُورت ویکھی تے نہ رب رسُولؐ رنجایا
نہ مَیں کیتا مان حُسن دا نہ کِسے دا دِل دُکھایا
اعظمؔ اِکو عیب سسّی دا اوہنے کعبہ کیچ بنایا

جے مَیں جاناں یار ایاناں نہ نَیں اوہدے نال نوندی
جے جاناں اِس توڑ نہیں چڑھنا نہ مَیں اپناں پیار ودھوندی
جے جاناں اِس کول نہیں رہنا منجا بُوہیوں باہر وچھوندی
اعظمؔ رات تے رہی اِک پاسے مَیں ساری عمر نہ سوندی

سسّی آکھے سُن نی مائے مَیں تے بخت سوارن چلّی
توں سمجھیں مَیں پاپ کمایا مَیں تے فرض گُذارن چلّی
جان میرے سِر قرض پُنل دا مَیں ایہہ قرض اُتارن چلّی
اعظمؔ یار نوں نظر نہ لگّے اوہدا صدقہ وارن چلّی

عزرائیل جے مُہلت دِتی پرنیساں نال پُنل دے
سفر حضر وِچ حشر قبر وِچ مَیں تے ٹھیساں نال پُنل دے
جے قسمت وِچ ہوسی میرے تے بَن جیساں نال پُنل دے
اعظم ہِک پَل جُدا نہ ہوساں دفنیساں نال پُنل دے

کِیہہ سی جے اوہ ظالم ہوتی میں نوں اپنے نال رکھیندے
گھر وِچ وانگ کنیز رہیندی میں نوں خدمت گا بنیندے
اُوٹھاں دی رکھوالی کردی میں نوں بھاویں لکھ نہ دیندے
اعظم بھانویں کیچ نگر دے میں تھوں ٹکڑے پیچے منگویندے

ننگے پیر بِن تے سر ننگے گھر دِن نِکل کھلی دُکھیاری
گُھتوں شرم حیا دی چولی اَج عِشق نے آن اُتاری
کر کے مُنہ تھلاں وَل سسی آکھے واہ پُنل تری یاری
اعظم کِیہہ اِک جان سسی دی لکھ جان پُنل توں واری

وقت اخیری نیڑے ماہی ہُن جھب دے پھیرا پانویں
جے نہ رَلیوں نال جنازے مری قبر اُتے آجانویں
جے ایہہ بھی منظور نہ تینوں مری قبر نوں اک چا لانویں
اعظم ایہہ نشان قبر دا اپنی ہتھیں آن مٹانویں

اوڑک توڑ کے ناطے جگ دے سسّی آپہنچی وچ تھل دے
دوزخ وانگ تپے تھل مارو جھنوں دیکھ کے دیدے جل دے
ہوگئی خشک زبان سسّی دی لگّے اون پیغام اجل دے
اعظم آکھیں خان پنل نوں اسیں ہاں مہمان اک پل دے

ہیٹھاں تتّی ریت تھلاں دی اُتوں لو قہر دی وگّے
جتھّے پوری اکھ نہ اُگھڑے جتھّے پیر نہ بھُنجے لگّے
جہڑے پاسے دوڑے سسّی دِسّے موت کھلوتی اگّے
اعظم ڈر دی پچھاں نہ ہٹدی کِتے عشق نوں لاج نہ لگّے

لبھّن لگ پئی کھوج پُنل دا لگی عشق دے چڑھن چڑھاوے
دوڑے ڈِگے تے اُٹھ بیٹھے رووے ریت نوں مار کلاوے
مُڑکے دوڑ پوے ساہ لَے کے مُڑ ڈِگّے ٹھوکر کھاوے
اعظم ایہو فکر دِلے وِچ مرے بھار سِروں کہہ جاوے

نظر آیا اِک کھوج شتر دا اوہنوں مُڑ مُڑ سینے لاوے
فیر اُٹھی دُوجے وَل دوڑی پر دُوجا نظر نہ آوے
فیر مُڑی اوسے وَل آئی اتے ذرا وساہ نہ کھاوے
اعظم اِک نشان پُنل دا کِتے ایہہ وی نہ کھُس جاوے

واہ عشقا ہُن ہور کیہہ منگیں کیہڑی شے دیواں قربانی
کوئی چیز نہ پلّے میرے نہ اپنی نہ بیگانی
تیریاں جھگڑیاں جھیڑیاں اندر اساں کیتی غرق جوانی
اعظم اوہناں کول کیہہ رکھیا جہناں دے دِتی زندگانی

ناں نپوارا یا لی سُنیا اوتھے پھرے نصیباں مارا
کنیں سُنیا اکھیں ڈِٹھا اُس سسّی دا ایہہ کارا
حالت ویکھ سسی دی رُوے ہوئے اگاں نہ ڈردا مارا
اعظم مت کوئی آفت ہووے کوئی ہور پوے سِر بھارا

سوچے جے ایہہ آدم زادی کیوں سڑن تھلاں وچ آئی
جتھے گھاہ نہ چھاں نہ پانی ایہنوں کس ایہہ راہ وکھائی
تُرکر دوپہر گھڑی کیوں نکلی کیوں دیندی پھرے دہائی
اعظم ایہہ کوئی چیز ہوائی جہنے اپنی شکل وٹائی

پھڑ کے کھوج اُدٹھاں دے سسّی آکھے ایہہ کیہہ ظلم کیتو جے
کہو تُساڈے ہتھ کیہہ آیا میتھوں کھڑا دِلبر لیو جے
کے یارنوں ہوگیو راہی مینوں سُتی چھڈ گیو جے
اعظم کیہہ تقصیر نتّی دی میرا یار وچھوڑ دِتّو جے

آکھے ڈِگ کے کھوج دے اُتے شالا ایہہ ہوتی مرجاون
دوزخ دے وِچ سڑن ہمیشہ دُکھ جھلّن تے غم کھاون
ہوجائے تنگ زمین ایہناں تے ایہہ فیر نہ ظُلم کماون
اعظم یار وِچھوڑن والے شالا کدی آرام نہ پاون

ذبح ہووے اوہ اُوٹھ کمینہ اوہنوں جنگل کھان بلائیاں
یاں اُس تیر لگے وِچ سینے اتے پوس گلے وِچ پھاہیاں
مُک جائے ایہدا دانا پانی جس کیتیاں اینڈ برائیاں
اعظم یار مِرا چُک کھڑیا اتے پائیاں سخت جُدائیاں

نِکل ہوا اڑ گئی کُجھ دل دی فِر کرے وِچار وِچاری
توبہ توبہ ایڈ بے اَدبی مِری توبہ لکھ لکھ واری
کون اُس ورگا جس دے اُتے میرا یار کرے اسواری
اعظم کریں مُعاف خطاواں میری مَت وِچھوڑے ماری

سسی مَردیاں ہاڑا کیتا مینوں ھَرگز نہ کفنونا
مینوں اجے اڈیک کِسے دی مری لاش نوں ہتھ نہ لونا
جس ویلے میرا آجائے پنوں مینوں اوس ویلے دفنونا
اعظم پانی کیچ شہر دا میری قبر اُتّے چھڑکونا

سسی اِک وصیت کیتی لوکوئیں تے کرم کماؤ
میت میری نوں اِک واری سارے کیچ دے وِچ پھراؤ
جتھے ہر کوئی آوے جاوے مینوں اوتھے نہ دفناؤ
اعظم جتھوں گذر پنل دا اُس رہ وِچ قبر بناؤ

سسی آکھے عزرائیلا جا فیر آجا دِیں پل نوں
کیویں کردیاں جان حوالے کیہہ جانیں توں اِس گل نوں
جان امانت ہوت پنل دی منتاں او منگ بیٹھے کل نوں
اعظم کوئی عذر نہ مینوں جا لے آ نال پنل نوں

سسّی عزرائیل نوں آکھے میں نہیں خالی تینوں گھلدی
نہ مینوں انکاری کوئی نہ میں منکر حکم ازل دی
نہ میں جان دیون توں ڈردی تے نہ مہلت منگاں پل دی
اعظم جان دیواں گی ہس کے پہلوں بن آشکل پنل دی

دوڑی تھل وچ وانگ سودائیاں ہو ہویا تن من چھالے چھالے
ڈگ پئی کھوج پنل دے اُتے نہ ڈھوس فیر اُڈالے
سک گئے ہنجو رک گیاں آہیں لگے آن لباں تے تالے
اعظم مک گئے عشق دے پینڈے جند کیتی رب حوالے

کر کے جان حوالے رب دے سسّی سجدے سیس نوایا
آکھے یار دوں رہ آئی ترا لکھ لکھ شکر خدایا
لے او یار نبھا توں اپنی اساں اپنا قول نبھایا
اعظم وعدہ روز ازل دا اساں پورا کر دکھلایا

جیوں گئی سجدے فیر نہ اُٹھی مُڑ نہ بولی نہ چالی
جبھی ڈِگی نہ ہلّی مُڑ کے تد گیا قریب ابالی
نِکل گئے سب وہم اندر دے تک شکل شہزادیاں والی
اعظم ویکھ اخیر سسّی دا آکھے دُنیا محض خیالی

سمجھ گیا ایہہ دُنیا فانی اِک ہیبت دِل تے چھائی
وِچ تھلاں مظلوم سسّی دی ہتھیں اپنے قبر بنائی
پہن لباس فقیری والا آ دُھونی اوس رمائی
اعظم جان عذابوں چُھٹ گئی اکھ نال خدا دے لائی

اُٹھ دِلا کیوں غافل ہویوں کیوں نیند اکھاں وِچ بھر گئی
تیرے نالوں سسّی چنگی جہڑی لبھدیاں لبھدیاں مر گئی
لا کے نال بلوچ دے یاری اوہ تے نام جہان تے کر گئی
اعظم سچے عِشق دے رہ وِچ جہڑی مر گئی اوہ تر گئی

نِکلی جان ہو ٹیا تن ہلکا اَج بھُار گئے لتھ سارے
حُزن ملال اندوہ اندیشے اَج پھرن اُداس وچارے
ڈھاہیں ، آہیں وَین ، سیاپے سب ہو گئے اَج نکارے
اعظم جان عذاب بدن وِچ جویں لکھاں وچ انگیارے

دُور ہوئے جد فکر اندیشے رہی آس اُمید نہ کوئی
ہار گیاں جد سب تدبیراں تد فتح عِشق دی ہوئی
درد منگیں پر وصل نہ منگیں جہڑا اُجڑیا وسیا سوئی
اعظم ویکھ انجام عِشق دا سَستی بن دیدار وں موئی

کیتا جدوں سوال نکیراں دس کیہڑا ای رب تیرا
سسی نال اَدب اُٹھ بیٹھی پہلوں ڈھوس چار چوفیرا
پچھن لگی پچھوں آیو کیہڑے دیس تساڈا ڈیرا
اعظم دیہو جواب تسی نوں کتھے یار ڈھوجے میرا

اُڈ کے تن تھیں جان دا پنچھی جا بیٹھا پُنل دوارے
آکھے یار پُنل اُٹھ خوابوں تینوں عشق پیا للکارے
توں آیوں ہیں بھی چھڈ آیاں کلّے رہ گئے یار پیارے
اعظم چل چھیتی وَل تھل دے تینوں سسّی واجاں مارے

اُبھڑ واہے اُٹھیا عاشق سُن رُوح دی گریہ زاری
ڈِگدے ڈھیندے پھڑ اسواری کیتی وَل بھنبھور تیاری
تازہ قبر ڈٹھی اِک رہ وِچ اُتّے بیٹھا اِک بچاری
اعظم پڑھ کے فاتحہ پُچھّے ایہہ کِس دی قبر پیاری

اوس کیہا میں نام نہ جاناں کِتھوں آئی کون وچاری
پُنوں پُنوں کر دی مَر گئی کوئی حُور پری دُکھیاری
ڈِگا ہو بیہوش قبر تے نہ پُچھیو سس دُوجی واری
اعظم فیر مِلے اَج دونویں ہوئی ختم کہانی ساری

عاشق وِچ شہیداں شامل ایہدے نیڑے موت نہ آوے
جائز پڑھن جنازہ اُس دا جیہڑا ٹک جاوے مر جاوے
عاشق اُتے غسل نہ واجب ایہنوں رحمت آپ نہلاوے
اعظم کیہہ اُس کفن دی حاجت جہدے خالق عیب چھپاوے

واہ سپئیے ترا عِشق سلامت تینوں یاد رکھے گی دُنیا
ہر بستی ہر محفل اندر ترا ذِکر کرے گی دُنیا
جدتک روشن چن ستارے ترا نام جپے گی دُنیا
اعظم محشر تیک تیری آباد رہے گی دُنیا

عِشق دا محل اُسار دِتّو ئی اَج دِل دی کُٹیا ڈھا کے
عِشق دا دیوا بال دِتّو ئی اَج اپنا خُون گرا کے
عِشق دا حُسن نکھار دِتّو ئی اَج اپنا حُسن مٹا کے
اعظم رکھ لئی لاج عِشق دی توں اپنی جان گوا کے

واہ عشقا جس گھر وچ آویں اُس گھر دی خاک اُڈاویں
غیرت آن تے شرم حیا داتوں بُرقع آن جلاویں
بڑے بڑے سرداراں کو توں دَر دَر دی بھیکھ منگاویں
اعظم پھُلاں جیہے شہزادے وِچ تھل دے مار گواویں

جندڑیئے عشق نگر نہ جاویں اوتھے رِہنیاں سخت اولّیاں
پھُلاں ناوں نازک ناراں اِس عشق نے کِنّیاں جھلّیاں
سوہنی ڈُبّی وِچّ جھناں دے کئی ڈُب گیاں کھلیاں کھلیاں
اعظم سسّی کون وچاری ایتھے بھُل گیاں بھلیاں بھلیاں

اِک نوں ڈِٹھا اِک نوں منّیا کیتا اِک وَل دھیان سسّی نے
اپنا آپ ونجا کے عشق دا دیکھو رکھ لیا مان سسّی نے
جان دِتّی پر جان نہ دِتّی ہتھوں عشق دی آن سسّی نے
اعظم جگ دے عاشقاں اُتّے کیتا بڑا احسان سسّی نے

کیہہ دسیّئے کیہڑا اپنل اساڈا اسانوں کس دی یاد ستائے
کیہڑا کیچ اساڈا کعبہ اساں کتھے نین لگائے
کیہڑا چکدا ای بھار بیگانے کیہڑا سُندا ای درد پرائے
اعظم نام سسّی دا رکھّ کے اساں اپنے درد سُنائے

وحدت دے میں راگ الاپے اس کثرت والے سازوں
اصل حقیقت نوں چمکایا میں لے کے رنگ مجازوں
کیہہ اس رمز دی لذّت پاوے جیہڑا نامحرم اس رازوں
اعظم بس کر ذکر سسّی دا ہُن پھیر سلام نمازوں

جھوٹی رونق اس دُنیا دی ایتھے جھوٹھ دی گرم بازاری
جھوٹھا حُسن تے جھوٹھا گہنا ایہدی جھوٹھی زینت ساری
جھوٹھا پیار تے جھوٹھی مستی سب جھوٹھے پریم پجاری
اعظم جس دی ہر گل جھوٹھی کیہہ اوس کمین دی یاری

معراج

عرض نامہ

یہ بات میرے وہم گمان میں بھی نہیں تھی کہ ابا جی کے کسی مجموعۂ کلام کا عرض نامہ مجھے لکھنا پڑے گا۔ جبراً اس اعزاز کا بار اٹھا رہا ہوں، اگرچہ سر سے پاؤں تک میرا روم روم کانپ رہا ہے۔ قلم کی ہر کروٹ سے یہ خواہش ابھر رہی ہے کہ.... ابھی ابا جی مسکراتے ہوئے اس دروازے سے اندر داخل ہوں اور ... میں کاغذ قلم ان کے ہاتھ میں تھما دوں، کہ لیجئے!.... خود ہی لکھیے!! .... مجھ سے یہ کام نہیں ہوتا... کس مشکل میں ڈال دیا آپ نے مجھے.... ابا جی!!.... مگر....

"معراج" میں تمام غیر مطبوعہ کلام شامل ہے جو "اینِ درسے" کی اشاعت کے بعد گاہے بگاہے کہا گیا۔ "اینِ درسے" کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا تھا۔ اُن کی ڈائری میں ماسوا چند نعتوں کے کسی بھی صفحے پر تاریخ سنہ درج نہیں، اس لیے حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ "یہ نعت" فلاں تاریخ یا سنہ میں کہی گئی۔ البتہ میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ "معراج" کی اکثر نعتیں سنہ ۱۹۸۵ء سے سنہ ۱۹۸۸ء تک کے عرصے میں کہی گئی ہیں، کیونکہ ہر تازہ نعت وہ سب سے پہلے مجھے اور آسرار کو سنایا کرتے تھے۔ یہ دَور اُن کی نعت گوئی کے وجدانی اور فنی سفر کا نقطۂ عروج تھا۔ سنہ ۱۹۹۰ء کے بعد انہوں نے نعت گوئی کے ساتھ ساتھ نعت خوانی سے بھی (ظاہراً) کنارہ کشی اور مکمل خلوت نشینی اختیار کر لی تھی۔ وصال، ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۹۳ء سے تقریباً دو ماہ قبل شدید علالت اور نقاہت کے باوجود تمام غیر مطبوعہ نعتوں پر نظرِ ثانی کی اور بدستِ خود جہاں جہاں مناسب

سمجھا، ترمیم و اصلاح بھی۔

حضرت احمد ندیم قاسمی نے جس محبت اور توجہ سے "معراج" کا "پیش کلام" لکھا ہے، اس سے اباجی کے ساتھ ان کی دلی وابستگی اور کلام کے فنی پہلوؤں سے گہری آگہی کا پتہ چلتا ہے اور چونکہ یہ معاملہ ان دو بزرگ ہستیوں کے مابین ہے، لہٰذا قاسمی صاحب کا شکریہ ادا کرنے کا حق مجھے حاصل نہیں۔

کچھ ایسی ہی صورتِ حال کا سامنا مجھے محترم حفیظ تائب صاحب کی طرف سے ہے۔ تائب صاحب اباجی کے نہایت پیارے اور عزیز دوستوں میں سرِاوّل ہیں۔ انہوں نے بزرگی اور نقاہت کے اس عالم میں "معراج" کا دیباچہ لکھنے کا مشقت طلب اور تکلیف دہ کام صرف اور صرف اباجی کی محبت میں کیا ہے۔ اور اسی طرح محترم مُشتاق احمد بھٹہ صاحب ہیں؛ جنہیں اباجی کے ساتھ انتہائی محبت اور عقیدت ہے۔ جس کا ادنیٰ سا اظہار آپ کو "معراج" کی نظر افروز کتابت میں دکھائی دے گا۔

اباجی نے اپنے تازہ مجموعے کا کیا نام سوچ رکھا تھا؟ یا وہ کیا نام رکھتے؟ ... میں اس سلسلے میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ البتہ اتنا یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ "معراج" کا ٹائیٹل، انتساب، پیش کلام، دیباچہ، ترتیب، کتابت، طباعت گویا سبھی کچھ ایسا ہی ہوتا، جیسا کہ ہے۔ کیونکہ میں نے اپنی نادانی سے شعور تک کے تیس (۳۰) برس محض اُن کے سائے میں نہیں، بلکہ آغوش میں گذارے ہیں۔ وہ کیا سوچتے تھے، کیا محسوس کرتے تھے، کیا چاہتے تھے، یہ مجھ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا...۔ اُن کی مقدس روح نے ان کے تن کا لبادہ تو اتار دیا لیکن اس مقدس روح کو لباس بنا کر اَب مَیں نے پہن لیا ہے کہ میرے لیے یہی لباس، خلعتِ فاخرہ ہے۔

جمشید اعظم چشتی

جنوری ۱۹۹۶ء

لاہور

پیش کلام

میں نے اعظم چشتی کے اندازِ نعت خوانی سے محبت کی ہے اس لیے ان کے انتقال کے بعد بھی مجھے مسجدیں اور سیرت کانفرنسیں ان کی خوبصورت آواز سے گونجتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ جب بھی کوئی نعت خواں اُن کے لحن میں اور ان کے عقیدت بھرے لہجے میں نعت پڑھنے لگتا ہے میرے تصور میں اس کا وجود گھل سا جاتا ہے اور اُس کی جگہ اعظم چشتی نعت سرا ہو جاتے ہیں۔ میں اس کیفیت کو اُن کے منفرد اسلوبِ نعت خوانی کا اعجاز سمجھتا ہوں اور میرے خیال میں میری طرح کے ہزاروں لاکھوں لوگ یہی محسوس کرتے ہونگے۔

نعت خوانی کی طرح نعت گوئی پر بھی اعظم چشتی کو پوری پوری دسترس حاصل تھی۔ وہ ایک وسیع المطالعہ شخص تھے اور فن کی باریکیوں پہ حاوی تھے۔ وہ دراصل موسیقی اور شاعری کے سے فنونِ لطیفہ کی تجسیم تھے۔ انتہا درجے کے شعر شناس تھے۔ شعر کا کوئی نکتہ، کوئی رمز، کوئی اشارہ اُن کی نظروں سے پوشیدہ نہیں تھا فارسی اردو اور پنجابی کے اساتذہ فن کے اشعار کی تشریح اتنے عالمانہ انداز میں اور ساتھ ہی اتنے ذوق و شوق سے کرتے تھے کہ جی چاہتا تھا وہ بولتے چلے جائیں۔ اور ہم سنتے چلے جائیں۔

ان کی نعت میں کلاسیکل غزل کی سی کیفیت ہے۔ ظاہر ہے ان کا مرکزِ محبت و عقیدت حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس لیے غزل کی کیفیات میں جب ساتھ ہی عقیدت اور پرستش کے جذبات گھل جاتے ہیں تو ان کے ہاں دلپذیر معیار کا نعتیہ شعر تخلیق ہوتا ہے۔ خود ان کا ارشاد ہے۔

زبانِ نعت کو مل جائے گر نوائے غزل
تو جوئے آب میں موجِ شرر نظر آئے

جو سوز و گداز اُن کی نعت خوانی میں تھا اور نعت خوانی کے دوران ان کے پورے وجود پر جو سپردگی اور سرخوشی چھا جاتی تھی، وہی کیفیت ان کی نعت گوئی میں بھی محسوس ہوتی ہے۔ ان کے انتقال کے بعد شائع ہونے والے اس مجموعۂ نعت "معراج" کے صرف یہی اشعار دیکھ لیجئے۔

ترے ذکر و فکر میں دن ڈھلا، تیری گفتگو میں سحر ہوئی
بڑی باغ باغ گزر گئی، بڑی آبرو سے بسر ہوئی

صبح پھوٹی تو ترے رُخ کی ضیا یاد آئی
چاند نکلا تو ترا نقشِ قدم یاد آیا

کچھ انوکھے ہیں زمانے کے جہانبانوں سے
تیری شفقت کے، محبت کے، مروت کے اصول

اور صرف اس ایک مصرعے میں اولادِ آدم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیماتِ پاک اور اسوۂ حسنہ کے ہمہ گیر اثرات کو اعظم مرحوم نے کس سلیقے سے سمیٹا ہے۔

ہزاروں صدیوں کے بعد انسانیت کو آسودگی ملی ہے

عشق و محبت کی بے انتہائی کے عالم میں اعظم کا سا حساس نعت گو بھی عالمِ اسلام کی مجموعی زبوں حالی کو دیکھ کر سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات سے روگردانی کے باعث خاص طور سے مسلمانوں اور عام طور سے انسانوں کو آج کس بھیانک صورتِ حال کا سامنا ہے۔

جس کی سرشت میں مہر و وفا ہو جس کے دل میں خوفِ خدا ہو
میرے آقا، آج وہ انساں صرف کتابوں میں ملتا ہے

نعت گوئی میں اعظم چشتی مرحوم کے کمالِ فن کی ایک مثال وہ قصیدہ ہے جس کا آغاز انجام ان اشعار پر ہوتا ہے۔

میں سراپا خطا و فسق و فجور
معصیت کوشیوں کے نشے میں چور

عرصۂ حشر ہو کہ باغِ ارم
آپ کی مدح پر رہوں مامور

یہ قصیدہ شاعر کی قادر الکلامی کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔ اگر مجموعۂ نعت "معراج" صرف اس ایک قصیدے پر مشتمل ہوتا تو جب بھی وہ مدتوں پڑھے جانے کا مستحق تھا مگر ہر سچے نعت گو کی طرح اعظم مرحوم کو بھی احساس ہے کہ حضورِ گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ پاک میں اسے جس معیار کا نذرانۂ عقیدت پیش کرنا چاہیے تھا وہ نہیں کر سکا۔

جو کچھ کہا، حضور کے شایانِ شاں نہیں

یہ عاجزانہ اعتراف ہر نعت گو کو سجتا ہے کہ پیغمبرِ عالی مقام صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت کما حقہٗ کون کر سکا ہے اور کون کر سکے گا۔ نعت گو کا اصل سرمایہ تو اس کا عشق و عقیدت، اس کا ایمان و ایقان اور سلیقہ مندانہ اظہار پر اس کی قدرت ہے اور ان امور کی کسوٹی پر اعظم چشتی مرحوم کی نعتیں کھری اترتی ہیں۔

احمد ندیم قاسمی
ستمبر ۱۹۹۴ء لاہور

پیشوائی

محمد اعظم چشتی نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک لحن وسخن کا جادو جگاتے رہے اور انہیں خواص وعوام کی محبوبیت کا شرف حاصل رہا۔ انہوں نے نعت خوانی و نعت گوئی پر بڑے گہرے اثرات مرتب کئے۔ چنانچہ اس وقت جتنے بڑے نعت خواں موجود ہیں انہوں نے یا تو براہِ راست محمد اعظم چشتی سے استفادہ کیا ہے یا پھر بالواسطہ اور غیر شعوری طور پر اُن تک حضرت چشتی کا فیض پہنچا ہے۔ نعت خوانی میں انہیں وہ عروج نصیب ہوا کہ اُن کی نعت نگاری کی طرف اہلِ ادب نے کم کم دھیان دیا، حالانکہ وہ اس میدان میں بھی رہنمایانہ کردار ادا کرتے رہے ہیں۔

محمد اعظم چشتی مزاجاً ذہنِ جدید کی نمائندگی کرتے رہے، حالانکہ مختلف علوم و فنون و السنہ میں دسترس حاصل کرنے کے اعتبار سے اُن کا ذوق اسلاف سے ملتا تھا۔ اُن کے ذہنی پس منظر کو ظاہر کرنے کے لیے، ان کی زندگی کے کچھ کوائف پیش کرتا ہوں، جو ان کے تصدیق شدہ ہیں۔

محمد اعظم ۱۵ مارچ ۱۹۲۱ء کو ضلع فیصل آباد کے ایک گاؤں برج چک نمبر ۱۷ میں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار کا نام محمد دین چشتی تھا، جو عالم، صوفی، طبیب اور درویش منش انسان تھے۔ مجھے ان کی زیارت کی سعادت اکثر نصیب ہوئی۔ محمد اعظم نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے گاؤں کے سکول میں دُعا کہلواتے کہلواتے نعتیں بھی پڑھنے لگے۔ پھر

چیک جمہرہ کے بانی سکول تک جاتے جاتے وہ نعت خوانی میں معروف ہو گئے۔

۱۹۲۶ء میں جب محمد اعظم سید ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے قطب البلاد لاہور میں پہنچے تو ابھی جوانی کی سرحد میں داخل ہو رہے تھے۔ وہ خوش طبع و خوش گلو بھی تھے اور خوب رو بھی۔ چنانچہ آواز کا جادو جگاتے ہوئے جلد ہی زندہ دلان کی نگاہوں کا مرکز بن گئے۔ جمعرات کی شب وہ داتا حضور رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ فیض بار میں نعت خوانی کرتے تو جمعۃ المبارک کے وقت مسجد وزیر خاں میں نمازیوں کو جذب و شوق کا سامان مہیا کرتے۔ لاہور میں نعت خوانی کے لیے حکیم فضل الٰہی کے حلقۂ تلمذ میں شامل ہوئے، لیکن اصل استاد اُن کی طبیعت ثابت ہوئی اور جلد ہی وہ لاہور سے باہر دُور دُور تک نعت خوانی کے لیے بلائے جانے لگے۔

جلد ہی وہ دوسرے بزرگوں کی اُردو پنجابی نعتوں کے ساتھ ساتھ اپنی کہی ہوئی اُردو نعتیں بھی پڑھنے لگے۔ مشغلۂ نعت گوئی و نعت خوانی کے ساتھ دینی و طبی علم حاصل کرنے کا جذبہ بھی دل میں موجزن تھا۔ چنانچہ ابوالحسنات مولانا سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور درسِ نظامی اور طب اسلامی میں خاص استعداد پیدا کر لی۔ اس سے قبل وہ اپنے والد بزرگوار سے فارسی ادبیات کی کئی اہم کتابیں پڑھ چکے تھے اور فارسی میں شعر بھی کہنے لگے تھے۔ وہ علم موسیقی سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے اُستاد برکت علی خاں سے بھی استفادہ کرتے رہے۔

ان کی اپنی کہی ہوئی نعتیں جلد ہی مقبول ہونے لگیں تو حافظ برکت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر سا مجموعہ بھی چھپوا دیا۔ کلام اعظم کے نام سے یہ مجموعہ کئی بار چھپا اور ۱۹۳۶ء ہی میں اُن کے پیر خانے چکوڑی شریف کے خدام کی طرف سے بھی چھپایا گیا۔

——— اسی اثنا میں انہوں نے فنِ کتابت میں بھی پوری مہارت حاصل کر لی۔

سنہ ۱۹۴۰ء میں جب تحریک پاکستان چلی تو محمد اعظم چشتی، علمائے کرام، مشائخ عظام اور مسلم لیگی لیڈروں کے ہمراہ ملک بھر کے دوروں میں شریک ہو کر شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ مسلمانوں کے دل نغماتِ نعت سے گرماتے رہے اور یوں انہوں نے قریۂ عشقِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پاکستان کے قیام میں بھرپور کردار ادا کیا۔

سنہ ۱۹۴۴ء میں مجموعۂ شاعری "غذائے روح" پہلی بار شائع ہوا جس میں نعتوں کے علاوہ غزلیں بھی شامل تھیں۔ قیامِ پاکستان کے وقت ان کی بہت سی نعتیں شہروں اور دیہاتوں میں یکساں گونج رہی تھیں۔ ایک مقبول ترین نعت کے دو اشعار سے اس وقت کے رنگِ نعت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے ؎

سارے جگ توں رالیاں دسدیاں نیں عربی سرکار دیاں گلیاں
کوہ طور نانیں شرمندہ کرن خالق دے یار دیاں گلیاں

پُچھ جبرائیلؑ امین کولوں پُچھ مالکِ یوم الدین کولوں
چنگیاں نیں عرش بریں کولوں مدنی دلدار دیاں گلیاں

محمد اعظم چشتی کی طبیعت کا ایک خاص وصف یہ رہا کہ وہ عوامی مقبولیت سے کبھی مطمئن نہ ہوئے، کیونکہ اردو فارسی کی کلاسیکی شاعری کے مطالعہ کی بدولت اُن کا ذہن بلند سے بلند تر ہو رہا تھا۔ لہٰذا بہتر سے بہتر کہنے کی لگن بھی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی گئی چنانچہ ان کے دوسرے مجموعہ شاعری "رنگ و بو" جو پہلی بار سنہ ۱۹۵۳ء میں چھپا، میں ایسے بہت سے اشعار موجود ہیں جو ادبی معیارات پر فائز تھے اُس دور کی ایک نعت سے ایک نمونہ ؎

تمہارے آنے سے پہلے کیا تھی ہمارے صبح و مسا کی صورت
نہ کوئی مونس، نہ کوئی ساتھی پڑے تھے بس نقشِ پا کی صورت

ان کے مخاطب عوام کی پسند، ان کا دامن کھینچتی رہی، مگر وہ اپنی دُھن میں

آگے ہی آگے بڑھتے رہے۔ صوفی تبسم مرحوم اور فیض صاحب کی خصوصی صحبتوں ا
حضرت احمد ندیم قاسمی کی محبتوں، شہزاد احمد اور دوسرے معاصر شعرا کی رفاقتوں سے
انہیں اچھی ادبی فضا مہیا کی اور وہ شعری معارف و جمالیات کی بھرپور آگاہی حاصل کر
کے اپنے کلام کو مسلسل نکھارتے چلے گئے۔ یہ عاجزہ بھی ان کا شریک سفر رہا اور خونی
فیض سے ان کے مراسم سے پہلے ہم لوگ سید عابد علی عابد، علامہ لطیف انور و تقی شفائی
سے بھی ملاقاتیں کرتے رہے۔

۱۹۷۰ء میں "نیر اعظم" کی اشاعت تک ایک نہایت خوش گوار تبدیلی ان کے
کلام میں رونما ہو چکی تھی۔ اور انفرادیت کے سفر میں آگے ہی آگے بڑھ رہے تھے۔ اس
تبدیلی کا احساس ایک شعر میں یوں ظاہر ہوا ہے

نعت کا رنگ جو بدلا تو میں سمجھا اعظم
پہلے میں کہتا تھا اب کوئی کہلواتا ہے

اس دور میں تغزل کے ساتھ ساتھ انہوں نے قصیدہ کی روایت سے بھی بھرپور استفادہ
کر کے نعت کو مزید آگے بڑھایا۔ اور قرآن و سیرت کے مضامین کو نہایت خوبی سے نعتیہ
قصائد میں سمویا ہے

سینہ آئینۂ الم نشرح دِل خُدا کی امانتوں کا مقام
تھا یہی انشرحِ صدر کا راز اس سے لینا تھا آئینے کا کام

ہاتھ مشکل کشائیوں کی کلید جس سے کھل جائے ہر درِ انعام
یُن یدُ اللہ فوق ایدیھم انہی ہاتھوں میں دو جہاں کی زمام
خاکِ نعلینِ پاک وہ جس سے عرش کے بھی چمک اٹھیں در و بام

اسی زمانے میں محمد اعظم چشتی نے پنجابی نعت کے سرمائے میں اضافے کی غرض

سے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کچھ فارسی نعتوں کو نہایت کامیابی سے پنجابی جامہ پہنایا، ساتھ ہی ساتھ پنجابی نعت کی متصوفانہ روایت کو دوہے لکھ کر آگے بڑھایا اور کتاب "اینندے" ۱۹۷۴ء میں چھپ کر سامنے آئی۔

فنِ نعت میں ان کے عہد آفریں حصّے کا قومی سطح پر اعتراف کیا گیا اور انہیں ۱۹۷۹ء میں صدارتی تمغۂ حسنِ کارکردگی دیا گیا۔ ان کی بے پناہ تخلیقی قوتوں اور صلاحیتوں کو اب بھی قرار نہ آیا، بلکہ لگن اور تڑپ میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔

گزشتہ تین دہائیوں میں بتدریج نعت گوئی کو نہایت سازگار فضا میسر آئی ہے اور اب کوئی شاعر ایسا نہیں جو نعت کہنے کی سعادت سے محروم ہو بہت سے شعرا کرام مستقلاً نعت کی طرف توجہ مبذول رکھتے ہیں۔ تمام شعراؔ کی فکری کاوشوں اور تمام تر شعری تجرباوں کے شمول سے نعت گوئی کے بہت سے نئے امکانات بھی سامنے آتے ہیں۔ نعت اب پوری زندگی کا احاطہ کرنے لگی ہے تخلیقی سطح پر ورفعنا لک ذکرک کی تصدیق ہو رہی ہے اور نعت نگاری کے اس ارتقائی عمل میں محمد اعظم چشتی بھی پوری شان و شوکت کے ساتھ شامل رہے ہیں۔

۱۹۷۰ء تک وہ نعت کے ساتھ ساتھ غزل بھی کہتے رہے۔ لہٰذا ان کی ربع صدی کی غزل گوئی بھی ناقدینِ فن کی توجہ کی حقدار ہے۔

"نیّرِ اعظم" کی اشاعت کے بعد، انہوں نے تمام تر توجہ نعت نگاری ہی پر مرکوز کر دی اور اسی لیے وہ اس صنف کے جدید تر تقاضوں کا ساتھ دیتے ہوئے، فنِ نعت گوئی میں رفیع و دقیع اضافے کرنے کے قابل ہوئے۔ چنانچہ ان کا زیرِ نظر خالص مجموعۂ نعت "معراج" حقیقتاً ان کے فنِ نعت نگاری کی معراج ہے۔ صوفیانہ اور فلسفیانہ مضامین نے اُن کی نعت کو ایک خاص قسم کی طرحداری عطا کی ہے۔

آنکھوں میں ڈھل جا، دل میں اتر جا ۔۔۔ خالی پڑا ہے کب سے یہ منبر

لاہوت کیا ہے، جبروت کیا ہے ۔۔۔ ان کی گزرگاہ کا ایک منظر

یہ آسماں کیا، یہ لامکاں کیا ۔۔۔ کیا کچھ نہیں ہے سینے کے اندر

ایک قصیدے میں شاعری کے تمام تر امکانات سامنے لے آئے ہیں۔ اس قصیدے میں اعتراف عجز والا حصہ بہت فکر انگیز اور دل افروز ہے ؎

میں کہ اک سازِ بے نفیرِ حیات ۔۔۔ ابرِ بے آب و سعیٔ نامشکور

نہ کسی باغ کا گلِ خوش رنگ ۔۔۔ نہ کسی انجمن کی آنکھ کا نور

بے عمل، بے شعور، ناکارہ ۔۔۔ بے کمالی میں دور تک مشہور

میں کہ ناواقفِ سلوکِ ادب ۔۔۔ میں کہ بیگانۂ شرابِ شعور

نہ رہ و رسمِ شاعری معلوم ۔۔۔ نہ زبان و ادب پہ مجھ کو عبور

اُن کے دل میں مسلسل پرورش پانے والی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وقت کے ساتھ ساتھ گہری ہی گہری ہوتی گئی اور ان کا اعتبارِ فن بنتی گئی۔ حج و زیارت کی تمنا تمام عمر ان کے سینے میں موجزن رہی لیکن پہلے یہ کہہ کر دل کو تسلی دیتے ہے

کتنا محبوب ہے اعظمؔ انہیں رونا میرا

ساری دنیا کو بلایا، نہ بلایا مجھ کو

پھر جب حاضری، زیارت اور حضوری کا شرف پانے لگے تو ان کیفیات کو موضوعِ نعت بناتے ہوئے نہایت منفرد و ممتاز انداز اختیار کیا۔

کعبہ دیکھا تو تری بُت شکنی یاد آئی

خلد دیکھی تو ترا صحنِ حرم یاد آیا

نعت کے رنگِ جدید کی نمائندگی کرتے ہوئے انہوں نے آشوبِ ذات

آشوبِ عصر اور آشوبِ کائنات کو بھی نعت میں جگہ دی ہے اور طلبِ رحمت بھی کی ہے
یہ اپنے وطنِ عزیز کے لیے دعاؤں سے بھی نعت کو مزین کیا ہے ؎

زین شان و غرب بھی تجسس میں سکوں کے ۔۔۔ درکار ہے سب کو ترے دامن کا سہارا
تپتے ہوئے ماحول سے گھبرا کے یہ دنیا ۔۔۔ اب ڈھونڈ رہی تری دیوار کا سایا
بخشا ہے تو اب اس کی نگہداشت بھی فرما ۔۔۔ محبوب ہے ہر ذرّہ مجھے اپنے وطن کا

محمد اعظم چشتی کو اپنے ممدوحِ کریم پر ہمیشہ ناز رہا اور اسی ناز نے اُن سے آخری دور
میں کہلوایا ؎

مرا کریم بھی کیسا کریم ہے اعظم
کہ میرا عیب بھی جسکو ہنر نظر آئے

مگر انہیں یہ بھی گہرا احساس رہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا
اصل تقاضا آپؐ کا کامل اتباع ہے، چنانچہ وہ کس درد سے پکارتے ہیں ؎

تجھ سے اُلفت بھی ہے احساسِ ندامت بھی ہے ۔۔۔ اپنا حق مجھ سے کوئی مانگ رہا ہو جیسے

یہ احساس بہت غنیمت بلکہ مبارک بھی ہے اور گنہگاروں پر سعادتوں اور رحمتوں کے دروازے
کھولتا ہے۔ دوسری طرف نعت اور اُس پر ممدوحِ کریم کی رحمتِ بیکراں ناعت کو آسودگی
کی وہ فضا مہیا کرتی ہے، جس کے بارے میں محمد اعظم چشتی نے کہا ؎

اعظم گزر رہی ہے کس آسودگی کے ساتھ
سایہ ہے ان کا سر پہ مرے آسماں نہیں

حفیظ تائب
۱۳ر نومبر ۱۹۹۵ء لاہور

کوثر کی حلاوت ہے مری تشنہ لبی میں
مصروف ہوں میں مدحِ رسولؐ عربی میں

تنہائی میں دمساز ہے اُس مہ کا تصوّر
کیوں موجِ ضیا ہو نہ مری تیرہ شبی میں

ہے حُسن بھی، اخلاق بھی، رحمت بھی، کرم بھی
مکّی، مَدنی، ہاشمی و مطلبی میں

ہر حُسن کا محور ہے وہ اک ذاتِ مقدّس
ہر علم کا جوہر ہے اُس اُمّی لقبی میں

ہر ذرّہ نظر آتا ہے خورشید بداماں
جلوے ہیں کئی طُور نما کوئے نبیؐ میں

کس آنکھ نے دیکھا ہے کوئی آپؐ کا ہمسر
کس کو ہے کلام آپ کی عالی نسبی میں

اے چشمِ کرم، تیری مسیحائی کے قرباں
ہے کوئی کمی میری ہی درماں طلبی میں

اعظمؔ بڑی نعمت ہے یہ رونا، یہ تڑپنا
شامل ہے مرا درد سکونِ قلبی میں

۴
۴
۶۷۰

٭

ہے اک آشوبِ مسلسل یہ اندھیروں کا نزول
ایک ہلکی سی کرن ، اُمتِ عاصی کے رسُولؐ !

کچھ اتو کھے ہیں زمانے کے جہانبانوں سے
تیری شفقت کے ، محبت کے مروت کے اصول

ظلمتیں کر نہ سکیں تیرے عزائم کو علیل
کر سکا کوئی جفا جُو نہ تیرے دل کو ملول

کتنے طوفان اُٹھے ، کتنے حوادث اُبھرے
پھر بھی بدلا نہ ترے دستِ عطا کا معمول

تُو وہ محبُوب پیمبرؐ ہے کہ خالق کے حضور
تیری ہر بات پسندیدہ، ادائیں مقبُول

روحِ فردوسِ بریں، تیرے بدن کی مہکار
سرمۂ دیدۂ افلاک، ترے پاؤں کی دھُول

گُم تری ذات میں افلاک، بقولِ اقبالؔ
پھر بھی افلاک سے ہوتے رہے احکام وصُول؟

آگیا کام شب و روز کا رونا آخر
ہوگئی بارگہِ شہؐ میں مری نعت قبُول

حاصلِ نعت ہے شہرتؔ کا یہ مصرعِ اعظمؔ
"میں سگِ دنیا کہاں اور کہاں نعتِ رسُولؐ"

٭

عشق تیرا نہ اگر میرا مسیحا ہوتا
میں بھی پندار کے صحراؤں میں کھویا ہوتا

تیری نسبت نے سنوارا مرا اندازِ حیات
میں اگر تیرا نہ ہوتا، سگِ دُنیا ہوتا

ہائے وہ دل جو نہیں تیری محبت کا امیں
اچھا ہوتا جو ترا نقشِ کفِ پا ہوتا

یہ مری اپنی طلب تھی کہ مجھے تُو مل جائے
ورنہ اللہ بھی مل جاتا جو مانگا ہوتا

جس کی تنویر تھی غارِ حرا کی زینت
کاش وہ نور مرے دل کا اُجالا ہوتا

آنکھ کو دل نہ ملا، دل کو نگاہیں نہ ملیں
ورنہ اس چاند کو گھر میں نہ اُتارا ہوتا

یاد سے جس کی مہکنے لگے صحرائے خیال
پھول وہ دل میں سجا ہوتا تو کیسا ہوتا

کوئے سرکار میں ہو گا کہیں مصروفِ طواف
دل اگر سینے میں ہوتا تو دھڑکتا ہوتا

کاش یہ آنکھ تری راہ کے تنکے چنتی
دل ترے شہر کی گلیوں میں سلگتا ہوتا

میں ترے نام کی دیتا رہا دنیا میں صدا
پھر مجھے کیوں غمِ دنیا، غمِ عقبیٰ ہوتا

کوئی حسرت بھی تو ہو، کوئی تمنا بھی تو ہو
کیوں عطا حوصلۂ عرضِ تمنا ہوتا

"بہ کنہ تو بادراک نشاید دانست"
دل کی آنکھوں سے کوئی دیکھنے والا ہوتا

مجھ کو مرغوب نہیں شہد کی نہریں ساقی
میرے پینے کو کوئی آگ کا دریا ہوتا

خاک ہوتا تو ہواؤں سے لپٹ کر اعظم
آستانِ شہہ لولاک پہ پہنچا ہوتا

❋

٭

کوئی محبوبِ کبریا نہ ہوا
کوئی تجھ سا ترے سوا نہ ہوا

روزنِ دل سے جھانکنے والے
آج تک تیرا سامنا نہ ہوا

کون ہے اُس کا، تُو نہیں جس کا
اور کس کا ہے جو ترا نہ ہوا

حق نے کب تیری بات ٹالی ہے
کون سے دن ترا کہا نہ ہوا

تجھ پہ کیا کیا ستم نہ ڈھائے گئے
تجھ سے کس شخص کا بھلا نہ ہوا

ہم پہ کتنا وہ مہرباں ہوگا
جس سے دشمن کا دل بُرا نہ ہوا

حاصلِ بندگی تھا وہ سجدہ
جو تری ذات کو روا نہ ہوا

ضبط کے تار ٹوٹ ٹوٹ گئے
جب کوئی قافلہ روانہ ہوا

حسرتیں اُڑ گئیں دھواں بن کر
لب کُشائی کا حوصلہ نہ ہوا

شعر تو شعر قُرب میں اُن کے
ہم سے اظہارِ مدعا نہ ہوا

سبز گنبد پہ کیا نظر پڑتی
سر تو دہلیز سے جُدا نہ ہوا

التجا کی زباں ہے نعتِ رسُولؐ
اس میں شامل کبھی گِلہ نہ ہوا

تھی یہی غایتِ حیاتِ اعظمؔ
پھر بھی مدحت کا حق ادا نہ ہوا

❋

٭

خود کو دیکھا تو ترا جُود و کرم یاد آیا
تجھ کو دیکھا تو مصوّر کا قلم یاد آیا

صبح پھُوٹی تو ترے رُخ کی ضیا یاد آئی
چاند نکلا تو ترا نقشِ قدم یاد آیا

کعبہ دیکھا تو تری بُت شکنی یاد آئی
خُلد دیکھی تو ترا صحنِ حرم یاد آیا

ہم نے اعدا کے مظالم کا گِلہ چھوڑ دیا
ذات پر تیری جو اپنوں کا ستم یاد آیا

دیکھ کر جھوٹے خداؤں کی سخا کا دستور
مجھ کو سرکار کا اندازِ کرم یاد آیا

روشنی تیرگی حدِّ نظر تک اعظمؔ
جب بھی وہ ماہِ عرب، مہرِ عجم یاد آیا

❋

٭

ایسا معطر، ایسا معنبر
ریگِ عرب میں ایسا گُلِ تر

شمعِ شبستاں گیسوئے مُشکیں
صُبحِ سعادت رُوئے منوّر

سایہ فگن ہے دونوں جہاں پر
رنگِ قبائے محبُوبِ برتر

جس وقت چاہے قبلہ بدل دے
ہر اک ادا ہے مقبولِ داور

اُن کے جلو میں گرمِ سفر ہے
روزِ ازل سے تاروں کا لشکر

آفاقیت سی آفاقیت ہے
کوئی نہ ہمتا، کوئی نہ ہمسر

میں بن گیا ہوں اُن کے کرم کی
زندہ علامت اے میرے ہمسر

جس دن ہوئی تھی جلووں کی بارش
بوند اک پڑی تھی میرے بھی دل پر

اِک لمحہ دیکھا آئینہ بن کر
برسوں رہا ہوں حیرت کا پیکر

اُن کی گدائی حصے میں آئی
چمکا ہے کیسا اپنا مقدر

اُلفت بھی وحشت ہے نُورِ دانش
دانش بھی ظلمت ہے عشقِ سرود

اُمّی نہیں ہے، اُمّی لقب ہے
عرفان و دانش اُس گھر کے چاکر

ہم جنس ہو کر یکساں نہیں ہے
وہ ایک گوہر، میں ایک پتھر

مَیں ایک لمحہ، وہ اِک زمانہ
مَیں ایک قطرہ، وہ اِک سمندر

لاہُوت کیا ہے، جبروت کیا ہے
اُن کی گزرگاہ کا ایک منظر!

رُوح القدس ہے احساسِ باطن
عرشِ معلّےٰ فکرِ پیمبر

کیسا توسط، کیسا توسل
ہر شے پہ قدرت، ہر شے مسخر

یہ آسماں کیا ، یہ لا مکاں کیا
کیا کچھ نہیں ہے سینے کے اندر

ہیں اُن کے اپنے انوار سارے
فرشِ زمیں پر ، عرشِ بریں پر

سرمایۂ دل ، سرمایۂ جاں
آلِ پیمبرؐ ، اولادِ حیدرؓ

اعظم[۱] یہی ہے ایمانِ کامل
دل میں بسا لو حُبِّ پیمبرؐ

---

[۱] یہ مصرعہ معروف یوں ہے ،
اعظم کی مانو اچھے رہو گے !

٭

جو دیکھنے میں بڑے دیدہ ور نظر آئے
ترے حضور سبھی بے ہُنر نظر آئے

خلاؤں سے کہیں آگے ملا مقامِ بشر
فرازِ عرش تری رہگذر نظر آئے

وہ آئینہ ہے ترا حُسنِ آئینہ تمثال
جس آئینے میں خود آئینہ گر نظر آئے

تجلیوں میں نہائی ہُوئی سحر کی طرح
ترے دیار کے دیوار و در نظر آئے

محیط ہے کئی صدیوں پہ اک وہ لمحۂ دید
جو مختصر سے بھی کچھ مختصر نظر آئے

تو مل گیا تو یہ خواہش بھی مٹ گئی دل سے
کہ خوب سے بھی کوئی خوب تر نظر آئے

کس آفتاب صفت حسن کا دیار ہے یہ
کہ ذرہ ذرہ جہاں خود نگر نظر آئے

زبانِ نعت کو مل جائے گر نوائے غزل
تو جوئے آب میں موجِ شرر نظر آئے

دبی ہوئی ہے کوئی آگ گوشۂ دل میں
ردائے شب میں فروغِ سحر نظر آئے

جبینِ عشق ادب آموز ہے ابھی ، ورنہ
قدم قدم پہ ترا سنگِ در نظر آئے

مرا کریم بھی کیسا کریم ہے اعظم
کہ میرا عیب بھی جس کو ہنر نظر آئے

✽

دلنشین خاموشی ، دِلرُبا خطاب اُن کا
مہر بے مثال انؐ کی ، خُلق لاجواب اُن کا

نعمتیں تمام اُن پہ ، جو ہیں صاحبِ کوثر
کائنات ساری میں ہے کہاں جواب اُن کا؟

اولیا تو اِک جانب ، انبیاء میں بھی کب ہے
کوئی ہمقدم اُنؐ کا ، کوئی ہمرکاب اُن کا

تیرگی جہالت کی مٹ گئی زمانے سے
خاورِ عرب سے جب اُبھرا آفتاب اُن کا

سب عبادتیں برحق، سب ریاضتیں تسلیم
کون دیکھ سکتا ہے حُسنِ بے حجاب اُن کا

اِک طرف کھڑے کیوں ہو؟ بھیک ہر طرف سے لو!
اِک نہیں ہے ہاتھ اُن کا، اِک نہیں ہے باب اُن کا

آرزوئے سائل ہے، چشمِ التفات اُن کی
زندگی کا حاصل ہے، لُطفِ بے حساب اُن کا

اپنی مدح کی خاطر چُن لیا ہے اعظمؔ کو
کس قدر کریمانہ ہے یہ انتخاب اُن کا

(صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)

❋

٭

یوں منوّر ہے یہ دل، غارِ حرا ہو جیسے
اس کے اندر کوئی مہتاب رہا ہو جیسے

گنبدِ سبز ہے یوں تازہ بتازہ ہر آن
ذہن میں کوئی نیا پھول کھلا ہو جیسے

دلِ آوارہ کو بے ساختہ آیا ہے قرار
چند گھڑیاں تری صحبت میں رہا ہو جیسے

تجھ سے اُلفت بھی ہے، احساسِ ندامت بھی ہے،
اپنا حق مجھ سے کوئی مانگ رہا ہو جیسے

اپنی خواہش سے کوئی بات نہ مُنہ سے نکلی
تیرا فرمان ہی فرمانِ خُدا ہو جیسے

اتنے اوصاف کسی ایک بشر میں تو نہیں
تیری صورت میں مصوّر بھی چھُپا ہو جیسے

دیکھتا ہوں تجھے طائف میں تو چیخ اُٹھتا ہوں
میرے سینے میں کوئی تیر چُبھا ہو جیسے

سیکڑوں چاند لیے پھرتا ہے پیشانی میں
آسماں تیرے ہی کوُچے کا گدا ہو جیسے

اَن گنت صدیوں سے مصروفِ ثنا ہو اعظمؔ
اسی خاطر تمہیں تخلیق کیا ہو جیسے

❋

قصیدہ در مدحِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مَیں سراپا خطا و فسق و فجور
معصیت کوشیوں کے نشے میں چور

میں کہ اک حسرتِ بریدہ پا
میں کہ اک التجائے نامنظور

میں کہ اک سازِ بے نفیرِ حیات
ابرِ بے آب و سعیٔ ناشکور

نخلِ بے سایہ و گُلِ بے رنگ
برگِ خشک و گیاہِ بے مقدور

تیرہ و تار خانۂ محزوں
دامنِ چاک و خاطرِ رنجور

نہ کسی باغ کا گُل خوش رنگ
نہ کسی انجمن کی آنکھ کا نُور

بے عمل ، بے شعور ، ناکارہ
بے کمالی میں دُور تک مشہور

عقل بے بہرہَ وجُود و شہود
فکر نا محرمِ غیاب و حضور

مَیں کہ نا واقفِ سلوکِ ادب
مَیں کہ بیگانۂ شرابِ شعور

بے بضاعت ، فقیرِ ہیچمداں
علم و عرفان و آگہی سے دور

نہ مجھے زعم خوش نوائی کا
نہ مرے سَر میں فکر و فن کا فتور

نہ رہ و رسمِ شاعری معلوم
نہ زبان و ادب پہ مجھکو عبُور

میں کہوں نعتِ حضرتِ والاؐ؟
میں کروں ذکرِ سیّدِ جمہور؟

میں اور اوصافِ خواجۂ گیہاں؟
میں اور اندازۂ کمالِ حضورؐ؟

نُور سے جن کے ہر جہاں روشن
ذکر سے جن کے لامکاں معمُور

جن کی گلیوں میں سر جھکائے ہوئے
پا برہنہ پھریں شہانِ غیور

ناز بردار جن کے زہرہ جبیں
زیرِ پا جن کے قیصر و فغفور

رازداں جن کا جبرئیلِ امینؑ
ریزہ خواروں میں شبلیؒ و منصُورؒ

عفو سے جن کے مستفید اعداء
جن کی شفقت سے بہرہ ور مقہور

جن کو کثرت عطا ہوئی حق سے
جن کی رحمت ہے بے حدود و ثغور

وہ کہ ہیں آرزوئے مشتاقاں
وہ کہ ہیں چارۂ دلِ مہجور

وہ کہ ہیں قدسیوں کی جاں کا سکوں
وہ کہ ہیں فرشیوں کے دل کا سُرور

وہ کہ ہیں نورِ دیدۂ افلاک
وہ کہ ہیں راحتِ قلوب و صدور

اُن کے لب سے کسی نے "لا" نہ سُنا
وہ کرم آپ کا ہے لا محصور

جن کے دامن میں دولتِ کونین
جن کے قدموں میں دو جہاں کے نذور

حُسن ہے جن کا مہبطِ انوار
نطق ہے ترجمانِ ربِّ غفور

لوحِ محفوظ جن کی پیشانی
سب کی تقدیر ہے جہاں مسطور

جن کے رُخ سے ظہورِ نورِ قدیم
ہیں جو دانائے معنیِ مستور

ہر ادا جن کی آیۂ قرآں ۶۱۶
ہر صدا جن کی زیست کا دستور

جن کا منصب محمّد و احمد
جن کی تعریف ذاکر و مذکور

ذات ہے جن کی پیکرِ اسرار
ہیں جو مجموعۂ خفا و ظہور

ماہ و پروین ہیں جن کے حلقہ بگوش
انجمن جن کی ایک چشمۂ نور

ہیں تصرف میں جن کے لیل و نہار
جن کے زیرِ نگیں سنین و شہور

بزمِ امکاں میں جن کے دم سے فروغ
جن کی طلعت سے مستنیر دہور

سب سے اوّل حدوث کی صف میں
سب سے آخر ہوا اگرچہ ظہور

اسی اقلیم کا خُدا ہے خُدا
آپ کی ذات جس کا ہے منشور

لبِ ادراک دم بخود، خاموش
محوِ حیرت شعور و تحتِ شعور

جن کے مدّاح انبیائے کرام
جن کا وصّاف آپ ربِّ غفور

جن کی مدحت سرائیوں کا صلہ
باغِ فردوس اور نہ حور و قصور

کیا رقم ہو ثنائے ختمِ رُسلؐ
کیا فضائے بسیط ہو محصور

ہاں، جو ہو مجھ کو نطق ارزانی
مجھ کو بھی گر عطا ہو لطفِ حضور

میں بھی کچھ عرضِ مدّعا کر لوں
بخشواؤں سب اپنے جرم و قصور

اور کہوں، اے خزینۂ رحمت
اے کرم گستر و کرم گنجور

اے سراپا عطا و رحمتِ کُل
اے خطا بخشِ بندۂ معذور

طلبِ جاہ اور نہ حرصِ مال
ہَوسِ خُلد ہے نہ خواہشِ حُور

آپ کا ساتھ چاہتا ہوں میں
دائمی قرب چاہتا ہوں حضورؐ

عرصۂ حشر ہو کہ باغِ اِرم
آپ کی مدح پر رہوں مامور

۶
۳
۶۷۱

نظر میں پھر رہا ہے آستانِ محبوبؐ برتر کا
ستارہ اَوج پر ہے آجکل اپنے مقدر کا

دلِ بیمار کو کب ہوش ہے اے جانِ گُلِ تر کا
پسینہ چاہیئے اس جان کو اُس جسمِ اطہر کا

ہُوا ہے نام جب سے آپ کی زلفِ معنبر کا
نہیں اشعار تک ملتا حوالہ مشک و عنبر کا

گلا تحصیلِ حاصل ہے مرے کِلکِ نگوں سر کا
کہ خامہ چاہیئے توصیف کو جبریلؑ کے پر کا

بیاں اور وہ بھی حمد و مدحِ خُدا، محبُوبِ داور کا؟
ارے یہ حوصلہ انساں کا اور پھر مجھ سے کم تر کا؟

عجب کیا وہ اگر جلوہ دکھا دیں رُوئے انور کا
بہر صُورت تعلق ہے عرض سے اس کے جوہر کا

تمہاری ذاتِ اقدس، محورِ اقلیمِ وحدت ہے
تمہارا نامِ نامی ہے نگینہ اس کے افسر کا

تمہاری دید سے بڑھ کر تمنّا کب کوئی کی ہے
مجھے پایاب ہے کب جو یا کسی نے جُوئے کوثر کا

مقامِ برزخِ کبریٰ عیاں ہوگا قیامت میں
نقابِ عبدیت جس دم رُخِ سرکارؐ سے سرکا

ھُوالاوّل، ھُوالآخر، ھُوالظاہر، ھُوالباطن
مٹایا عشق نے جھگڑا مقدّم اور مؤخر کا

خُدا آباد رکھے اُن کے غم کو میرے سینے میں
کوئی نقشہ تو دیکھے آج اس آراستہ گھر کا

۲۴
۲
۷۰ء

مَیں ہوں منسُوب اُن کے دَر سے، اُنکے آستانے سے
مجھے کیوں خوف ہو اعظم لحد کا، روزِ محشر کا

٭

نشاں ملتا نہ چشمِ ہوش کو اُس ذاتِ بے حد کا
نہ ہوتا درمیاں گر واسطہ عشقِ محمدؐ کا

گوارا ہے کسے اے جانِ جاں تجھ سے جُدا ہونا
جُدا ہوتے نہ دیکھا سایہ بھی تجھ سے ترے قد کا

نہ لائے کون ایماں تیرے اندازِ تیقن پہ
سُنا ہے کب کسی نے تیرے لب سے لفظ ''شاید'' کا

تمیزِ روز و شب آخر ہوئی تیری ہی طلعت سے
نہ ہوتا نام روشن تجھ سے کیوں تیرے ابَ و جد کا

سجے کیونکر نہ پیراہن تجھے ختمِ رسالت کا
یہ موزوں ہی تجھے تھا اور بنا ہی تھا ترے قد کا

جہاں تُو ہے وہاں کوئی کہاں پر مار سکتا ہے
پتا جبریل کو بھی کیا تری پرواز کی حد کا

مثالِ شمعِ روشن ہے وہ ہر مومن کے سینے میں
تو کیوں اطلاق ہو اس نور پر نورِ مقیّد کا

نہ چھوٹے ضبط کا دامن حرم میں اے دلِ مضطر!
اے چشمِ تر ادب سے کر نظارہ سبز گنبد کا!

دیارِ مصطفیٰ کا عزم ہو جب بھی کبھی اعظم
تو کرتے آنا نظّارہ نجف کا اور مشہد کا

۱۲ مارچ ۱۹۷۰ء

سجے کیونکر نہ پیراہن تجھے ختمِ رسالت کا
بہ موزوں ہی تجھے تھا اور بنا ہی تھا ترے قد کا

جہاں تُو ہے وہاں کوئی کہاں پر مار سکتا ہے
پتا جبریل کو بھی کیا تری پرواز کی حد کا

مثالِ شمعِ روشن ہے وہ ہر مومن کے سینے میں
تو کیوں اطلاق ہو اس نور پر نورِ مقیّد کا

نہ چھوٹے ضبط کا دامن حرم میں اے دلِ مضطر!
اے چشمِ تر ادب سے کر نظارہ سبز گنبد کا!

دیارِ مصطفےٰ کا عزم ہو جب بھی کبھی اعظمؔ
تو کرتے آنا نظارہ نجف کا اور مشہد کا

۱۲ مارچ ۱۹۷۰ء

اللہ غنی ، وہ بھی کیا ذاتِ گرامی ہے
محبوب ہے تُو جس کا، تُو جس کا پیامی ہے

تُو نے تو پہاڑوں کی تقدیر بدل ڈالی
ہر نقشِ قدم تیرا ، اک نقشِ دوامی ہے

اُلفت کا پیمبر ہے، رحمت کا سمندر ہے
کمزور کا ساتھی ہے، مظلوم کا حامی ہے

کونین کا ملجا ہے ، بندہ ، مگر آقا ہے
ہر علم کا مصدر ہے ، اُمّی ہے ،تہامی ہے

اللہ غنی ، وہ بھی کیا ذاتِ گرامی ہے
محبوب ہے تُو جس کا، تُو جس کا پیامی ہے

تُو نے تو پہاڑوں کی تقدیر بدل ڈالی
ہر نقشِ قدم تیرا ، اک نقشِ دوامی ہے

اُلفت کا پیمبر ہے، رحمت کا سمندر ہے
کمزور کا ساتھی ہے، مظلوم کا حامی ہے

کونین کا ملجا ہے ، بندہ ، مگر آقا ہے
ہر علم کا مصدر ہے، اُمّی ہے، تہامی ہے

٭

وہ کہاں شوکتِ خدائی میں ہے
جو فراغت تری گدائی میں ہے

غم کو خاطر میں ہی نہیں لاتا
وصف یہ ترے ہر فدائی میں ہے

دلنوازی بھی، غم گساری بھی
یہ ادا تیری دِلربائی میں ہے

دے جو دامن بھی اور دولت بھی
ایسا محسن کوئی خدائی میں ہے؟

٭

میں کیسے عالمِ اشیا سے ماورا سمجھوں
جو تیری آنکھ نے دیکھا اُسے خدا سمجھوں

جُدا جُدا ہے زمانے میں ہر بشر کا خمیر
میں ہر بشر کو بھلا کیسے ایک سا سمجھوں

جو شخص عظمتِ آدم سے بے خبر ہے ابھی
میں کیسے اس کو رسالت کا آشنا سمجھوں

رقم ہے وقت کے سینے پہ حرف حرف ترا
اس انتہا کو بھی میں تری ابتدا سمجھوں

مری حیات کا ہر لمحہ تیرے نام ہُوا
تجھی کو اپنی دعا، اپنا مدّعا سمجھوں

بس ایک بزمِ درود و سلام ہے اعظمؔ
جہاں خدا کو بھی میں اپنا ہمنوا سمجھوں

✻

سارے پیمانے غلط ، اور ترازو بیکار
کوئی سمجھا نہ سکا ، ان کی حقیقت کیا ہے!

ان کے کہنے پہ خدا کو بھی خدا مانا ہے
اور اس ذات کے عرفان کی صورت کیا ہے

ہے تری ذات سے نسبت، یہی دولت ہے مری
تیرے قربان، دو عالم کی حقیقت کیا ہے!

یہ بھی کیا کم ہے کہ ہوں دُور مگر دھیان میں ہوں
اس سے بڑھ کر مرے آقاؐ، مری قیمت کیا ہے

اعظمؔ اس محسنِ اعظمؐ کا کرم ہے مجھ پر
ورنہ میں کون ہوں اور میری حقیقت کیا ہے

❋

کیسے کیسے نہ صنم خانے نظر سے گذرے
جُز ترے اور کسی سے مری آنکھیں نہ لڑیں

امتحاں کو ترے اُٹھے تھے خُدایانِ سخن
جب ترے سامنے آئے تو زبانیں نہ کھلیں

وقت کا سیل بہالے نہ گیا کِس کِس کو
پر ترے پاؤں کے تلووں کی لکیریں نہ مٹیں

موجۂ وقت نے کس کس کے کئے گُل نہ چراغ
تیرے ہاتھوں کی جلائی ہوئی شمعیں نہ بُجھیں

کتنے گُلشن ہُوتے تبدیل بیابانوں میں
ترے قرباں، ترے گلشن کی بہاریں نہ لٹیں

ہائے وہ عہدِ رسالت کی بہاریں اعظم
سامنے بیٹھ کے سرکارؐ کی باتیں نہ سُنیں

✻

ملی ہے یوں تو ہر اک پیمبر کو سروری بھی، تونگری بھی
مگر دو عالم کی میرے آقاؐ کے نمائندگی ملی ہے

مَلا سے آگے، خلا سے آگے، حدودِ ارض و سما سے آگے
نشانِ پائے نبیؐ ملا ہے، ضیائے روئے نبیؐ ملی ہے

میں اس گدائی پہ آسمانوں کی رفعتوں کو نثار کر دوں
خدا خدا کر کے آستانِ رسولؐ کی چاکری ملی ہے

خدا پرستو، یہ پارسائی، یہ پیشوائی کہاں سے پائی؟
یہ آبرو کس کے نام کی ہے، کہاں سے یہ دلبری ملی ہے؟

ہمیں وہ خیر الامم ہیں اعظم، ہمیں ہیں وہ خوش نصیب جن کو
رسولؐ بھی آخری ملا ہے، کتاب بھی آخری ملی ہے

دیکھئے کب آتا ہے بلاوا کب ملتا ہے اذنِ حضوری
ہلکی سی دستک تو دی ہے، ایک سندیسہ تو بھیجا ہے

گلشنِ زیست کے ہر بوٹے پر، ہر ڈالی پر ہر پتے پر
اے وجہِ تخلیقِ دو عالم نام ترا لکھا دیکھا ہے

اُس نے اُسی انداز سے دیکھا، اس نے اسی ڈھب سے پہچانا
جس کو جیسی آنکھ ملی ہے، جتنا جسے عرفان ملا ہے

تیری اطاعت حاصلِ ایماں، تیری محبت جانِ عبادت
پیشِ نظر ہے یہ بھی حقیقت لائقِ سجدہ ذاتِ خدا ہے

تیری مدحت کہنے والے میرے لیے کیا چھوڑ گئے ہیں
بات وہی ہے لیکن سب کے کہنے کا انداز جُدا ہے

تیرا رستہ چھوڑ چکی ہے، تیری باتیں بھول گئی ہے
جس اُمت کی خاطر تُو نے کیسا کیسا ظلم سہا ہے

جسکی سرشت میں مہر و وفا ہو جسکے دل میں خوفِ خدا ہو
میرے آقا آج وہ انساں صرف کتابوں میں ملتا ہے

مدینہ منوّرہ

تابانیوں کا شہر، درخشانیوں کا شہر
حُسنِ ازل کے جلوؤں کی ارزانیوں کا شہر

لُطف و سخا میں ڈُوبے ہُوئے مَہ وشوں کا دیس
بُوئے وفا میں مہکے ہُوئے جانیوں کا شہر

اسرار میں بسے ہُوئے ذرّوں کی سرزمیں
اَنوار سے لدی ہُوئی پیشانیوں کا شہر

دلدادگانِ عشق و محبت کی سجدہ گاہ
رسمِ وفا کے خالقوں اور بانیوں کا شہر

مجھ خطاکار سا انسان مدینے میں رہے
بن کے سرکارؐ کا مہمان مدینے میں رہے

یاد آتی ہے مجھے اہلِ مدینہ کی یہ بات
زندہ رہنا ہو تو انسان مدینے میں رہے

اللہ اللہ سرافرازئ صحرائے حجاز
ساری مخلوق کا سلطان مدینے میں رہے

دُور رہ کر بھی اُٹھاتا ہوں حضوری کے مزے
میں یہاں اور مری جان مدینے میں رہے

یوں ادا کرتے ہیں عشاق محبت کی نماز
سجدہ کعبے میں ہو اور دھیان مدینے میں رہے

اُن کی شفقت غمِ کونین بھلا دیتی ہے
جتنے دن آپؐ کا مہمان مدینے میں رہے

چھوڑ آیا ہُوں دِل و جان یہ کہہ کر اعظم
آ رہا ہُوں، مرا سامان مدینے میں رہے

اسی سبب سے انہیں درگذر کی عادت ہے
وہ جانتے ہیں کہ ، انساں نہیں خطا کے بغیر

کئی بہشت دکھائے گئے مجھے ، لیکن
یہ دل بہل نہ سکا کوئے مصطفٰےؐ کے بغیر

میں سوچتا ہوں کہ اعظم شبِ طویل حیات
کٹے گی کیسے کسی دردِ آشنا کے بغیر

(جنوری ۱۹۷۳ء)

○ یہ شعر معروف یوں ہے۔
میں جانتا ہوں اُنہیں درگذر کی عادت ہے
وہ بخش دیں گے مجھے بھی کسی سزا کے بغیر

پھولوں کا ذکر کیا کہ دیارِ رسولؐ کی
مٹی بھی گر ملے تو جبیں پر لگائی جائے

صورت نئی حیات کی ٹھہرے مرے لئے
مرنے سے پہلے گر تری صورت دکھائی جائے

اعظمؔ گدائے شہرِ رسالت مآبؐ ہوں
تُربت بھی میری کوئے نبیؐ میں بنائی جائے

✱

٭

ترے ذکر و فکر میں دن ڈھلا، تری گفتگو میں سحر ہوئی
بڑی باغ باغ گذر گئی، بڑی آبرو سے بسر ہوئی

مری چشمِ حسن پرست بھی تو بلا کی حسن شناس ہے
نہ کسی پہ تیرے سوا اُٹھی، نہ کسی کی دست نگر ہوئی

مرے صبح و شام بدل گئے، مرے ماہ و سال بدل گئے
مرے حال پہ بھی کرم ہوا مری سمت بھی وہ نظر ہوئی

مرے غمگسار تو اک طرف، جہاں وقت ساتھ نہ دے سکا
وہاں صرف اک تری یاد تھی جو مری شریکِ سفر ہوئی

٭

ہو گئی گُم جہاں سے جنسِ وفا
سرد مہری کا گرم ہے بازار

"جانے کیا ہو گیا زمانے کو"
چِھن گیا ہے دلوں کا صبر و قرار

کُھل کے اظہارِ مُدّعا تو کُجا
سانس تک لینا ہو گیا دشوار

(نامکمل)

❀

✻

جو عمر بھر کسی چوکھٹ پہ سر جھکا نہ سکے
ترے حضور جب آئے تو سر اُٹھا نہ سکے

کسی سے پوچھی نہیں اپنے خواب کی تعبیر
مگر وہ صبح، جسے ابر بھی چھپا نہ سکے

اُٹھے تھے کتنے بگولے مرے تعاقب میں
ترا کرم، کہ قدم سے قدم ملا نہ سکے

ترے غلام کی پہچان ہے یہی آقا
کہ بادشہ بھی مرا مرتبہ گھٹا نہ سکے

پہنچ گئے ہیں اَب ایسی جگہ، جہاں اعظم
قضا کا ہاتھ نہ پہنچے، فنا مٹا نہ سکے

✻

سر تا بقدم معجزہ وہ قامتِ زیبا
سیرت جو ہے بے مثل تو صورت بھی ہے یکتا

الفاظ و معانی ہیں بہم لازم و ملزوم
صورت کا بھی دلدادہ ہوں سیرت کا بھی شیدا

تقدیس و شرافت کا ہے آئینہ تری ذات
احسان و صداقت کا نشاں تیرا سراپا

خوشبو کی طرح پھیل گیا ارض و سما میں
اے ختمِ رُسل حرف جو لب سے ترے نکلا

تپتے ہوئے ماحول سے گھبرا کے یہ دنیا
اب ڈھونڈ رہی ہے تری دیوار کا سایا

بخشا ہے تو اب اس کی نگہداشت بھی فرما
محبوب ہے ہر ذرّہ مجھے اپنے وطن کا

اعظم مجھے فرصت ہی نہیں ذکرِ نبیؐ سے
ہوتا رہے برہم غمِ دنیا، غمِ عقبیٰ

سرکارِ دو جہاں سا کوئی کائنات میں
مشفق نہیں ، رفیق نہیں ، مہرباں نہیں

کردار وہ کہ اپنے پرائے امیں کہیں
گفتار وہ کہ ریب کا وہم و گماں نہیں

عفو و عطا ، نمود و نمائش سے بے نیاز
جود و سخا میں مصلحت اندیشیاں نہیں

وہ حُسن ، جس سے مہر و مہ آسماں خجِل
وہ سادگی ، کہ جس کا بدل دو جہاں نہیں

وہ اک حیات بخش حرارت ہے ان کی ذات
جس کے بغیر گرم تنِ دو جہاں نہیں

"آہستہ پا بنہ کہ ملک سجدہ می کنند"
نازک اس آستاں سے کوئی آستاں نہیں

ان کی عطا کہ دل بھی توانا ہے ، ذوق بھی
ان کا کرم کہ عشق مرا ناتواں نہیں

متفرق اشعار

رہ نوردانِ مدینہ ذرا اعظم کی سُنو
جا رہے ہو تو دل و جان لُٹا کر آنا!

عاشقوں کے واسطے، زائروں کے واسطے
اشک باریاں بھی ہیں، غمگساریاں بھی ہیں

دامنِ حیات میں ایک ہی تو پھول ہے
جس میں رنگینیاں بھی ہیں، مشک باریاں بھی ہیں

اپنا معیار زمانے سے جُدا رکھتے ہیں
ہم تو محبوب بھی محبوبِ خُدا رکھتے ہیں

کسی سائل کو صدا دینے کی زحمت کیوں ہو
اپنا دروازہ وہ ہر وقت کُھلا رکھتے ہیں


خزینہ علم و ادب